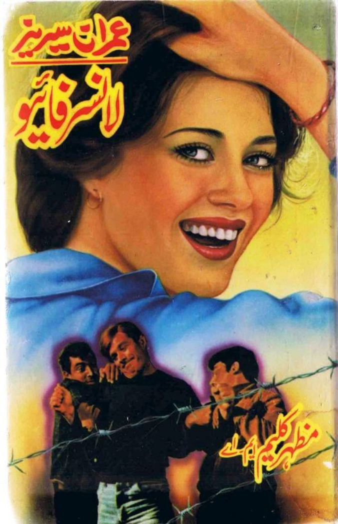
عمران سیریز
لانسر فائیو
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین! ——— سلام مسنون

نیا ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں ایک سپر ایجنٹ اپنی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ عمران سے ٹکراتا ہے۔ اور پھر سپر ایجنٹ لانسر فائیو اور ناقابل تسخیر علی عمران کے درمیان ایک ایسی جان لیوا اور اعصاب شکن جنگ کا آغاز ہوتا ہے کہ جس کا ہر لمحہ قیامت سے بھی زیادہ عذاب ناک ثابت ہوتا ہے ——— اس کہانی میں پہلی بار ایک مخصوص نسل کا بندر کپتان ، سامنے آتا ہے اور پھر غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک یہ انوکھا بندر نہ صرف علی عمران کو اپنے اشاروں پر ناچنے کے لئے مجبور کر دیتا ہے۔ بلکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ارکان بندر کے احکامات کی تعمیل پر مجبور ہو جاتے ہیں ——— اور اسی غیر معمولی صلاحیتوں کے بندر نے سپر ایجنٹ لانسر فائیو۔ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایک لمحے میں ناکامی کے زخم چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ اس لحاظ سے یہ ناول انتہائی منفرد اور انوکھے انداز کا ہے جسے آپ یقیناً پسند کریں گے۔

آخر میں ایک قاری کا خط بھی ملاحظہ کر لیجئے تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو سکے کہ کس قیامت کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں۔

سرگودھا سے جناب محمد شاہد صاحب لکھتے ہیں ۔ کیا کوئی ایسا مجرم نہیں ہے جو عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو انگلیوں پر نچائے اور عمران کو پے در پے شکست دے کر یہ سوچنے پر مجبور کر دے کہ شکست کا مزہ کیسا ہوتا ہے ۔

محترم شاہد صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ شکست نام ہے ہمت ہارنے کا ۔ جذبوں کے ماند پڑ جانے کا ۔ اور جب کوئی انسان اپنے ملک کی سلامتی ۔ عزت ۔ عظمت کی خاطر جان کی بازی لگا کر میدان میں اترتا ہے تو پھر لفظ شکست خود بخود فتح میں تبدیل ہو جاتا ہے ۔ عمران مجرموں سے اپنی ذات کے لئے نہیں ٹکراتا ــــــ وہ ذاتی جائیداد یا ذاتی انا کی خاطر کام نہیں کر رہا ہوتا ۔ اس کے پیش نظر اپنے ملک کی سلامتی ۔ عزت اور عظمت ہوتی ہے ۔ اور ایسے شخص کے جذبوں کے سامنے شکست ایک بے معنی لفظ بن جاتا ہے ۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے ۔

والسلام

مظہر کلیم ایم ۔ اے

مدثر فضل الرحمٰن جہلمی
1/10/2000

سرخ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے پہاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ سڑک تنگ اور پیچیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ خاصی خطرناک بھی تھی کیونکہ پہاڑی پر ہونے والی تیز اور مسلسل بارش نے اس پہاڑی سڑک کو انتہائی پھسلواں کر دیا تھا۔۔۔ اور سڑک کے اوپر پانی اس طرح بہہ رہا تھا جیسے وہ سڑک کی بجائے کسی تیز رفتار پہاڑی دریا کی منجدھار ہو۔ سرخ رنگ کی کار اوپر کی طرف جا رہی تھی۔ ماحول اور سڑک اس قدر خطرناک ہونے کے باوجود کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔ سٹیرنگ پر ایک خوب صورت لمبا تڑنگا اور خاصا وجیہہ نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا خوب صورت سوٹ پہن رکھا تھا۔ سر پر سیاہ پٹی والا سفید فلیٹ تھا۔ وہ یوں اطمینان سے بیٹھا کار چلا رہا تھا جیسے وہ کسی پہاڑی سڑک کی بجائے کسی کھلے میدان میں کار دوڑا رہا ہو۔۔۔ تنگ موڑ پر اس کے ہاتھ خود بخود سٹیرنگ گھما دیتے اور کار

پہیوں کی چرچراہٹ کے ساتھ انتہائی برق رفتاری سے موڑ کاٹ جاتی۔ ساتھ والی سیٹ پر سنہرے بالوں والی ایک خوب صورت اور نوجوان لڑکی گہرے سرخ رنگ کا منی اسکرٹ پہنے بیٹھی ہوئی تھی ــــ اس کے سنہری اور گچھے دار بال اس کے کاندھوں پر لہرا رہے تھے۔ اس کا چہرہ پرجوش اور آنکھوں میں دلچسپی کی چمک تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس خطرناک ڈرائیونگ سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی ہو ــــ وہ بار بار بڑی میٹھی نظروں سے نوجوان کی طرف دیکھتی۔ اور جب نوجوان اُسے مسکرا کر دیکھتا تو وہ بڑی مترنم سی ہنسی ہنس کر پھر سامنے دیکھنے لگتی۔ اس کے کانوں میں سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے بندے کار کے ساتھ ساتھ ہلکورے لے رہے تھے ــــ اور ان میں جڑے ہوئے اصلی ہیروں میں سے روشنی کی شعاعیں نکل کر لڑکی کے چہرے کو اور بھی زیادہ خوبصورت بنا رہی تھیں۔

"اگر کار تمہارے کنٹرول سے باہر ہو جائے تو پھر کیا کرو گے لانسر" لڑکی نے یک لخت ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر میں تمہیں اپنے کنٹرول میں کر کے باہر چھلانگ لگا دوں گا" نوجوان نے جس کا نام لانسر تھا مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کار لڑکی کی مترنم اور بے ساختہ ہنسی سے گونج اٹھی۔

"واہ ــــ میں بھی کوئی کار ہوں کہ تم مجھے کنٹرول میں کر لو گے" لڑکی نے بڑے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"کار تو نہیں البتہ کار آمد ضرور ہو" ــــ لانسر نے کہا اور لڑکی ایک بار پھر ہنس پڑی۔ لانسر بھی ساتھ ہی ہنس رہا تھا۔

"آج چیف باس نے بڑے غلط وقت پر بلایا ہے۔ آج تو کہیں سیر و تفریح کا دن تھا۔ وکٹوریہ جھیل کا نظارہ آج دیکھنے والا ہوگا" ــــ لڑکی نے یک لخت منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وکٹوریہ جھیل تمہاری سبز آنکھوں سے زیادہ خوب صورت نہیں ہو سکتی۔ فیلیا ڈیئر" ــــ لانسر نے ہنستے ہوئے کہا اور لڑکی کی آنکھوں میں واقعی ستارے رقص کرنے لگے۔

"تمہیں تو سیکرٹ ایجنٹ کی بجائے شاعر ہونا چاہیے تھا" ــــ فیلیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں جب کالج میں پڑھتا تھا تو باقاعدہ شاعری کیا کرتا تھا" لانسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اس وقت تمہاری شاعری کا مرکز کون ہوتی تھی" ــــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اس وقت جھیلیں۔ پہاڑ۔ وادیاں۔ درخت۔ میں ان پر شاعری کرتا تھا۔ اس وقت تک تمہیں میں نے نہیں دیکھا تھا ــــ ورنہ یقین جانو اگر تم مجھے اس دور میں نظر آجاتیں تو میں آج سیکرٹ ایجنٹ کی بجائے واقعی گریٹ ٹائپ کا شاعر ہوتا کیٹس اور بائرن سے بھی بڑا شاعر" ــــ لانسر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تم بس میری تعریفیں ہی کرتے رہتے ہو۔ تم نے کبھی مجھے پرپوز تو کیا ہی نہیں" ــــ فیلیا نے منہ بناتے ہوئے مصنوعی غصے سے کہا۔

"فیلیا ڈیئر ــــ تم تو اچھی طرح جانتی ہو کہ ہماری زندگی ایک ببلے کی

پہیوں کی چرچراہٹ کے ساتھ انتہائی برق رفتاری سے موڑ کاٹ جاتی۔ ساتھ والی سیٹ پر سنہرے بالوں والی ایک خوب صورت اور نوجوان لڑکی گہرے سرخ رنگ کا منی اسکرٹ پہنے بیٹھی ہوئی تھی ـــــ اس کے سنہری اور لچھے دار بال اس کے کاندھوں پر لہرا رہے تھے۔ اس کا چہرہ پرجوش اور آنکھوں میں دلچسپی کی چمک تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس خطرناک ڈرائیونگ سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی ہو ـــــ وہ بار بار میٹھی میٹھی نظروں سے نوجوان کی طرف دیکھتی۔ اور جب نوجوان اُسے مسکرا کر دیکھتا تو وہ بڑی مترنم سی ہنسی ہنس کر پھر سامنے دیکھنے لگتی۔ اس کے کانوں میں سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے بُندے کار کے ساتھ ساتھ ہلکورے سے رہے تھے ـــــ اور ان میں جڑے ہوئے اصلی ہیروں میں سے روشنی کی شعاعیں نکل کر لڑکی کے چہرے کو اور بھی زیادہ خوبصورت بنا رہی تھیں۔

"اگر کار تمہارے کنٹرول سے باہر ہو جائے تو پھر کیا کرو گے لانسر" لڑکی نے یک لخت ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر میں تمہیں اپنے کنٹرول میں کر کے باہر چھلانگ لگا دوں گا" نوجوان نے جس کا نام لانسر تھا مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کار لڑکی کی مترنم اور بے ساختہ ہنسی سے گونج اٹھی۔

"واہ ـــ میں بھی کوئی کار ہوں کہ تم مجھے کنٹرول میں کر لو گے" لڑکی نے بڑے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"کار تو نہیں البتہ کار آمد ضرور ہو" ـــ لانسر نے کہا اور لڑکی ایک بار پھر ہنس پڑی۔ لانسر بھی ساتھ ہی ہنس رہا تھا۔

"آج چیف باس نے بڑے غلط وقت پر بلایا ہے۔ آج تو کہیں سیر و تفریح کا دن تھا۔ وکٹوریہ جھیل کا نظارہ آج دیکھنے والا ہوگا" ـــ لڑکی نے یک لخت منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وکٹوریہ جھیل تمہاری سبز آنکھوں سے زیادہ خوب صورت نہیں ہو سکتی۔ فیلیا ڈیئر" ـــ لانسر نے ہنستے ہوئے کہا اور لڑکی کی آنکھوں میں واقعی ستارے رقص کرنے لگے۔

"تمہیں تو سپر ایجنٹ کی بجائے شاعر ہونا چاہیے تھا" ـــ فیلیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں جب کالج میں پڑھتا تھا تو باقاعدہ شاعری کیا کرتا تھا" لانسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اس وقت تمہاری شاعری کا مرکز کون ہوتی تھی" ـــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اس وقت جھیلیں۔ پہاڑ۔ وادیاں۔ درخت۔ میں ان پر شاعری کرتا تھا۔ اس وقت تک تمہیں میں نے نہیں دیکھا تھا ـــ ورنہ یقین جانو اگر تم مجھے اس دور میں نظر آ جاتیں تو میں آج سپر ایجنٹ کی بجائے واقعی گریٹ ٹائپ کا شاعر ہوتا کیٹس اور بائرن سے بھی بڑا شاعر" ـــ لانسر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تم بس میری تعریفیں ہی کرتے رہتے ہو۔ تم نے کبھی مجھے پرپوز تو کیا ہی نہیں" ـــ فیلیا نے منہ بناتے ہوئے مصنوعی غصے سے کہا۔

"فیلیا ڈیئر ـــ تم تو اچھی طرح جانتی ہو کہ ہماری زندگی ایک سب بلبلے کی

مانند ہوتی ہے۔ بالکل عارضی ۔۔۔ نجانے کس وقت کہیں سے کوئی گولی نکلے اور ہمیں ختم کر جائے۔ اس لئے ہم لوگ شادی وغیرہ کے بکھیڑوں میں نہیں پڑتے۔ بس یوں سمجھو۔ جو لمحات ہم نے ایک دوسرے سے ہنس بول کر گزار لئے وہی ہماری زندگی ہے" ۔۔۔ لانسر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم اس خطرناک پیشے کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔ تم اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو۔ نوجوان ہو۔ ذہین ہو۔ تمہارے والد کا پوری دنیا میں پھیلا ہوا وسیع کاروبار ہے ۔۔۔ لانسر کلب دنیا کے ہر ترقی یافتہ ملک میں موجود ہیں۔ تمہیں آخر کس چیز کی پرواہ ہے۔ پھر تم کیوں اس طرح اپنی زندگی کو داؤ پر لگائے رہتے ہو" ۔۔۔ فیلیا نے کہا۔

"تم نہیں جانتیں فیلیا کہ اس پیشے میں کیا لطف ہے۔ اس میں کیسی پراسراریت اور کیسی زندگی ہے۔ جہاں ہم ہر لمحہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گزرتے ہیں ۔۔۔ جہاں ہم موت سے اپنی زندگی چھینتے ہیں۔ اور دوسروں پر موت طاری کرتے ہیں۔ جب بڑے بڑے ایجنٹ ہمارے مقابلے میں آکر منہ کے بل گرتے ہیں تو یقین کرو روح تک سرشار ہو جاتی ہے۔ جب ہمارے ریوالور سے نکلنے والی گولی ٹھیک نشانے پر بیٹھتی ہے ۔۔۔ اور جب اندھیرے سے آنے والی کوئی گولی ہمارے دل کے قریب سے گزرتی ہے تو لطف کی ایک ایسی انتہا ہوتی ہے جسے صرف ہم ہی محسوس کر سکتے ہیں" ۔۔۔ لانسر نے باقاعدہ شاعری شروع کر دی۔

"واقعی لانسر تم درست کہہ رہے ہو۔ پرمن مشن پر جب میں تمہارے

ہمراہ گئی تھی۔ تو یقین کرو بڑا لطف آیا تھا۔ اور سنو ۔۔۔ اس بار اگر چیف باس نے تمہیں کوئی نیا مشن سونپا تو تم مجھے اپنے ساتھ ضرور لے جاؤ گے"۔

"اس کا انحصار تو مشن پر ہے فیلیا ۔۔۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ چیف باس مان جائے" ۔۔۔ لانسر نے کہا۔

اور اسی لمحے اس کی کار نے جب موڑ کاٹا تو سامنے سفید رنگ کی ایک چھوٹی سی خوب صورت عمارت عین پہاڑی کی چوٹی پر نظر آنے لگی۔ اس عمارت کو دیکھتے ہی وہ دونوں چونک کر سیدھے ہو گئے ۔۔۔ لانسر اور فیلیا دونوں کا تعلق ناراک لینڈ کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی گاڈ فادر سے تھا۔ گاڈ فادر تنظیم ناراک کی سرکاری تنظیم ضرور تھی۔ لیکن اس کا سٹ اپ ایسا بنایا گیا تھا کہ اس کا حکومت سے بظاہر کوئی تعلق نہ تھا ۔۔۔ بظاہر یہ ایک دہشت گرد پرائیویٹ تنظیم تھی۔ جو ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتی تھی۔ لیکن اس کے اندر ایک سیل ایسا تھا جسے سپر سیل کہا جاتا تھا۔ یہ چھ افراد پر مشتمل تھا۔ سپر ایجنٹ ون سے لے کر سپر ایجنٹ سکس تک ان کا گاڈ فادر تنظیم کے دوسرے جرائم سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا ۔۔۔ انہیں کسی اہم ترین اور خصوصی مشنز پر ہی بھیجا جاتا تھا۔

نوجوان کا اصل نام لانسر تھا۔ اور سپر سیل میں اس کا نمبر فائیو تھا۔ لیکن عملی طور پر یہ پہلا نمبر بن چکا تھا۔ کیونکہ اس کی کارکردگی اور کارنامے سیل کے باقی پانچ افراد سے بہت زیادہ شاندار تھے ۔۔۔ اس لئے اہم ترین مشنز پر اس کی ڈیوٹی لگائی جاتی تھی۔ اسے عرف عام میں لانسر فائیو کہا جاتا تھا۔ فیلیا دراصل اس کی سیکرٹری تھی۔ لانسر نے بظاہر ایک پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی بنائی ہوئی تھی۔ اور جب اس کے پاس کوئی

مشن نہ ہوتا تو وہ اور فیلیا مل کر ڈیٹیکٹو ایجنسی چلاتے تھے۔ فیلیا خود بھی انتہائی دلیر، ماہر نشانہ باز اور مارشل آرٹ میں خاصی مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ ذہین بھی تھی۔ اس لئے کبھی کبھی کسی مشن پر لانسر اُسے چیف باس کی اجازت سے اپنے ہمراہ بھی لے جاتا تھا ——— سپر سیل کا سربراہ ڈیڈ بقری کہلاتا تھا۔ بظاہر ایک لارڈ ٹائپ آدمی جو اس پہاڑی پر سفید رنگ کی خوب صورت عمارت میں رہتا تھا۔ جس کی جاگیر ناماک لینڈ میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور وہ ہاؤس آف لارڈز کا ممبر بھی تھا ——— عام طور پر اُسے لارڈ برنارڈ کہتے تھے۔ وہ ناماک لینڈ کی بے شمار سماجی اور خصوصی تنظیموں کا سربراہ تھا اور اس حیثیت سے اُسے ہر شخص جانتا تھا۔ وہ ملک کی ایک مقبول ترین سماجی شخصیت تھا ——— لیکن یہ بات کوئی نہ جانتا تھا کہ وہ سپر سیل کا چیف باس ڈیڈ بقری ہے۔ صرف سپر ایجنٹس ہی اس کے متعلق جانتے تھے۔ جب بھی کوئی اہم مشن درپیش ہوتا تو وہ اس مشن کے مطابق کسی سپر ایجنٹ کی ڈیوٹی لگا دیتا۔

لانسر شہر سے دور مضافات میں ایک خوب صورت سی آبشار کے کنارے بنے ہوئے ایک خوب صورت سے کاٹیج میں رہتا تھا۔ فیلیا اس کی سیکرٹری ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی مکمل فرینڈ بھی تھی۔ اور وہ کئی برسوں سے اس کاٹیج میں اکٹھے رہتے تھے ——— فیلیا کے والدین کسی دیہاتی قصبے میں رہتے تھے۔ فیلیا تعلیم مکمل کرنے کے بعد سروس کی تلاش میں شہر میں آئی اور پھر مختلف دفاتر میں نوکری کرتے کرتے وہ ایک روز ایک کلب میں لانسر سے ٹکرا گئی ——— اور پھر لانسر نے اُسے اپنی سیکرٹری بننے کی دعوت دے ڈالی۔ اور تب سے وہ اکٹھے ہی رہتے

تھے۔ لانسر ایک آزاد معاشرے کا رکن ہونے کے باوجود کردار کے لحاظ سے انتہائی بلند انسان تھا۔ اس لئے اتنے برسوں سے اکٹھے رہنے کے باوجود لانسر نے آج تک کوئی ایسی غلط حرکت نہ کی تھی جسے اس معاشرے میں غلط حرکت ہی نہیں سمجھا جاتا تھا ——— اور ایسے موقعوں پر ہی فیلیا جھنجلا جاتی اور وہ اُسے آئس کریم کے نام سے پکارنے لگتی۔ لیکن لانسر ہنس کر ٹال جاتا۔ وہ بس باتیں کرنے کی حد تک ہی فیلیا میں دلچسپی لیتا تھا ——— کیونکہ اس نے جس استاد سے مارشل آرٹ کی تربیت حاصل کی تھی وہ ایک چینی تھا۔ اور اُسی نے لانسر کی مارشل آرٹ کے ساتھ ساتھ کردار کی بھی تربیت کی تھی ——— اُس نے لانسر کے ذہن میں یہ بٹھا دیا تھا کہ جو شخص باکردار نہیں ہوتا وہ مارشل آرٹ کا ماہر نہیں ہو سکتا۔ مارشل آرٹ میں مہارت کے لئے کردار کی بلندی ایک لازمی جزو ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آج مارشل آرٹ میں لانسر کا مقابلہ کوئی نہ کر سکتا تھا اور اس کا چینی استاد تا حال بھی اس پر فخر کرتا تھا ——— وہ شراب ضرور پیتا تھا۔ کیونکہ اس سرد علاقے میں شراب کے بغیر اس کے خیال کے مطابق زندہ نہ رہا جا سکتا تھا۔ کلب جاتا تھا۔ لڑکیوں سے فلرٹ کرتا۔ ان کے ساتھ رقص کرتا۔ لیکن یہ اس کی آخری حد تھی ——— اس کے بعد وہ واپس مڑ جاتا۔ اس لئے لڑکیاں اُسے پاگل کہتی تھیں۔ اور فیلیا تو اُسے آئس کریم کہتے ہوئے بھی نہ ہچکچاتی۔ لیکن لانسر پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ وہ اپنے خیالات میں راسخ ہو چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے کارنامے سپر سیل میں سب سے شاندار تھے۔ اور اس کا چیف باس ڈیڈ بقری اُسے مذاق میں یونانی دیوتا کہتا تھا۔ ناقابلِ شکست اور ناقابلِ تسخیر۔

آج صبح سے موسم بے حد شاندار تھا اور ناشتہ کرتے ہوئے لانسر اور فیلیا دونوں ہی تفریح کا پروگرام سوچ رہے تھے۔ کہ اچانک ہیڈ کوارٹر کی طرف سے مخصوص کال آگئی ـــــ اور لانسر اسی وقت ہیڈ کوارٹر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ فیلیا بھی ضد کر کے ساتھ چل پڑی کیونکہ وہ اس قدر خوبصورت موسم میں اکیلی بور نہ ہونا چاہتی تھی۔

سفید رنگ کی عمارت جو کہ دراصل سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ تیزی سے نزدیک آتی جا رہی تھی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی لانسر نے کار اس کے سیاہ رنگ کے شاندار پھاٹک کے سامنے روک دی۔ پھاٹک کے باہر برساتیاں پہنے ہوئے چار مسلح دربان بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ لانسر کی کار رکتے ہی ان میں سے دو تیزی سے کار کی طرف بڑھے۔ لانسر نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ان میں سے ایک کے ہاتھ میں دے دیا۔ دربان نے کارڈ کو غور سے دیکھ کر سر ہلایا ـــ اور پھر کارڈ واپس کر کے اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا۔ باقی دربان تیزی سے ایک طرف ہٹ گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی سیاہ رنگ کا پھاٹک خود بخود کھل گیا۔

لانسر کار اندر لیتا گیا اور پھر پورٹیکو میں کھڑی ہوئی سفید رنگ کی بالکل نئی رولز رائس کار کے پہلو میں اس نے کار روک دی۔ اور خود نیچے اتر آیا۔ فیلیا بھی نیچے اتر آئی۔

برآمدے میں ایک ادھیڑ عمر شخص کشمشی رنگ کا سوٹ پہنے کھڑا تھا۔ یہ لارڈ برنارڈ کا سیکرٹری رامن تھا۔

"مسٹر لانسر ـــ لارڈ مخصوص کمرے میں آپ کے منتظر ہیں۔ مس فیلیا

لاؤنج میں تشریف رکھیں گی۔" ـــــ سیکرٹری رامن نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا اور لانسر نے سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ دونوں برآمدہ کراس کر کے ایک گول کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ لاؤنج تھا۔

"جلدی آنا ـــــ میں یہاں اکیلے بیٹھے بیٹھے بور ہو جاؤں گی" فیلیا نے ایک صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور لانسر کوئی جواب دیئے بغیر سر ہلاتا ہوا ایک عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے موڑ کاٹتے ہی کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ کیونکہ سامنے ایک ہیوی لوڈر ٹرک پوری سڑک کو گھیرے ہوئے جا رہا تھا۔ سڑک یہاں سے خاصی تنگ تھی ــــ اس لئے عمران آہستہ آہستہ اس کے پیچھے چلنے لگا۔ اس کے جسم پر مخصوص شیکنی کلر لباس تھا۔ اور چہرے پر حماقتوں کا آبشار پوری آب و تاب سے بہہ رہا تھا۔ وہ سر داور کی لیبارٹری سے واپس آ رہا تھا ــــ سر داور نے ایک اہم ایجاد کے سلسلے میں مشورے کے لئے اُسے لیبارٹری بلوایا تھا۔ وہ ایک سائنسی مسئلے میں ایسے پھنسے تھے کہ باوجود دماغ لڑانے کے وہ مسئلہ حل نہ ہو رہا تھا ــــ اس لئے انہوں نے عمران کو بلایا تھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے عمران کی کھوپڑی میں کوئی سپیشل قسم کا کمپیوٹر نصب کیا ہوا ہے جو ہر قسم کا لاینحل مسئلہ چٹکیوں میں حل کر دیتا ہے ــــ اور یہی ہوا کہ عمران نے وہاں پہنچتے ہی پہلے تو عادت کے مطابق سر داور کو بُری طرح

زچ کر دیا۔ اور جب سر داور تنگ آکر مرنے مارنے پر تل گئے تو عمران نے یوں ان کا مسئلہ حل کر دیا کہ سر داور کو اپنی ذہانت پر شرم آنے لگی ۔ عمران نے ایک ایسا سیدھا سا حل نکال دیا تھا کہ سر داور نے بے اختیار اپنی گنجی کھوپڑی پر چپتیں مارنی شروع کر دیں کہ آخر یہ سیدھا سادھا اور سامنے کا حل ان کی سمجھ میں کیوں نہیں آیا ــــ اور ظاہر ہے مسئلہ حل ہونے کے بعد سر داور عمران کی بکواس کہاں سنتے تھے۔ چنانچہ عمران کو واپس آنا پڑا۔

ابھی عمران ہیوی لوڈر کے پیچھے آہستہ آہستہ کار چلاتا ہوا آگے بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک درخت کی شاخ سے ایک بندر کودا اور بجلی کی سی تیز رفتاری سے وہ کھلی کھڑکی میں داخل ہو کر عمران کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ کر بڑے شرارت بھرے انداز میں آنکھیں جھپکنے لگا۔

"ارے ارے کرایہ ہے تمہارے پاس ــــ میں مفت میں لفٹ دینے کا قائل نہیں ہوں" ــــ عمران نے چونک کر کہا۔

اور دوسرے لمحے بندر نے ایک ایسی حرکت کی کہ عمران جیسا شخص بھی بوکھلا گیا۔ بندر بجلی کی سی تیزی سے اپنی سیٹ سے اچھلا اور اس نے انتہائی مہارت سے عمران کی سائیڈ جیب میں موجود ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے وہ دونوں ہاتھوں سے ریوالور تھامے واپس سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ بھرے ہوئے ریوالور کا رخ عمران کی طرف ہی تھا اور بندر کی ایک انگلی ٹریگر پر جمی ہوئی تھی ــــ اور اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں بے تحاشا چمک تھی۔

"اچھا بھئی اچھا ــــ معاف کرو بھئی۔ میں کرایہ نہیں لوں گا۔ یہ ریوالور

بھرا ہوا ہے ۔۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ پرس اُسی تیز رفتاری سے واپس اس کی جیب میں پہنچ چکا تھا۔ جس تیز رفتاری سے اُسے نکالا گیا تھا۔

"گڈ ۔۔۔۔ تم تو واقعی کام کے آدمی ۔۔۔۔ اوہ سوری بندر ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے بندر نے چیخ چیخ کی آوازیں نکالنے کے ساتھ ساتھ اپنا ایک ہاتھ کھڑکی سے باہر نکال کر سائیڈ پر بنی ہوئی ایک بھورے رنگ کی عمارت کی طرف اشارہ کیا۔

"ادھر جانا ہے ۔۔۔۔ تو جاؤ بھائی ۔۔۔۔ میں نے تمہیں کب روکا ہے"۔ عمران نے اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا۔ لیکن اُسی لمحے بندر نے اچھل کر دونوں ہاتھوں سے سٹیئرنگ پکڑا اور اُسے اپنی طرف گھمانے لگا۔

"ارے ارے ایکسیڈنٹ کراؤ گے۔ اچھا بھئی چلتا ہوں۔ ادھر ہی چلتا ہوں۔ یار تم تو پورے سلطانہ ڈاکو ہو" ۔۔۔۔ عمران نے بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر کار کو اس عمارت کی طرف موڑ دیا۔ بندر سٹیئرنگ چھوڑ کر واپس سیٹ پر جا بیٹھا گیا۔ اب وہ ہنس رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو دیکھا کیسے میں نے اپنی مرضی پوری کرائی ہے۔

عمارت خاصی پرانی اور خستہ تھی۔ اس کا لکڑی کا پرانا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ عمران کار اندر لیتا گیا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے کار روکی اچانک عمران کو ایک چیتے کی غراہٹ سنائی دی ۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے برآمدے کے کسی کونے میں بیٹھا ہوا ایک چیتا یک لخت کار کی طرف دوڑا۔ لیکن اسی

سے پہلے کہ وہ کار کے قریب پہنچتا۔ بندر نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ اور خوفناک چیتا کار کے بالکل قریب پہنچ کر یک لخت رک گیا۔ اور پھر دُم ہلاتا ہوا واپس چلا گیا ۔۔۔۔ عمران بندر کی اس ذہانت پر دنگ رہ گیا۔ ظاہر ہے بندر نے اُسے چیخ چیخ کر بتایا تھا کہ عمران کو وہ لے آیا ہے اور وہ اس کا مہمان ہے۔ اس لئے چیتا واپس چلا گیا تھا۔

لیکن اب عمران اس عمارت کے مالک سے ملنا چاہتا تھا۔ جس نے اس قسم کے ذہین جانور پال رکھے تھے اور پھر یہ خوفناک چیتا جو کھلا پھر رہا تھا۔

بندر اچھل کر کھڑکی سے باہر کود گیا اور پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے عمران کو باہر آنے کے لئے کہا۔ عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

بندر اب برآمدے میں پہنچ چکا تھا۔ اور وہ مڑ مڑ کر عمران کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ چیتا برآمدے کے ایک کونے میں بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اب حرکت بھی نہ کی تھی ۔۔۔۔ عمران بندر کے پیچھے چلتا ہوا برآمدے سے گزر کر ایک راہداری میں پہنچا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ اور پھر عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بند دروازے کے باہر ایک صحرائی بھیڑیا بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا ۔۔۔۔ اس کی سرخ آنکھیں عمران پر جمی ہوئی تھیں اور دانت غصیلے انداز میں باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ لیکن بندر نے اس کے قریب پہنچ کر ایک بار پھر مخصوص انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے بھیڑیا کان دبائے پیچھے ہٹا اور دیوار کے ساتھ یوں لگ کر کھڑا ہو گیا جیسے وہ بھیڑیئے کی بجائے بھیڑ کا معصوم

بچہ ہو۔

"واہ بھئی واہ ــــــ تم تو واقعی عجیب و غریب شے ہو" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بندر نے اپنے پنجے سے دروازے پر دستک دینی شروع کر دی۔

"یس کم ان کپتان" ــــــ اندر سے ایک بوڑھی لیکن لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ اور بندر اچھل کر اندر داخل ہوا۔ اور اس نے مڑ کر عمران کو بھی اندر آنے کا اشارہ کیا ــــــ عمران اندر داخل ہوا تو اس نے بیڈ پر ایک بوڑھے آدمی کو لیٹا ہوا دیکھا۔ بوڑھے نے کمبل اوڑھ رکھا تھا۔ صرف اس کا سر اور چہرہ کمبل سے باہر تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی سی تھیں اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"اوہ کپتان ــــــ تم ڈاکٹر کو لے آئے ہو۔ پلیز" ــــــ بوڑھے نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔

"بیٹھے ــــ بیٹھے لیٹے رہیئے ــــــ آپ شاید بیمار ہیں" ــــــ عمران نے بوڑھے کی حالت دیکھتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ کر اُسے کاندھوں سے پکڑ کر لٹاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ــــ مجھے تین روز سے شدید بخار ہے۔ میں نے اپنے طور پر تو کوشش کی کہ بخار اتر جائے لیکن حالت زیادہ بگڑ گئی ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میری موت کا وقت آن پہنچا ہے ــــــ آخر میں نے کپتان سے کہا کہ وہ کسی ڈاکٹر کو بلا لائے۔ آپ ڈاکٹر ہیں" ــــــ بوڑھے نے کمزور اور نحیف لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ــــــ نہیں میں ڈاکٹر تو نہیں ہوں۔ میرا نام علی عمران ہے" ــــــ

عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ ــــــ پھر کپتان آپ کو کیوں لے آیا۔ یہ غلطی کرنے والا تو نہیں۔ میں نے اسے سمجھایا تھا کہ جس کار پہ ڈاکٹر کا بیج لگا ہوا ہو۔ اُسے لے آئے۔ پھر یہ...... م ــــــ بوڑھے نے تپائی پر بیٹھے ہوئے بندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کا نام شاید کپتان تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ بندر نے دوبارہ چیخ چیخ کرنی شروع کر دی۔

"اوہ یہ بتا رہا ہے کہ آپ کی کار کے شیشے پہ ڈاکٹر کا بیج لگا ہوا ہے"۔ بوڑھے نے بندر کی بات سن کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل لگا ہوا ہے۔ آپ کے کپتان نے غلطی نہیں کی۔ غلطی در اصل میری ہے۔ میں نے جان بوجھ کر کار پہ ڈاکٹر کا بیج لگایا ہوا ہے۔ اس طرح پولیس والے مجھے نہیں روکتے ــــــ میں ان کے چالان سے بچ جاتا ہوں۔ اس طرح انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کار چوری کی ہے" ــــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ واقعی اس نے کار پہ ڈاکٹر کا بیج لگا رکھا تھا۔ لیکن اس سے اس کا مقصد صرف اتنا تھا کہ کہیں کوئی ایمرجنسی ہو تو وہ کسی کی جان بچا سکے ــــــ کیونکہ اب اتنی ڈاکٹری تو اُسے آتی تھی کہ وہ کسی کو ابتدائی طبی امداد دے سکے۔ اور اس مقصد کے لئے ایک ایمرجنسی بیگ بھی اس کی ڈگی میں پڑا رہتا تھا۔

"چوری کی ــــــ اوہ تو آپ......" ــــــ بوڑھے نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"گھبرائیں نہیں ــــــ میں چور نہیں ہوں۔ صرف کار چوری کی ہے۔ میرا دوست مانگ کر لے گیا تھا۔ واپس ہی نہ دے رہا تھا۔ اس لئے مجبوراً

چوری کرنی پڑی۔ بہرحال اب اتنی ڈاکٹری تو مجھے بھی آتی ہے کہ آپ کا بخار اتار دوں۔ ایک منٹ ٹھہرئیے میں بیگ لے آؤں ۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ کپتان لے آئے گا" ۔۔۔۔ بوڑھے نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا اور بندر اچھل کر تپائی سے نیچے اترا۔

"لیکن وہ تو ڈگی میں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اسے چابی دے دیں یہ لے آئے گا۔ یہ ان کاموں میں ماہر ہے۔ آپ تکلیف نہ کریں۔ ویسے آپ بے حد دلچسپ آدمی لگتے ہیں" بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور عمران نے حیرت سے آنکھیں نچاتے ہوئے جیب سے چابیاں نکالیں تو کپتان نے اچھل کر اس کے ہاتھ سے چابیاں جھپٹیں اور تیزی سے باہر چلا گیا۔

"آپ نے اپنا تعارف تو نہیں کرایا۔ آپ کا یہ کپتان بندر، چیتا اور بھیڑیے نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ۔۔۔۔ واقعی انہیں جو دیکھتا ہے حیران رہ جاتا ہے۔ میرا نام کرنل رابرٹ ہے۔ شاید تم نے سنا ہو" ۔۔۔۔ بوڑھے نے کہا۔

"کرنل رابرٹ ۔۔۔۔ اوہ آپ کہیں وہ کرنل رابرٹ تو نہیں جو دنیا کا سب سے بڑا شکاری ہے" ۔۔۔۔ عمران نے چونک کر بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سب سے بڑا تو خیر کیا ہوتا ہے۔ بہرحال میری ساری زندگی شکار کھیلنے میں گزر گئی ہے۔ لیکن اب ایک طویل عرصے سے میں نے شکار کھیلنا بند کر دیا ہے ۔۔۔۔ اور اب صرف میں اپنے شکار کے واقعات رسائل و اخبارات میں شائع کراتا رہتا ہوں" ۔۔۔۔ بوڑھے نے نحیف لہجے میں کہا۔

"اوہ ویری گڈ ۔۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔۔ میں آپ کے کارنامے بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ پاکیشیا میں رہتے ہیں" عمران نے کہا۔

"مجھے یہاں آئے ہوئے چار سال ہو گئے ہیں۔ دراصل میری اس ملک سے بڑی گہری یادیں وابستہ ہیں۔ کسی زمانے میں میں یہاں انگریز فوج میں ملازم تھا ۔۔۔۔ میں نے یہاں کی ایک لڑکی سے شادی کی تھی۔ میری بیوی فرخندہ جو بے حد وفادار اور خوب صورت تھی۔ جس نے مجھے زندگی کے سارے سکھ دیئے تھے۔ میں نے اس کی خاطر اپنا مذہب چھوڑ دیا تھا۔ اور میں مسلمان ہو گیا تھا ۔۔۔۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اب بھی مسلمان ہوں۔ لیکن چونکہ میں انگریزی فوج میں ملازم تھا اس لئے میں نے اپنے مذہب کی اس تبدیلی کو چھپایا تھا۔ اور اسی لئے میں نے اپنا نام بھی وہی رہنے دیا تھا ۔۔۔۔ پھر میری بیوی فرخندہ پہلے بچے کی پیدائش کے وقت فوت ہو گئی۔ بچہ بھی مردہ پیدا ہوا تھا۔ بس اس کے بعد میرا دل اچاٹ ہو گیا۔ میں نے فوج سے استعفیٰ دے دیا اور پھر میں جنگلوں میں نکل گیا ۔۔۔۔ میں نے ساری زندگی جنگلوں میں گزار دی۔ اور اب چار سال ہوئے میں واپس آ گیا ہوں۔ یہ وہی کوٹھی ہے جہاں میں فرخندہ کے ساتھ رہتا تھا۔

یہاں فرخندہ کی حسین یادیں موجود ہیں۔ یہ کوٹھی میں نے اس وقت فرخندہ کے نام سے خریدی تھی" ـــــ بوڑھے کرنل رابرٹ نے رک رک کر اپنے متعلق پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران اُسے عقیدت بھری نظروں سے دیکھتا رہا۔ وہ کرنل رابرٹ کے شاندار شکاری کارناموں سے پوری طرح واقف تھا۔ اور اس کے دل میں کرنل رابرٹ کے لئے غائبانہ عقیدت تھی ـــ کیونکہ کرنل رابرٹ نے اپنی بے پناہ بہادری۔ ذہانت اور شاندار نشانہ بازی کی وجہ سے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے تھے کہ جن کی مثال اس سے پہلے نہ ملتی تھی۔ اور اب کرنل کی زندگی کے اس نئے پہلو نے تو اس کی قدر اور بڑھا دی تھی۔

اسی لمحے کپتان بندر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایمرجنسی باکس تھا۔ عمران نے اس سے ایمرجنسی باکس لیا اور پھر اُسے کھول کر اس میں سے ایک انجکشن تیار کرنے لگا۔

"تم ڈاکٹر بھی نہیں ہو۔ لیکن تم نے ڈاکٹر کا پیچ بھی کار میں لگا رکھا ہے۔ اور تمہارے پاس ڈاکٹروں والا ایمرجنسی بیگ بھی موجود ہے۔ اور تم میرا علاج بھی کرنا چاہتے ہو۔ یہ سب کیا ہے" ـــــ بوڑھے نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"سب ٹھیک ہے۔ اور سب ٹھیک ہو جائے گا" ـــــ عمران نے انجکشن تیار کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور پھر اس نے بڑی مہارت سے بوڑھے کرنل رابرٹ کے بازو میں انجکشن لگا دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک اور انجکشن تیار کیا اور اُسے دوسرے بازو میں لگا دیا۔

"لیجیے کرنل صاحب ـــــ آپ کا بخار ابھی چند منٹ میں ٹوٹ جائے گا۔ اور آپ بالکل تندرست ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کے ہاں فون نہیں ہے۔ آپ کسی ڈاکٹر کو کال کر لیتے" ـــــ عمران نے سرنج اور دوا کی شیشی واپس بیگ میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے جان بوجھ کر فون نہیں لگوایا۔ میں تنہائی پسند ہوں۔ ہنگاموں سے مجھے وحشت ہوتی ہے۔ شاید یہ جنگلوں کا اثر ہے۔ بس یہ بندر کپتان میرا ملازم بھی ہے۔ سیکرٹری بھی۔ دوست بھی۔ اور بھیڑیا اور چیتا ساتھی ہیں۔ وہ اس گھر کی نہ صرف حفاظت کرتے ہیں بلکہ کسی اجنبی کو اندر بھی داخل نہیں ہونے دیتے" ـــــ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے کی سرخی آہستہ آہستہ مدھم ہوتی جا رہی تھی۔

جیسے ہی عمران نے بیگ بند کیا۔ کپتان بندر نے اُسے جھپٹا اور تیزی سے واپس باہر چلا گیا۔

"یہ بندر خاص نسل کا ہے۔ انتہائی ذہین اور وفادار۔ یہ بچہ تھا کہ میں نے اسے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور پھر میں نے اسے ٹریننگ بھی دی ہے۔ اب یہ ویسے تو بندر ہے لیکن اس کی ذہانت عام انسانوں سے کہیں زیادہ ہے ـــــ لیکن بیٹے تم نے اپنا پورا تعارف نہیں کرایا" ـــــ بوڑھا کرنل اب اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کی بگڑتی ہوئی طبیعت اب تیزی سے بحال ہوتی جا رہی تھی۔

"نام تو میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ شجرہ نسب کہیں تو وہ بھی بتا دوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھا بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں نام تو واقعی تم نے بتایا تھا ـــــ علی عمران ـــــ لیکن شجرہ نسب

کے الفاظ غلط ہیں۔ شجرہ ہوتا ہی نسب کا ہے۔ اس لئے خالی شجرہ کہہ دینا ہی کافی تھا" ـــــ بوڑھے نے شرارت بھرے انداز میں کہا اور اس بار عمران ہنس پڑا۔ کرنل واقعی دلچسپ طبیعت کا مالک اور خاصا ذہین آدمی تھا۔

"مجھے علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) کہتے ہیں۔ میرے باورچی کا نام سلیمان ہے۔ اور بس یہ شجرہ نسب نہیں ہے بلکہ شجرہ حسب ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل اس بار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"خوب خوب ـــــ تم نے میری بات کا خوب صورت جواب دیا ہے واقعی حسب اور ہوتا ہے اور نسب اور ہوتا ہے" ـــــ کرنل نے ہنستے ہوئے کہا۔ اب اس نے کمبل اتار دیا تھا۔

اُسی لمحے کپتان ایک ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں دو بڑے بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے جن میں سرخ رنگ کا مشروب تھا۔

"دیکھا کپتان کو مہمان نوازی کے آداب بھی آتے ہیں" ـــــ کرنل نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔

واقعی اس جیسا ٹرینڈ اور ذہین بندہ اس نے کم ہی دیکھا تھا۔ کپتان نے ٹرے عمران کی طرف بڑھائی۔ ٹرے میں عمران کی کار کی چابیاں بھی رکھی ہوئی تھیں ـــــ عمران نے مشروب کا گلاس اور چابیاں اٹھائیں۔ اور کپتان ٹرے کرنل کی طرف لے گیا۔

"یہ وسطی افریقہ کی ایک بوٹی بوجوم کا مشروب ہے۔ میں اس بوٹی کی خاصی بڑی مقدار ہمراہ لے آیا تھا۔ یہ انسانی جسم کو انتہائی طاقتور بنا

دیتی ہے" ـــــ بوڑھے نے کہا اور پھر ٹرے سے گلاس اٹھا لیا۔

عمران نے مشروب چکھا۔ ذائقہ تو کچھ عجیب سا تھا لیکن ناگوار نہ تھا۔ عمران چسکیاں لے کر مشروب پینے لگا۔ واقعی مشروب نے جسم میں جا کر چستی اور توانائی کی لہریں سی پیدا کر دی تھیں۔

"میری طبیعت واقعی بالکل ٹھیک ہو گئی ہے۔ بخار غائب ہو گیا ہے۔ ویسے مجھے حیرت ہے کہ تم تو اچھے خاصے ڈاکٹر ہو۔ حالانکہ تمہاری ڈگریاں بتا رہی ہیں کہ تم ڈاکٹر آف سائنس ہو" ـــــ بوڑھے نے گلاس خالی کر کے تپائی پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اب آپ سے کیا چھپانا۔ دراصل میرے پاس اپنا مکان نہیں ہے۔ اور مکان کے لئے پلاٹ خریدنے کی استطاعت نہیں ہے۔ اس لئے مجبوراً یہ کام کرتا ہوں" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں ـــــ ڈاکٹری سے مکان اور پلاٹ کا کیا تعلق" کرنل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب ـــــ قبرستان ایک ایسی جگہ ہوتی ہے جب رہنے کے لئے جگہ مفت مل جاتی ہے۔ اور جب کسی ڈاکٹر کا بنایا ہوا قبرستان خاصا وسیع ہو جائے تو پھر اُسے وہاں ہسپتال کھولنے کے بہانے مکان بنانے سے کوئی نہیں روک سکتا ـــــ لیکن اب میری قسمت کہ میری دواؤں سے ابھی تک ایک بھی مریض نہیں مرا۔ اس لئے مجبوراً مانگے کے فلیٹ میں رہتا ہوں" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

"بہت دلچسپ ـــــ تم واقعی انتہائی دلچسپ آدمی ہو۔ سنو اگر تمہیں واقعی رہائش کی ضرورت ہے۔ تو پھر تم یہاں میرے پاس آجاؤ۔ تم جیسے آدمی کے ساتھ رہتے ہوئے میں کم از کم بور نہیں ہوں گا ـــــ" بوڑھے کرنل نے آفر کرتے ہوئے کہا۔

"اس آفر کا بے حد شکریہ کرنل ـــــ میں تو یہاں رہ جاؤں گا مگر میرا باورچی یہاں نہیں رہ سکتا۔ وہ مجھے تو چھوڑ سکتا ہے لیکن فلیٹ نہیں چھوڑ سکتا۔ اور آپ نے اس کے ہاتھ کی پکی ہوئی مونگ کی دال نہیں کھائی۔ بس جو ایک دفعہ وہ مونگ کی دال کھالے وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا اس لئے مجبوری ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"مونگ کی دال ـــــ اچھا ـــــ کیا وہ دال بہت اچھی پکاتا ہے" کرنل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایسی ویسی اچھی ـــــ بس اُسے پکانا ہی یہی دال آتی ہے۔ جیسے ہی آپ نے مونگ کی دال کھائی آپ کے جسم کا پورا نظام تلپٹ ہو کر رہ جائے گا۔ آپ پینے کی بجائے کھانا اور کھانے کی بجائے پینا شروع کر دیں گے۔ اس طرح خاصی بچت بھی ہو جاتی ہے ـــــ دس گلاس پانی آپ نے کھالیا اور ایک گلاس دال آپ نے پی لی" ـــــ عمران نے کہا اور کرنل کا ہنستے ہنستے بُرا حال ہو گیا۔ وہ عمران کی بات سمجھ گیا تھا۔

"اچھا کرنل اب مجھے اجازت دیجئے۔ پھر کبھی ملاقات ہو گی اور ہاں اگر کبھی پینے کی بجائے کھانے اور کھانے کی بجائے پینے کا تجربہ کرنا ہو۔ تو فلیٹ پہ تشریف لے آیئے۔ کنگ روڈ پر فلیٹ نمبر دو سو ہے۔ لیکن خدا کے لئے اپنے ساتھ یہ بھیڑیا اور چیتا نہ لے آیئے گا۔ ورنہ سلیمان ڈر کے

مارے اپنی پکی ہوئی دال خود کھا جائے گا۔ اور پھر آپ جانتے ہیں آج کل اس جیسے ماہر باورچی کہاں ملتے ہیں" ـــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ضرور آؤں گا۔ تمہاری طبیعت مجھے بے حد پسند آئی ہے۔ اور ہاں کبھی فرصت ملے تو ادھر آنکلنا۔ کچھ دیر ہنس بول کر گزر جائے گی" ـــــ کرنل نے اب بیڈ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اس بڑھاپے میں بھی خاصے ٹھوس اور طاقتور جسم کا مالک دکھائی دے رہا تھا۔ اور پھر جب عمران نے اس سے مصافحہ کیا تو اس کی جسمانی طاقت کے متعلق بھی عمران کو خاصا اندازہ ہو گیا۔ بوڑھے کرنل کے جسم میں واقعی کسی گینڈے جیسی طاقت تھی۔

"اچھا مسٹر کپتان ـــــ تمہارا بھی شکریہ ـــــ تم نے آج میری ملاقات کرنل سے کرادی ہے" ـــــ عمران نے بندر کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور بندر کپتان نے بڑے سلیقے سے باقاعدہ اس سے پنجہ ملا کر مصافحہ کیا۔

"آؤ میں تمہیں چھوڑ آؤں" ـــــ کرنل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ آرام کریں۔ یہ آپ کا کپتان ہی کافی ہے۔ اس کی ایک جھڑکی سن کر چیتا بھی دم ہلانے لگتا ہے" ـــــ عمران نے کہا اور کرنل ہنس پڑا۔

لانسر فیلپ کو لاؤنج میں چھوڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ ایک راہداری میں گھوم کر وہ ایک بند دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں دروازے پر دستک دی۔

"یس کم ان" ——— اندر سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔ اور لانسر دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا ——— یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کے آخری حصے میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر لیکن انتہائی بارعب اور کرخت چہرے کا مالک زیڈ تھری لارڈ برنارڈ بیٹھا ہوا تھا۔

"آؤ بیٹھو لانسر" ——— زیڈ تھری نے نرم لہجے میں کہا اور لانسر اسے سلام کر کے مؤدبانہ انداز میں میز کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کبھی پاکیشیا گئے ہو" ——— زیڈ تھری نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

"پاکیشیا نہیں ——— نام تو اس کا سنا ہوا ہے۔ ایشیا کا کوئی پس ماندہ سا ملک ہے" ——— لانسر نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کبھی ایکسٹو کا نام سنا ہے" ——— زیڈ تھری نے اور آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو ——— اوہ ہاں ——— سنا ہوا ہے" ——— لانسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا سنا ہوا ہے۔ بتاؤ" ——— زیڈ تھری نے طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ کسی سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ اور اس نے بڑے کارنامے سر انجام دیئے ہیں۔ بس اس سے زیادہ تفصیل نہیں جانتا۔ اور نہ ہی میں نے جاننے کی کوئی ضرورت سمجھی۔ تو کیا اس بار پاکیشیا میں کوئی مشن ہے" ——— لانسر نے کہا۔

"ہاں تمہارا خیال درست ہے۔ پاکیشیا کا ایک اہم مشن درپیش ہے۔ اور مشن کی خصوصی اہمیت کے پیش نظر میں نے اس کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے" ——— زیڈ تھری نے کرسی کی پشت سے اپنی کمر لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس پس ماندہ ملک میں بھلا ایسا کیا خصوصی مشن پیش آ سکتا ہے۔ جس کے لئے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے۔ میرا تو خیال ہے گاڈ فادر کا عام سا ایجنٹ بھی وہاں کام کر سکتا ہے" ——— لانسر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے۔ میں احمق ہوں" ——— زیڈ تھری نے غصیلے

لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ یک لخت مزید کرخت پڑ گیا تھا۔

"اوہ سوری باس ۔۔۔ میرا یہ مطلب نہ تھا" ۔۔۔ لانسر نے گھبرائے ہوئے انداز میں فوراً معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو تم سپر سیل کے ٹاپ ایجنٹ ہو۔ اس لئے تمہاری یہ گستاخی میں معاف کر رہا ہوں۔ آئندہ الفاظ منہ سے نکالتے وقت محتاط رہنا ورنہ تمہارا یہ خوب صورت جسم کسی بھی لمحے قبر کے اندھیروں میں غائب ہو سکتا ہے" ۔۔۔ زیڈ فقری نے سرد لہجے میں کہا۔

"سوری باس ۔۔۔ ویری سوری ۔۔۔ میں آئندہ محتاط رہوں گا" لانسر نے خوف کے مارے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ زیڈ فقری کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اور زیڈ فقری جو کہتا ہے وہ کر بھی سکتا ہے۔

"سنو ۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نام ایکسٹو ہے۔ اور دنیا کی بے شمار مجرم تنظیمیں اور تم سے بھی بڑے ٹاپ سپر اور سپیشل ایجنٹ ایکسٹو کے ہاتھوں اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں اسی لئے اس مشن کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے" ۔۔۔ زیڈ فقری نے سخت اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں آپ کی توقعات پر ہر صورت میں پورا اتروں گا" ۔۔۔ لانسر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری صلاحیتوں کا بخوبی علم ہے۔ اس لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس دنیا میں تم واحد آدمی ہو جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا غرور توڑ سکتے ہو۔ لیکن اس کے لئے تمہیں اپنی تمام

صلاحیتوں کو بروئے کار لانا پڑے گا۔ اگر تم نے ذرا بھی غفلت، سستی یا لاپرواہی کا مظاہرہ کیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں موت سے نہ بچا سکے گی" ۔۔۔ زیڈ فقری نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"آپ میری طبیعت سے واقف ہیں سر ۔۔۔ کہ کام کے وقت میری تمام ذہنی اور جسمانی توانائیاں صرف مشن کی کامیابی کے لئے ہی وقف ہو جاتی ہیں۔ اور اب آپ کی ہدایت پر مزید محتاط رہوں گا" ۔۔۔ لانسر نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے اب مشن کی تفصیلات سن لو ۔۔۔ دنیا کا مشہور و معروف شکاری کرنل رابرٹ جس کی پوری زندگی دنیا کے مشہور جنگلوں میں گزری ہے۔ آج کل پاکیشیا میں قیام پذیر ہے۔ اس نے ناراک لینڈ کے گھنے جنگلوں اباس فیلڈ میں بھی شکار کھیلتے ہوئے طویل عرصہ گزارا ہے۔ اور ہمیں ایک خفیہ رپورٹ ملی ہے کہ اباس فیلڈ میں شکار کھیلتے ہوئے کرنل رابرٹ نے اتفاقاً ایک ایسی کان کا سراغ لگایا ہے جس میں دنیا کا سب سے قیمتی مادہ اٹیک دن کا بہت بڑا ذخیرہ ہے ۔۔۔ یہ بالکل ہی نو دریافت شدہ مادہ ہے۔ جسے اٹیک دن کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی بہت ہی معمولی سی مقدار ایکریمیا کی ایک ریاست فلاڈیلفیا کے جنگلوں سے ملی ہے ۔۔۔ اس نو دریافت شدہ مادے نے پوری دنیا کی سائنسی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ یہ ایک ایسا مادہ ہے۔ اگر ایک خاص طریقے سے استعمال کیا جائے تو پوری دنیا میں موجود ہر قسم کا تباہ کن اسلحہ نہ صرف بے کار ہو سکتا ہے بلکہ اسے اپنی مرضی سے کنٹرول کر کے کسی بھی جگہ کسی کے بھی خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تم بس اتنا

سمجھو کہ اس مادے سے نکلنے والی ریز دنیا میں موجود کسی بھی جگہ کسی بھی قسم کے اسلحے کو نہ صرف بے کار کر سکتی ہیں بلکہ اگر ان ریز کو استعمال کرنے والا چاہے تو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے اس اسلحہ کو اسی ملک کے خلاف استعمال بھی کر سکتا ہے ـــــ اس مادے کی دریافت اور اس کے اس حیران کن اثرات کے سامنے آتے ہی سپر پاورز کے سائنسدانوں نے پوری دنیا میں اس کی تلاش شروع کر دی۔ لیکن کئی سالوں سے مسلسل تگ و دو کے باوجود یہ مادہ کہیں بھی پایا نہ جا سکا ـــــ اس دوران ایک ایسی رپورٹ ملی جس نے حکومت ناراک کو چونکا دیا۔ کرنل رابرٹ اپنے شکار کے واقعات پر مشتمل مضامین ایکریمیا کے سب سے کثیر الاشاعت رسالے میں شائع کراتا رہتا ہے ـــــ جس کا یہ رسالہ اسے اس قدر معاوضہ ادا کرتا ہے کہ اور کوئی اس قدر کثیر معاوضہ کرنل رابرٹ کو ادا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ایک مضمون اس رسالے میں شائع ہونے کے لئے آیا جس میں کرنل رابرٹ نے ناراک لینڈ کے خوف ناک جنگل اباس فیلڈ میں کھیلے جانے والے شکار کے واقعات کا ذکر کیا تھا ـــــ اس مضمون میں اس نے چند سطریں ایسی لکھیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے اباس فیلڈ میں ایکس ڈن کا بہت بڑا ذخیرہ دریافت کر لیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ اس وقت اس کی اہمیت کو نہ جانتا تھا۔ اس لئے اس نے اس کی پرواہ نہ کی ـــــ لیکن پھر اس نے ایک سائنسی میگزین میں ایکس ڈن کے متعلق ایک تحقیقاتی مضمون پڑھا تو اسے معلوم ہوا کہ اس نے اباس فیلڈ میں ایکس ڈن کا ذخیرہ ہی پایا تھا۔ اس مضمون میں اس نے یہی تفصیلات درج کی ہیں ـــــ لیکن اس نے ایسا کوئی اشارہ نہیں دیا کہ جس سے اس ذخیرے کا محل وقوع تلاش کیا جا سکتا۔

چونکہ اس کثیر الاشاعت رسالے کا میگزین ایڈیٹر ناراک کا باشندہ ہے۔ اس لئے اس نے جب یہ مسودہ پڑھا تو اس نے جان بوجھ کر وہ سطریں مسودے سے کاٹ دیں اور باقی مضمون شائع کر دیا ـــــ اور پھر اس نے ناراک کی حکومت کو کرنل رابرٹ کے اس مضمون کے متعلق خفیہ اطلاع دے دی اس پر پہلے تو ناراک حکومت نے اپنے طور پر اباس فیلڈ میں ایکس ڈن کے ذخیرے کو تلاش کیا ـــــ لیکن اباس فیلڈ کا ایک ایک انچ کا جائزہ لئے جانے کے باوجود اس ذخیرے کا سراغ نہ لگایا جا سکا تو یہی فیصلہ ہوا کہ اب کرنل رابرٹ سے اس کا پتہ پوچھا جائے۔ چنانچہ کچھ افراد نے پاکیشیا پہنچ کر کرنل رابرٹ کی تلاش شروع کی ـــــ لیکن ان کی طرف سے یہ حیرت انگیز رپورٹ ملی کہ پورے پاکیشیا میں کرنل رابرٹ کا کہیں سراغ نہیں مل سکا۔ وہاں کوئی شخص ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا ـــــ زیڈ تھری نے تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز رپورٹ ہے ـــــ پہلی بات تو یہ کہ ایک عام سے شکاری نے یہ ذخیرہ ڈھونڈھ لیا جب کہ سائنسدان اسے نہ تلاش کر سکے۔ اور دوسری بات یہ کہ اس کے مضامین رسالے میں شائع ہوتے ہیں۔ اسے معاوضہ بھی ارسال کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود اس کا کھوج نہ لگایا جا سکا۔ یہ دونوں باتیں کم از کم میری سمجھ سے تو بالاتر ہیں" ـــــ لافسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری دونوں باتیں درست ہیں۔ یہ تفصیلات سننے والے ہر شخص کے ذہن میں یہی دو سوال ابھرتے ہیں۔ تمہاری پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ یہ مادہ عام مٹی کی طرح ہوتا ہے ـــــ عام مٹی اور اس مادے

کے درمیان بظاہر کوئی ایسا فرق نہیں ہوتا جس سے اسے مٹی سے علیحدہ سمجھا جائے۔ صرف فرق ہے تو اتنا کہ اتیک دن پر جب انسانی خون کے قطرے گرتے ہیں تو ایک لمحے کے لئے ان قطروں میں چکاچوند سی پیدا ہوتی ہے۔

اور بس ـــــ ایکریمیا کے جنگل میں یہ مادہ بھی اسی طرح دریافت ہوا تھا۔ کہ ایک سائنسی کیمپ کے دوران ایک حادثے میں ایک سائنسدان زخمی ہو کر جب ایک جگہ گرا تو اس کے جسم سے گرنے والا خون جب مٹی پر گرا تو اس میں ایک لمحے کے لئے زبردست چکاچوند پیدا ہوئی ـــــ اس چکاچوند نے اس زخمی سائنسدان کو حیران کر دیا۔ چنانچہ اس نے وہاں ایک دائرہ سا بنا دیا۔ اس کے ساتھی اسے بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر لے آئے ـــــ جب وہ سائنسدان صحت یاب ہوا تو وہ تلاش کرتا ہوا اس جگہ پہنچا اس نے اس دائرے کے اندر سے مٹی اٹھائی اور اس نے چکاچوند پیدا کرنے والی خاصیت پر ریسرچ شروع کر دی۔ اور پھر اس ریسرچ کے نتیجے میں اتیک دن دریافت ہوا ـــــ یہ واقعی ایک نیا عنصر تھا۔ اس لئے ایکریمیا نے اس پر تفصیلی ریسرچ شروع کر دی اور اس تفصیلی ریسرچ کے نتیجے میں اس کی یہ حیرت انگیز خاصیتیں سامنے آئیں جن کی وجہ سے اسے اتیک دن کا نام دیا گیا ـــــ اس کے بعد اس جگہ کی کھدائی کی گئی جہاں سے وہ مٹی لائی گئی تھی لیکن معمولی سی مقدار اتیک دن کے علاوہ اور وہاں سے کچھ نہ ملا۔ چنانچہ پوری دنیا میں کوششیں شروع ہو گئیں ـــــ لیکن اتیک دن کہیں بھی نہ ملنا تھا نہ ملا۔ آخر کار یہی سمجھ لیا گیا کہ شاید یہ مادہ کسی دوسرے سے متعلق ہے۔ اور شاید کبھی کسی زمانے میں کسی شہاب ثاقب کے گرنے کی وجہ سے اس کی

معمولی سی مقدار وہاں پہنچ گئی۔ جس نے صدیوں کے عمل سے شکل تو عام مٹی کی اختیار کر لی۔ لیکن اس میں وہ خاصیت باقی رہ گئی۔ چنانچہ اس نتیجے پر پہنچنے کے بعد زمین پر اس کی تلاش ترک کر دی گئی ـــــ اور مختلف سیاروں پر اس کی جانچ پڑتال کا آغاز کیا گیا۔ لیکن ابھی تک کسی بھی معلوم سیارے میں اس کا سراغ نہیں مل سکا۔ دوسری بات یہ کہ سائنسدان سوائے انسانی خون کے چکاچوند کے اور کوئی ایسی شناخت قائم نہ کر سکے جس سے اس مادے کو سائنسی طور پر شناخت کیا جا سکتا ـــــ اور ظاہر ہے پوری دنیا کے ہر ذرے پر تو انسانی خون ڈال کر اسے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ کسی جانور کے خون یا لیبارٹری میں تیار کردہ انسانی مصنوعی خون سے وہ چکاچوند پیدا نہ ہوتی تھی ـــــ اس لئے سارا معاملہ ہی ختم کر دیا گیا۔ لیکن کرنل رابرٹ نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ ایالس لینڈ میں ایک جنگلی درندے کا شکار کھیلتے ہوئے وہ شدید زخمی ہو گئے۔ انہوں نے اس درندے کا تو خاتمہ کر دیا لیکن وہ شدید زخمی ہو کر گھسیٹتے ہوئے اپنے کیمپ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ انہوں نے یہ عجیب و غریب منظر دیکھا کہ زمین پر جیسے ہی ان کے جسم سے نکلنے والے خون کے قطرے گرتے ان میں زبردست چکاچوند پیدا ہوتی ـــــ اور ایسا کافی دور تک ہوا۔ کرنل رابرٹ نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ انہیں اب بھی یہ منظر پوری طرح یاد ہے اور وہ جگہ بھی ان کی یادداشت میں محفوظ ہے۔ انہوں نے بعد میں اس جگہ پر جا کر دوبارہ چیک کیا۔ انہوں نے اپنی انگلی میں چیرا ڈال کر جب خون کے قطرے زمین پر گرائے تو ان میں ویسی ہی چکاچوند پیدا ہوئی ـــــ لیکن انہوں نے اسے قدرت کا عجوبہ سمجھ کر اس کا خیال چھوڑ دیا۔ چونکہ وہ سائنسدان نہ تھے

صرف شکاری تھے۔ اس لئے ظاہر ہے وہ یہی نتیجہ ہی نکال سکتے تھے۔ بہرحال اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اباس فیلڈ میں اس مادے کا خاصا بڑا ذخیرہ موجود ہے ــــ اس مضمون کا یہ حصہ چونکہ شائع نہ ہوا تھا اس لئے دنیا میں کسی کو اس کا علم نہ ہو سکا۔ البتہ ناراک لینڈ کو اس کا علم تھا اور ناراک لینڈ بھی اسے خفیہ رکھنا چاہتا تھا۔ ایک تو یہ کہ یہ مادہ اس کی سرزمین پر ہے ــــ اس لئے اس کی ملکیت ہے اور پھر اگر یہ مادہ ناراک لینڈ کو دستیاب ہو جاتا ہے تو ناراک لینڈ دنیا کی عظیم جنگی طاقتوں کی صف میں آکھڑا ہوگا۔ اس لئے خفیہ طور پر اباس فیلڈ میں اس مادے کی تلاش شروع ہوئی۔ اس کے لئے یہ منصوبہ بنایا گیا کہ ناراک لینڈ میں جن افراد کو عدالتوں نے موت کی سزا دی گئی تھیں انہیں اباس فیلڈ میں لا کر موت کی سزا دی گئی اور ان کا خون زمین پر چھڑکا گیا ــــ لیکن کچھ دریافت نہ ہو سکا۔ اور آخر قیدی بھی اتنے کہاں سے لائے جاتے۔ چنانچہ یہ منصوبہ ترک کر دیا گیا۔ اور یہی فیصلہ ہوا کہ کرنل رابرٹ سے اس جگہ کا پتہ پوچھا جائے۔ یہ تو تھا تمہاری پہلی بات کا تفصیلی جواب ــــ اب رہ گئی دوسری بات تو کرنل رابرٹ نے بچانے کے لئے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ اس کے مضامین کا معاوضہ سوئٹزرلینڈ کے ایک بینک میں براہ راست جمع کرا دیا جاتا ہے ــــ ان بینکوں میں سسٹم ایسا ہے کہ بینک کے ملازمین بھی کھاتہ دار کا پتہ نہیں جانتے۔ وہ صرف نمبروں سے واقف ہیں اور بس۔ اور نہ وہاں کسی کھاتہ دار کا پتہ وغیرہ رکھا جاتا ہے۔ جمع کرانے کا نمبر اور ہے اور رقم نکلوانے کا نمبر اور ــــ باقی کام آٹومیٹک کمپیوٹر سر انجام دیتے ہیں۔ اس رسالے کو صرف اس نمبر کا علم ہے۔ جس نمبر پر کرنل رابرٹ

کا معاوضہ ارسال کر دیا جاتا ہے۔ اب کرنل رابرٹ کس نمبر سے اسے نکلواتا ہے۔ اور وہ کہاں رہتا ہے اس کا علم کسی کو نہیں۔ اس کے مضامین جو رسالے کو ملتے ہیں۔ ان پر پاکیشیا کے دارالحکومت کا پتہ موجود ہوتا ہے۔ اور بس ــــ دوسرے لفظوں میں مضمون کے پیکٹ پر کرنل رابرٹ کا نام پاکیشیا اور اس کے دارالحکومت کا نام درج ہوتا ہے۔ مزید تفصیل نہیں ہوتی اور نہ اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ تفصیلی پتہ تو ظاہر ہے رسالے کا ہوتا ہے ــــ پاکیشیا سے پہلے کرنل رابرٹ ایکریمیا میں رہائش پذیر تھا۔ لیکن پھر وہ اچانک وہاں سے سکونت چھوڑ کر غائب ہو گیا۔ مکمل پڑتال کر لی گئی ہے۔ اس نے نہ ہی کوئی ویزا بنوایا نہ کوئی دوسرے کاغذات جن سے پتہ چلتا کہ وہ کیسے پاکیشیا گیا ــــ بہرحال رسالے کو پاکیشیا سے مضامین ملنے لگے اور رسالے نے شائع کرنے شروع کر دیئے۔ اس طرح اب صرف اتنا معلوم ہے کہ کرنل رابرٹ پاکیشیا کے دارالحکومت میں رہتا ہے۔ لیکن پاکیشیا کا دارالحکومت بہت بڑا شہر ہے ــــ اس کی آبادی کم از کم ایک کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔ چونکہ کرنل رابرٹ تنہائی پسند قسم کا آدمی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے وہاں اسے کوئی نہیں جانتا۔ ناراک ایجنٹوں نے اسے وہاں تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی ہر طرح سے چھان پھٹک کی لیکن وہ اس کا سراغ لگانے میں ناکام رہے ــــ چنانچہ یہ کیس سپیشل کو ریفر کر دیا گیا۔ اور اس کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ کہ تم پاکیشیا پہنچ کر کرنل رابرٹ کو نہ صرف تلاش کرو بلکہ اسے اغوا کر کے ناراک لے آؤ تاکہ یہاں اس سے اس جگہ کا نشان معلوم کیا جا سکے جہاں ایکسوٹن موجود ہے ــــ فائل میں کرنل رابرٹ کا فوٹو بھی موجود ہے۔ اور اس کی

عادات و خصائل پر تفصیلی نوٹس بھی موجود ہیں۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم اس مشن کو کامیاب کر کے ناراک کو دنیا کی عظیم طاقتوں کی صف میں لا کھڑا کرو" نیڈ کفری نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی میز کے ایک کنارے پر پڑی ہوئی سرخ رنگ کی فائل اٹھا کر لانسر کے سامنے رکھ دی۔

"ٹھیک ہے جناب ——— واقعی یہ ایک اچھا مشن ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں کرنل کو تلاش کر لوں گا۔ لیکن سر اس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ایکسٹو کا تعلق کیسے بنتا ہے" ——— لانسر نے فائل پکڑتے ہوئے کہا۔

"اچھا سوال ہے ——— بظاہر تو کوئی تعلق نہیں بنتا۔ لیکن ہمیں ہر پہلو پر نظر رکھنی چاہیئے۔ جب پاکیشیا کا نام سامنے آتا ہے تو ساتھ ہی ایکسٹو کا نام بھی آجاتا ہے۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس انتہائی باخبر اور ہوشیار تنظیم ہے۔ ملک میں ہونے والا کوئی بھی خلاف معمول واقعہ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں رہتا ——— یہ تو ممکن ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کرنل مابرٹ کے متعلق یا اٹیک ون کے متعلق کوئی علم نہ ہو۔ لیکن جب تم وہاں جا کر کرنل مابرٹ کو تلاش کر کے اغوا کرو گے تو ہو سکتا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پر چونک پڑے۔ اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر تمہیں اس معاملے میں بھی خبردار کر دیا گیا ہے ——— تمہاری حتی الوسع کوشش یہی ہونی چاہیئے کہ تم کسی کو چونکائے بغیر مشن مکمل کر لو۔ لیکن اگر صورت حال ایسی بن جاتے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس مقابلے پر آجائے تو پھر اس سے مقابلہ کرتے ہوئے مشن کی تکمیل تمہارا کام ہو گا ——— ہمیں بہر حال زندہ سلامت کرنل مابرٹ چاہیئے" ——— نیڈ کفری نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— میں سمجھ گیا ——— میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے

اس قدر تفصیل سے کام لیتے ہوئے سارے حقائق مجھے بتا دیئے ہیں۔ اب آپ بے فکر رہیں میں کرنل مابرٹ کو پاتال سے بھی کھود کر نکال لاؤں گا۔ ایک گزارش ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی سیکرٹری فیلیا کو بھی اس مشن میں اپنے ہمراہ لے جاؤں" ——— لانسر نے کہا۔

"ہاں بالکل کوئی حرج نہیں بلکہ وہ لڑکی خاصی ذہین اور ہوشیار ہے جو سکتا ہے۔ اس مشن میں وہ تمہاری مدد کر سکے۔ البتہ اصل مشن کی یعنی اٹیک ون کے متعلق اُسے کچھ معلوم نہیں ہونا چاہیئے" ——— نیڈ کفری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تھینک یو سر ——— ایسا ہی ہو گا" ——— لانسر نے جواب دیا۔

"یہ لو یہ پاکیشیا کے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ ہے۔ تاکہ تمہیں وہاں کوئی پریشانی نہ ہو۔ اس میں ایسی تنظیموں اور افراد کے پتے موجود ہیں۔ جو ناراک لینڈ کے مفادات کے لئے وہاں کام کرتے ہیں ——— ان کے ساتھ کوڈ گاڈ کا وہی رہے گا۔ ویسے ان سب کو تمہارے وہاں پہنچنے کی اطلاع کر دی جائے گی۔ وہ تم سے ہر طرح کا اور مکمل تعاون کریں گے" نیڈ کفری نے میز کی دراز کھول کر ایک اور فائل نکال کر لانسر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ اب اجازت دیجیئے میں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا" ——— لانسر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وش یو گڈ لک" ——— نیڈ کفری نے کہا اور لانسر سلام کر کے تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس نے دونوں فائلیں موڑ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی تھیں۔

ٹائیگر نے موٹر سائیکل بار کے دروازے کے سامنے روکی اور پھر اچھل کر نیچے اتر آیا۔ اس کے جسم پر چست لباس تھا۔ جس پر نیم عریاں عورتوں کے سٹکر جا بجا چسپاں تھے۔ گلے میں سرخ رنگ کا رومال تھا اور چہرے پر چھائی ہوئی کرختگی میک اپ کا نتیجہ تھی۔ اس نے موٹر سائیکل کو لاک کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بار میں داخل ہو گیا۔ بار کا ہال نشیات کے گہرے دھوئیں اور سستی شراب کی ناگوار بو سے بھرا ہوا تھا۔ بار میں موجود افراد کی زیادہ تر تعداد زیر زمین دنیا سے تعلق رکھنے والوں کی تھی البتہ غیر ملکی جہازوں کے ملاح بھی اکثر میزوں پر بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ یہ ڈریگن بار تھا۔ جو ساحل سمندر کے قریب تھا۔ ٹائیگر جب فارغ ہوتا تو وہ اسی میک اپ میں ایسے باروں اور زیر زمین افراد کے اڈوں پر گھومتا رہتا تھا۔ ان جگہوں پر اس نے اپنی جی داری۔ لڑائی بھڑائی کے فن میں مہارت اور نشانہ بازی کی وجہ سے ایک نمایاں مقام حاصل کر لیا تھا اور اب زیر زمین

دنیا کے افراد اُسے بلیک کوبرا کے نام سے شناخت کرنے لگ گئے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو کسی گروپ کا ممبر نہ بنایا تھا بلکہ وہ فری لانسر انداز میں کام کرتا تھا۔ ڈریگن بار کا مالک آج کل مارکر تھا۔ جو نہ صرف شہر کے بڑے غنڈوں میں شمار کیا جاتا تھا بلکہ اس نے سمگلنگ اور دیگر جرائم کے سلسلے میں اپنا ایک گروپ بنایا ہوا تھا جسے عرف عام میں ڈریگن گروپ کہا جاتا تھا۔ لیکن جب مارکر کے پاس ایسا کوئی کام آتا جو اس کی نظروں میں کسی اکیلے فرد کا کام ہو سکتا تھا تو وہ اس میں گروپ کو ملوث کرنے کی بجائے ٹائیگر کو ریفر کر دیتا۔ کیونکہ اصول کے مطابق جب گروپ کام کرتا تو ایک چوتھائی حصہ مارکر کا ہوتا اور تین چوتھائی گروپ میں تقسیم ہو جاتا تھا۔ لیکن ٹائیگر کے ساتھ اس کا ففٹی ففٹی شیئر تھا۔ اس طرح اُسے خاصا فائدہ ہو جاتا۔ آج بھی مارکر کی کال پر وہ ڈریگن بار میں آیا تھا۔ چونکہ ڈریگن بار کے افراد اُسے اچھی طرح جانتے تھے۔ اس لئے جیسے ہی وہ کاؤنٹر پر پہنچا۔ کاؤنٹر مین نے اُسے دفتر میں جانے کا اشارہ کر دیا۔ مارکر کا دفتر بار کی دوسری منزل پر تھا۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر منزل پر پہنچ گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ مارکر کے دفتر میں موجود تھا۔

"آؤ کوبرا بیٹھو آج تمہارے مطلب کا ایک کام آ گیا ہے۔" مارکر نے جو خاصے دیو قامت جسم کا مالک تھا۔ اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے کہا۔ اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا میز کی دوسری طرف رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کام کیا ہے اور معاوضہ کتنا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کاروباری انداز میں پوچھا۔

"کام بے حد معمولی ہے۔ لیکن صرف اسے خاص صلاحیتوں کا حامل ہی

سرانجام دے سکتا ہے ۔ ایک شخص کو تلاش کرنا ہے اور بس " ___ مارکر نے کہا۔

" معاوضہ کتنا ہے " ___ ٹائیگر نے پوچھا۔

" دس ہزار روپے تمہارے حصے میں آئیں گے " ___ مارکر نے جواب دیا۔

" صرف دس ہزار ___ سوری ___ تم کسی اور سے کرا لو ۔ اب میں دس ہزار کے لئے کہاں مارا مارا پھروں گا " ___ ٹائیگر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے معاوضہ کا سن کر شدید مایوسی ہوئی ہو ۔

" تم کام بھی تو دیکھو کتنا معمولی ہے " ___ مارکر نے زور دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے مارکر میں احمق ہوں ۔ اس لائن میں نیا آیا ہوں ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے اپنے طور پر اس آدمی کو تلاش کرنے کی پوری کوشش کی ہو گی ___ اور اگر یہ شخص زیرِ زمین دنیا سے تعلق رکھتا ہے تو تم نے بوڑھے جوجی سے بھی پوچھ گچھ کی ہو گی لیکن اس میں ناکامی کے بعد ہی تم دس ہزار دینے پر آمادہ ہوئے ہو گے ۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے یہ کام آسان نہیں ہو گا " ___ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم واقعی بے حد ذہین اور ہوشیار ہو ۔ تمہارا خیال درست ہے ۔ اچھا ٹھیک ہے ۔ اب اصل بات سنو ایک لاکھ دو بیڑے ہوا چنے ۔ پچاس ہزار ملیں گے ___ چلو اب تو راضی ہو " ___ مارکر نے ہلکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

" بہر حال یہ تو مجھے اب بھی یقین ہے کہ معاوضہ تم نے اس سے زیادہ طے کیا ہو گا ۔ لیکن ٹھیک ہے ۔ پچاس ہزار غنیمت ہیں ۔ لاؤ معاہدے کے مطابق آدھی رقم اور اس آدمی کے متعلق تفصیل بتاؤ " ___ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ ان دونوں کے درمیان یہی معاہدہ تھا ۔ کہ آدھا معاوضہ کام سے پہلے اور آدھا کام کے بعد ___ مارکر نے ہنستے ہوئے میز کی دراز کھولی اور بڑے نوٹوں کے دو پیکٹ نکال کر ٹائیگر کی طرف پھینک دیئے ۔

" اصلی ہیں یا ں سوچ لو ___ میں بد دیانتی پسند نہیں کرتا " ٹائیگر نے بغیر دیکھے گڈیاں کوٹ کی جیبوں میں منتقل کرتے ہوئے کہا ۔

" فکر نہ کرو میرے اصول تم جانتے ہو " ___ مارکر نے دراز بند کرتے ہوئے جواب دیا ۔

" ہاں اب بتاؤ شکار کی تفصیلات " ___ ٹائیگر نے کہا ۔

" ایک مشہور شکاری ہے ۔ اس کا نام کرنل مابرٹ ہے ۔ زیرِ زمین دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ لیکن رہتا وہ یہاں دارالحکومت میں ہے " ___ مارکر نے دونوں کہنیاں میز پر ٹکاتے ہوئے جواب دیا ۔

" کرنل مابرٹ ___ وہ اس کے مضمون تو میں نے بھی پڑھے ہیں ۔ لیکن وہ یہاں کہاں ہو گا ۔ کسی یورپی ملک میں رہتا ہو گا " ___ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" نہیں ___ یہ بات حتمی ہے کہ وہ یہیں رہتا ہے ۔ پہلے میری بات سن لو ۔ میں نے شہر کی فون ڈائریکٹری چھان لی ہے ۔ ڈاک خانے سے معلومات حاصل کر لی ہیں ___ کاریں رجسٹر کرنے والے محکمے سے معلومات

حاصل کر لی ہیں۔ لیکن کرنل مابرٹ نام کا کوئی شخص کہیں نظر نہیں آیا۔ ڈائریکٹری میں جو مابرٹ ملے یا ڈاک خانے اور رجسٹریشن اتھارٹی سے انہیں چیک کر لیا گیا ہے وہ مطلوبہ آدمی نہیں ہیں ۔۔۔ مارکر نے کہا۔

"گڈ ۔۔۔ واقعی تم پہلے کافی محنت کر چکے ہو۔ اس کا فوٹو وغیرہ" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور مارکر نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ یہ کسی اخبار کا تراشہ تھا۔ کوئی غیر ملکی اخبار تھا۔ اس میں ایک دیو ہیکل اور ٹھوس جسم کے مالک انسان کی تصویر تھی جس کے سر اور ڈاڑھی کے ساتھ ساتھ بھنویں بھی سفید تھیں ۔۔۔ لیکن اس کے چہرے پر جوانوں جیسی چمک صاف نظر آ رہی تھی۔

"یہ کتنے عرصے پہلے کا فوٹو ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے فوٹو کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"زیادہ پرانا نہیں ہے۔ دو چار سال پہلے کا ہو گا" ۔۔۔ مارکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تلاش کر لوں گا۔ لیکن کیا اس کے پاس کسی خزانے کا نقشہ ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"ہو گا کچھ ۔۔۔ تب ہی پارٹی اتنی رقم خرچ کر رہی ہے۔ لیکن ہمیں کیا۔ ہمارے لئے یہی خزانہ ہے جو ہمیں مل گیا ہے" ۔۔۔ مارکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں جلد ہی تمہیں رپورٹ دوں گا" ۔۔۔ ٹائیگر نے

کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے بیٹھو کچھ چائے پانی ہو جائے۔ کام تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ ویسے بھی اب مجھے مکمل اعتماد ہو گیا ہے۔ کیونکہ میں تمہاری صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتا ہوں" مارکر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم میری عادت جانتے ہو۔ پہلے کام پھر کوئی اور بات۔ گڈ بائی" ٹائیگر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دفتر سے باہر آ گیا۔ وہ پہلے اپنے ہوٹل گیا اور میک اپ صاف کر کے اور لباس بدل کر باہر نکلا۔ اور پھر اس کی موٹر سائیکل تیز رفتاری سے شہر کے شمالی حصے میں رہنے والے انکل مارگن کے گھر کی طرف دوڑ پڑی ۔۔۔ انکل مارگن بھی شکار کا رسیا تھا اور اب بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس لئے ٹائیگر کو یقین تھا کہ انکل مارگن کرنل مابرٹ کے بارے میں یقیناً کچھ جانتا ہو گا۔ انکل مارگن رشتے میں دور سے اس کا انکل لگتا تھا ۔۔۔ اس لئے اس سے اس کی سلام دعا تھی۔ اور جب کبھی وہ بور ہوتا تو انکل مارگن کے پاس چلا جاتا۔ اور اس سے شکار کے قصے سننے کے ساتھ ساتھ نشانہ بازی میں مہارت کے داؤ پیچ سیکھتا۔ انکل مارگن انتہائی ماہر نشانہ باز ہونے کے ساتھ ساتھ اسلحے کے متعلق اس کی معلومات حیرت انگیز تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ انکل مارگن کے کمرے میں پہنچ گیا۔ دروازہ انکل مارگن کے ملازم نے کھولا تھا۔ انکل مارگن نے ساری عمر شادی نہ کی تھی اور اب بوڑھا ہونے کے بعد وہ اپنے ایک افریقی ملازم کے ساتھ اکیلا رہتا تھا ۔۔۔ ماں باپ کی طرف سے کافی جائیداد ملی ہوئی تھی جن کے ماہانہ کرایے ہی اتنے تھے کہ انکل مارگن کسی لارڈ کی طرح رہ رہا تھا۔

"آؤ آؤ ٹائیگر ۔۔۔۔ آج بڑے دنوں بعد تمہیں انکل یاد آئے ہیں"
بوڑھے انکل مارگن نے مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"بس انکل مصروفیت میں وقت ہی نہیں ملتا۔ انکل پچھلے دنوں میں نے ایک رسالے میں کرنل مابرٹ کا شکار کے موضوع پر مضمون پڑھا تھا یقین کرو انکل بڑا لطف آیا ۔۔۔۔ میرا جی چاہ رہا ہے کہ کسی روز کرنل رابرٹ سے ملاقات کی جائے ۔۔۔۔" ٹائیگر نے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہی کام کی بات کر ڈالی۔ کیونکہ وہ انکل مارگن کی طبیعت اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر کوئی اور قصہ چھڑ گیا تو پھر گھنٹوں ضائع کرنے پڑیں گے۔

"کرنل مابرٹ ۔۔۔۔ ہاں وہ بہت بڑا شکاری ہے۔ بہت بڑا۔ تم تو کیا وہ میرا بھی ہیرو ہے۔ بڑا ہی زندہ دل آدمی ہے۔ میرے خیال میں آج سے دو سال پہلے میری اس سے ملاقات ہوئی تھی" ۔۔۔۔ انکل مارگن نے کہا۔

"دو سال پہلے ۔۔۔۔ لیکن آپ تو میرا خیال ہے۔ پچھلے پانچ چھ سالوں سے پاکیشیا سے باہر نہیں گئے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو تم سمجھ رہے ہو کہ کرنل کسی یورپی ملک میں رہتا ہے۔ میں بھی پہلے یہی سمجھتا رہا تھا۔ لیکن اچانک ملاقات پر مجھے بھی پہلی بار معلوم ہوا کہ وہ یہیں پاکیشیا کے دارالحکومت میں رہائش پذیر ہے ۔۔۔۔ ملاقات بھی بڑے اتفاقیہ انداز میں ہوئی۔ میں ایک بار بازار سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک دکان کے اندر افریقہ کی ۔ ایک خاص نسل کا بندر دیکھا وہ دکان میں ادھر ادھر گھوم رہا تھا۔ یہ بندر انتہائی خاص نسل کا ہے اور سارے پورے افریقہ میں

انتہائی ذہین سمجھا جاتا ہے۔ اس خاص نسل کے بندر بہت ہی کم دیکھنے میں آتے ہیں میں اس بندر کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ بندر پالتو لگتا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ایسا کون سا شخص ہو گا جس نے اس خاص نسل کے بندر کو پالا ہو گا ۔۔۔۔ اور ظاہر ہے ایسا شخص عام آدمی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میں دکان کے اندر چلا گیا اور وہاں جا کر مجھے معلوم ہوا کہ یہ بندر کرنل رابرٹ کا ہے۔ کرنل مابرٹ خریداری کر رہے تھے۔ مجھے ان سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔ وہ بھی مجھے دیکھ کر بڑے خوش ہوئے ۔۔۔۔ کیونکہ ہم نے بے شمار شکاری مہمات اکٹھے ہی سرانجام دی تھیں۔ اس کے بعد ہم ایک کیفے میں آ کر بیٹھ گئے۔ اور تب مجھے معلوم ہوا کہ کرنل رابرٹ آج کل یہیں رہ رہے ہیں۔ لیکن وہ انتہائی تنہائی پسند ہیں اس لئے بس کبھی کبھار ہی کسی خاص ضرورت کے لئے باہر نکلتے ہیں ۔۔۔۔ انہوں نے مجھے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ لیکن بس یوں سمجھو کہ کچھ دن تو فرصت ہی نہ ملی بعد میں بھول گیا اور آج تمہارے کہنے پر مجھے یاد آ رہا ہے" ۔۔۔۔ انکل مارگن نے کہا اور ٹائیگر کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ جس شخص کی تلاش میں لوگ سر ٹکرا ٹکرا کر رہ گئے تھے۔ ٹائیگر نے اسے کتنی آسانی سے تلاش کر لیا تھا۔

"اوہ ویری گڈ انکل ۔۔۔۔ کہاں رہتے ہیں انکل ۔۔۔۔ میرے خیال میں ابھی چلا جائے ۔۔۔۔" ٹائیگر نے واقعی خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان کا پتہ اب یاد نہیں آ رہا۔ کچھ بتایا تو تھا انہوں نے ۔۔۔۔"
انکل نے آنکھیں بند کرتے ہوئے سوچنے والے انداز میں کہا اور ٹائیگر کی ساری خوشی مایوسی میں بدل گئی ۔۔۔۔ ظاہر ہے پتہ نہ ملا تو پھر بات تو وہیں آ گئی۔

"ارے ہاں ۔۔۔ بالکل ۔۔۔ بالکل ٹھہرو۔ میں ابھی اس کا پتہ منگواتا ہوں" انکل مارگن نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"کہاں سے منگواتے ہیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میں روزانہ ڈائری لکھنے کا عادی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس روز میں نے کرنل رابرٹ سے ملاقات کا ڈائری میں تفصیل سے ذکر کیا ہو گا۔ اور لازماً اس کا پتہ بھی درج کر دیا ہو گا" ۔۔۔ انکل مارگن نے کہا اور ٹائیگر کے دل میں دوبارہ امید دل کے چراغ جل اٹھے۔

انکل مارگن نے ملازم کو آواز دی۔ اور پھر اسے گذشتہ دو تین سالوں کی ڈائریاں لانے کے لئے کہا۔ ملازم مشروب لے کر آیا تھا۔ اس نے مشروب کے گلاس ٹائیگر اور انکل مارگن کو دیئے اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

"وہ بندر کیسی نسل کا تھا انکل ۔۔۔ جسے دیکھ کر آپ اتنا چونکے تھے" ٹائیگر نے بات چھیڑنے کے لئے کہا۔ وہ دراصل انکل مارگن کو پتہ معلوم ہونے تک اسی موضوع تک ہی محدود رکھنا چاہتا تھا۔

"وہ بندر ۔۔۔ ٹائیگر بیٹے وہ عجیب و غریب صفات کی حامل نسل ہے۔ اسے افریقی زبان میں دایا ماما کہتے ہیں جس کا مطلب ہے عقلمندی کا دیوتا۔ یہ دیکھنے میں بھی خاصا خوب صورت ہوتا ہے۔ اس کی شکل بھی عام بندروں کی نسبت انسانوں سے زیادہ ملتی جلتی ہے ۔۔۔ قد و قامت میں نہ ہی بہت بڑا اور نہ ہی بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے کان گہرے سرخ ہوتے ہیں۔ ایسے سرخ جیسے خون میں ڈوبے ہوئے ہوں۔ [illegible]

ایک مادہ ایک بچہ دیتی ہے۔ اس لئے یہ نسل نایاب ہو چکی ہے۔ انتہائی عقلمند، چست، پھرتیلا، سمجھدار ۔۔۔ اب کرنل رابرٹ کے بندر کو تم دیکھو تو حیران رہ جاؤ۔ کرنل رابرٹ نے اس کا نام کپتان رکھا ہوا ہے۔ وہ کرنل رابرٹ کا کام ایسے کرتا ہے جیسے کوئی انسانی ملازم ہو۔ جو بات اسے ایک بار سمجھا دو وہ اسے ہمیشہ یاد رہے گی ۔۔۔ جو بات وہ ایک بار سن لے وہ اسے ہمیشہ یاد رکھے گا۔ اگر اسے ٹرینڈ کیا جائے تو وہ کوئی بھی زبان آسانی سے پڑھ لیتا ہے۔ اس کا مطلب سمجھ لیتا ہے۔ مثال کے طور پر اسے نمبروں کی شناخت کرا دی جائے۔ اور پھر شہر کا نقشہ سمجھا دیا جائے اور پھر اسے کہا جائے کہ فلاں کالونی کی فلاں کوٹھی نمبر میں جاؤ ۔۔۔ تو اگر اس کوٹھی کے باہر اس کا نمبر لکھا ہوا ہو گا تو یہ لازماً وہاں پہنچ جائے گا۔ وہاں افریقی تو اس کی زبان بھی سمجھ لیتے ہیں۔ وہ مخصوص لہجے میں بولتا ہے۔ جو بظاہر تو چیخ چیخ کی آوازیں سنائی دیتی ہیں لیکن ان کا باقاعدہ مطلب ہوتا ہے" انکل مارگن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"واہ ۔۔۔ پھر تو ایسا بندر انتہائی کارآمد ہوا" ۔۔۔ ٹائیگر نے سچ مچ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے تو کارآمد ۔۔۔ لیکن ملے گا کہاں سے۔ یہ تو کرنل رابرٹ کی خوش قسمتی ہے کہ اسے یہ بندر مل گیا" ۔۔۔ انکل مارگن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ملازم تین ڈائریاں اٹھائے [illegible]

دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ کرنل رابرٹ کا پتہ معلوم ہو جائے۔

"مل گیا۔۔۔ ہاں مل گیا۔۔۔ دیکھا میرا اندازہ صحیح ثابت ہوا۔" بابیکا روڈ براؤن لاج" ہاں بالکل یہی پتہ ہے۔ اب مجھے بھی یاد آگیا ہے "

انکل مارگن نے ڈائری بند کرتے ہوئے کہا۔

"ان کا فون نمبر بھی تو ہو گا "۔۔۔ ٹائیگر نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"نہیں۔۔۔ انہوں نے بتایا تھا کہ انہوں نے فون لگوایا ہی نہیں"

انکل مارگن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر انکل پروگرام بنائیں ان سے ملنے کا۔ ابھی چلیں "۔۔۔ ٹائیگر نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ابھی۔۔۔ نہیں ابھی تو مشکل ہے۔ میری طبیعت آج کچھ ٹھیک نہیں۔ پھر کسی روز بنا لیں گے وہ کہیں بھاگے تو نہیں جا رہے "۔۔۔ انکل مارگن نے کہا۔

"اوہ اچھا۔۔۔ بہرحال آپ مجھے ملوائیں ضرور۔۔۔ مجھے ان سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔ ہاں انکل میں نے آج ایک نئی ساخت کا ریوالور دیکھا ہے "۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔ اور پھر اس نے جان بوجھ کر موضوع بدل دیا۔ اور اس کے بعد ان کے درمیان اس نئی ساخت کے ریوالور کے متعلق گفتگو شروع ہو گئی۔۔۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر انکل سے اجازت لے کر ان کی کوٹھی سے باہر آگیا۔ وہ اپنا مشن مکمل کر چکا تھا۔ لیکن اس کی عادت تھی کہ وہ ہر بات کو پہلے کنفرم کرتا تھا۔ چنانچہ انکل مارگن کی کوٹھی سے نکلتے ہی اس نے اپنے موٹر سائیکل کا رخ سیدھا بابیکا روڈ کی طرف موڑ دیا۔ بابیکا روڈ

جس موگرے کے عقب میں ایک پہاڑی سلسلے پر واقع تھی۔ جہاں بہت کم اور اکثر تنہائی پسند ہی رہا کرتے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل موٹر سائیکل دوڑانے کے بعد وہ بابیکا روڈ پر پہنچ گیا۔ اور پھر تھوڑی سی تلاش کے بعد اس نے براؤن لاج ڈھونڈ ہی لیا۔ بہت پرانی اور خستہ سی عمارت تھی۔۔۔ اور سڑک سے قدرے ہٹ کر بنی ہوئی تھی۔ اس کا لکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے موٹر سائیکل اس پھاٹک کی طرف موڑ دیا۔ وہ اب یہاں تک آ ہی گیا تھا۔ تو اب کرنل رابرٹ سے مل کر ہی جانا چاہتا تھا۔۔۔ اس نے ادھر کا رخ کرنے سے پہلے جیبیں ٹٹولیں تو اس کی جیب میں موجود مختلف ٹائپ کے کارڈز میں سے ایک کارڈ روڈز سروے آفیسر کا نکل گیا۔ چنانچہ اس کے ذہن میں ایک پلاننگ بن گئی۔۔۔ پھاٹک گو کھلا ہوا تھا لیکن پھر بھی اس نے موٹر سائیکل پھاٹک کے پاس روک لی۔ کال بیل ٹائپ کی کوئی چیز وہاں موجود نہ تھی۔ وہاں برآمدے میں اور لان میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر نے ہارن دیا۔ دو بار۔ تین بار۔ لیکن اندر سے کوئی آدمی نہ ہی ظاہر ہوا اور نہ ہی اس کے ہارن کا کوئی رد عمل ہوا تو ٹائیگر کے دل میں یہ ہول اٹھا کہ شاید کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے دو سال پہلے کرنل رابرٹ یہاں رہتا ہو۔ لیکن اب وہ یہ کوٹھی چھوڑ چکا ہو۔ اس لئے اس نے تیزی سے موٹر سائیکل اندر کی طرف بڑھائی۔ لیکن ابھی وہ برآمدے سے نصف فاصلے تک ہی پہنچا تھا کہ اچانک ایک خوفناک غراہٹ سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے اسے برآمدے کے ایک کونے سے ایک خوفناک چیتے کی جھلک دکھائی دی اور ٹائیگر نے نہ صرف لاشعوری طور پر بریک لگائے بلکہ اس نے انتہائی

پھرتی سے موٹر سائیکل کو گھمایا اور باہر کی طرف اُسے دوڑانے لگا۔ اور پھر
صرف ایک لمحے کا ہی فرق پڑا۔ خوف ناک چیتے نے اس پر بڑی زوردار
[redacted]

دیکھا کہ ان آوازوں کو سنتے ہی چیتا تیزی سے واپس مڑا اور پھر دوڑتا ہوا
واپس برآمدے میں چلا گیا۔
ٹائیگر چیتے کے اس طرح اندر جانے پر حیران رہ گیا۔ اس نے موٹر سائیکل
[redacted]

"معاف کیجئے آفیسر —— وہ اصل میں کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا میں تنہائی پسند ہوں۔ بہر حال فرمائیے" —— کرنل رابرٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

"محترم میرا تعلق، روڈ سروے ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔ حکومت کا منصوبہ ہے کہ یہاں سے ایک ڈبل سڑک مارلینی روڈ تک ہونی چاہیئے۔ اس سلسلے میں آپ کی کوٹھی کا تھوڑا سا حصہ اس میں آتا ہے۔ میں اسی سلسلے میں حاضر ہوا تھا" —— ٹائیگر نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"سوری —— میں اس کی اجازت نہیں دے سکوں گا۔ اور اگر زبردستی کی گئی تو پھر اپنے آفیسران بالا کو کہہ دیجیئے کہ معاملہ انتہائی اعلیٰ سطح پر بھی جا سکتا ہے۔ شکریہ" —— کرنل رابرٹ نے سرد لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ ٹائیگر کا بہر حال مسئلہ حل ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے کندھے جھٹکتے ہوئے موٹر سائیکل سٹارٹ کیا اور واپس چلا آیا۔ اب اُسے اپنے لئے پچیس ہزار روپے کھرے نظر آ رہے تھے —— لیکن وہ فوری طور پر یہ اطلاع مارکر تک نہ پہنچانا چاہتا تھا۔ تاکہ کام کی اہمیت تو کچھ ہو جائے۔ اب اسے اس کی صلاحیتیں کہا جائے یا اتفاق کہ اس نے چند گھنٹوں میں ہی کرنل رابرٹ کو تلاش کر لیا تھا۔

ھوٹل سکائی وے دارالحکومت کا سب سے شاندار اور جدید فائیو سٹار ہوٹل تھا۔ اس ہوٹل کی چوتھی منزل کے ایک سوٹ میں لانسر اور فیلیا ٹھہرے ہوئے تھے —— لانسر نے یہاں اپنا اصل نام ہی استعمال کیا تھا اور فیلیا کو اپنی بیوی ظاہر کیا تھا۔ اس طرح یہ سوٹ مسٹر اینڈ مسز لانسر کے نام سے بک ہوا تھا۔ یہاں پہنچتے ہی لانسر نے پہلے تو اپنے طور پر کرنل رابرٹ کی تلاش شروع کر دی —— ٹیلی فون ڈائریکٹری۔ پوسٹ آفس۔ اور اس طرح کے دوسرے افراد سے اس نے بڑی تفصیلی پوچھ گچھ کی لیکن چار روز گزرنے کے باوجود اُسے کرنل رابرٹ کا معمولی سا سراغ بھی نہ مل سکا —— اس نے یہاں کے اخبارات اور رسائل کے دفاتر کے بھی چکر لگائے۔ کہ شاید وہ لوگ اس کے متعلق جانتے ہوں۔ لیکن واقعی ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہاں کرنل رابرٹ نام کا کوئی فرد رہتا ہی نہیں۔ تنگ آ کر اس نے چیف باس کی دی ہوئی فائل میں سے ایک نام

منتخب کیا۔ یہ ڈریگن بار کا مالک مارکر تھا۔ اس کا پتہ ناراک لینڈ کے سفارتخانے نے دیا ہوا تھا۔ مارکر کا براہِ راست ناراک لینڈ سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن سفارت خانے کی رپورٹ کے مطابق مارکر دارالحکومت کا خاصا با اثر آدمی تھا ــــ وہ ایسے کاموں میں ماہر بھی تھا اور اصولوں کا بھی پابند تھا۔ اور اکثر سفارت خانہ اس قسم کے کاموں میں اس کی خدمات حاصل کرتا رہتا تھا۔ اور آج تک کوئی شکایت سامنے نہ آئی تھی۔ گو فائل میں دوسرے لوگوں کے پتے بھی موجود تھے ــــ لیکن لانسر نے مارکر کو ہی ٹرائی کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے ٹیلی فون پر اس سے رابطہ قائم کیا اور ناراک لینڈ کے سفارتخانے کا حوالہ دیا۔ اس حوالے کی وجہ سے مارکر نے فوری طور پر کام کی حامی بھر لی۔ چنانچہ ایک اور ہوٹل میں ان کی ملاقات طے ہوئی ــــ لانسر اور فیلیپ میک اپ میں اس سے ملے۔ اور پھر وہاں دو لاکھ روپے میں بات چیت طے ہو گئی۔ اور لانسر نے اُسے دو لاکھ روپے ادا کر دیئے تھے۔ کیونکہ سفارت خانے نے یہی رپورٹ دی تھی کہ وہ رقم ہمیشہ پیشگی لیتا ہے۔ مارکر نے اُسے جلد ہی رپورٹ دینے کے لئے کہا تھا ــــ لانسر نے اُسے کرنل رابرٹ کا فوٹو بھی دے دیا تھا۔ لیکن دو روز مزید گزر گئے لیکن مارکر کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تو لانسر کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔

"فیلیا اس طرح ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے سے کچھ نہیں ہوگا ہمیں اس سلسلے میں کچھ اور ہی سوچنا پڑے گا" ــــ لانسر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے تو عجیب سا عالم ــــ کہ دنیا بھر میں مشہور شخصیت یہاں ایسی گمنام ہے کہ کوئی اُسے جانتا تک نہیں" ــــ فیلیا نے سر ہلاتے

ہوئے جواب دیا۔

"کمال تو یہ ہے کہ مجھے اس کا ذرہ برابر بھی کلیو نہیں مل رہا۔ اگر معمولی سا بھی مجھے علم ہو جائے تو پھر تو میں اُسے باہر کھینچ لاؤں گا" ــــ لانسر نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں یہ مسئلہ صرف دوسرے لوگوں پر چھوڑ کر نہیں بیٹھ جانا چاہیئے۔ میں نے اس مسئلے پر اپنے طور پر بہت غور کیا ہے۔ میرا خیال ہے اگر ہم مختلف ہوٹلوں۔ مارکیٹوں اور بازاروں میں گھومیں پھریں تو ہو سکتا ہے کہ اچانک کہیں اس سے ٹکراؤ ہو جائے آخر وہ کبھی نہ کبھی تو باہر نکلتا ہی ہوگا" ــــ فیلیا نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے چار دن ہم نے یہی تو کیا ہے۔ پورا شہر چھان مارا ہے۔ اب کب تک یوں منہ اٹھا کر پھرتے رہیں" ــــ لانسر نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور لانسر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ــــ کون ہے" ــــ لانسر نے محتاط لہجے میں کہا۔

"جناب ڈریگن بار سے آپ کی کال آئی ہے" ــــ دوسری طرف سے ہوٹل کے آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بات کراؤ" ــــ لانسر نے کہا۔

"ہیلو ہیلو ــــ میں مارکر بول رہا ہوں" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے مارکر کی بھاری آواز رسیور پر گونجی۔

"یس ــــ لانسر بول رہا ہوں۔ لیکن یہاں کا پتہ تم نے کیسے چلایا۔

میں نے تو تمہیں پتہ نہ دیا تھا" ۔۔۔ لانسر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب ۔۔۔ ہم جس پارٹی کا کام کرتے ہیں۔ اس کے متعلق بنیادی معلومات تو بہرحال رکھنی ہی پڑتی ہیں اور پھر آپ تو اپنے اصلی نام سے یہاں ٹھہرے ہوتے ہیں اور یہ شہر مارکر کا ہے۔ اس لئے یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس پر آپ حیران ہوں ۔۔۔ بہرحال آپ کے لئے خوش خبری ہے کہ آپ کے آدمی کو میں نے تلاش کر لیا ہے" ۔۔۔ مارکر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تلاش کر لیا ہے۔ واقعی" ۔۔۔ لانسر نے اس بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا جیسے کوئی انہونی بات ظاہر ہو گئی ہو۔

"جی ہاں جناب ۔۔۔ میں نے آپ سے کیا کہا تھا کہ مارکر پورے شہر میں اڑنے والے پرندوں کے پر بھی شناخت کر سکتا ہے۔ یہ تو پھر جیتا جاگتا آدمی ہے۔ بہرحال آپ نوٹ کر لیں۔ اس کا پتہ بابیکار روڈ براؤن لاج۔ وہ وہاں موجود ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے مارکر نے جواب دیا اور لانسر کے چہرے پر مسرت کے ایک دو نہیں کئی آبشار بہنے لگے۔

"ٹھیک ہے تھینک یو" ۔۔۔ لانسر نے کہا اور پھر جلدی سے رسیور رکھ دیا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ یہ ہوئی ناں بات ۔۔۔ میرا خیال ہے اس پر فوری ایکشن کر دینا چاہیئے" ۔۔۔ لانسر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم نے اسے قتل تو نہیں کرنا کہ جا کر گولی مار دیں گے۔ ہم نے اسے زندہ سلامت اغوا کر کے لے جانا ہے۔ اس کے لئے تو باقاعدہ پلاننگ کرنی پڑے گی" ۔۔۔ فیلیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اور یہ پلاننگ میں نے پہلے ہی مکمل کر رکھی ہے۔ بس اسے تلاش کرنے کی دیر تھی۔ ناراک لینڈ کے سفارت خانے میں ایک ایسا تابوت تیار کر لیا گیا ہے جس کے اندر باقاعدہ آکسیجن سلنڈر نصب ہیں۔ کرنل مابرٹ کو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا کر اس تابوت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے چہرے پر سفارت خانے کے کسی ملازم کا میک اپ ہو گا۔ اور یہ تابوت باقاعدہ سفارت خانے کی طرف سے ناراک لینڈ بھیج دیا جائے گا۔ جہاں اس ملازم کے رشتہ دار جو دراصل سیکرٹ ایجنٹس ہوں گے۔ اسے وصول کریں گے ۔۔۔ اور پھر اسے قبرستان پہنچایا جائے گا۔ اور اس کے بعد وہاں سے کرنل مابرٹ کو نکال کر لے جایا جائے گا۔ ہم نے صرف کرنل مابرٹ کو فوری بے ہوش کرنا ہے۔ اس کے بعد ہم سفارت خانے کو اطلاع دیں گے ۔۔۔ وہ اسے کسی کار میں ڈال کر لے جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمارا مشن مکمل۔ باقی کام سفارت خانہ جانے اور اس کا عملہ" لانسر نے فیلیا کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔۔۔ واقعی بہترین اور بے داغ منصوبہ ہے" ۔۔۔ فیلیا نے جواب دیا۔

"اچھا ایسا ہے۔ میں پہلے جا کر یہ کوٹھی اور اس کی اندرونی اور بیرونی صورت حال کا جائزہ لے آؤں۔ رات کو ہم اندر داخل ہو کر واردات کریں گے اور سارا کام رات کو ہی مکمل ہو جائے گا ۔۔۔ کل صبح کرنل مابرٹ یہاں سے تابوت میں لیٹا ہوا پرواز بھی کر جائے گا" ۔۔۔ لانسر نے کہا۔ اور پھر وہ فیلیا کا جواب سنے بغیر تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری میں لٹکا ہوا کوٹ پہنا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے

باہر آگیا۔

ہوٹل کی طرف سے اس نے کرایہ کی کار پہلے ہی ایجنج کر رکھی تھی۔ جو کہ پارکنگ میں موجود تھی۔ چنانچہ چند لمحوں بعد لانسر کار میں بیٹھا۔ ہوٹل کمپاؤنڈ سے باہر آگیا ۔۔۔ کمپاؤنڈ سے باہر آکر اس نے ایک سائیڈ پر کار روک دی۔ جیب سے شہر کا نقشہ نکال کر اُسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ ہوٹل کے گرد اس نے دائرہ پہلے ہی لگا رکھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے بابیکا روڈ کو تلاش کر لیا ۔۔۔ اور پھر اس نے اس پر نشان لگا کر وہاں تک پہنچنے والے راستے کو ذہن میں بٹھانا شروع کر دیا پھر اس نے نقشہ تہہ کر کے واپس جیب میں رکھا اور کار آگے بڑھا دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ جھیل پر پہنچ گیا جہاں سے بابیکا روڈ آگے پہاڑیوں پر جاتی تھی۔ بابیکا روڈ پر پہنچنے کے بعد اس نے براؤن لاج کی تلاش شروع کر دی ۔۔۔ اور تھوڑی دیر بعد اُسے براؤن لاج نظر آگیا۔ یہ سڑک سے ہٹ کر ایک خستہ سی عمارت تھی جس کا لکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ عمارت میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ لانسر پہلے تو کار آگے لے گیا اور پھر کافی آگے جا کر اس نے کار کو موڑا۔ اور پھر لاج کے گیٹ سے ذرا پہلے اُسے روک کر وہ نیچے اتر آیا ۔۔۔ عمارت کی ویرانی بتا رہی تھی کہ اندر زیادہ آدمی نہیں رہتے۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ اگر کرنل رابرٹ وہاں اکیلا رہتا ہے تو پھر کام ابھی کیوں نہ مکمل کر لیا جائے۔ اس کے لئے رات کا انتظار کرنا فضول ہے ۔۔۔ اور کام بھی مشکل نہیں ہے۔ صرف ایک بوڑھے آدمی کو بے ہوش کرنا ہے اور بس۔ چنانچہ اس نے اندرونی جیب سے اپنا مخصوص بھاری ریوالور نکال کر اس کا سیفٹی کیچ

کھولا اور اُسے کوٹ کی سائیڈ جیب میں رکھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے رک کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ لیکن وہاں دور دور تک کوئی آدمی موجود نہ تھا ۔۔۔ چنانچہ وہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔ لیکن ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ یک لخت ایک خوف ناک غراہٹ سن کر ٹھٹھک گیا یہ غراہٹ کسی جنگلی درندے کی تھی جو برآمدے کی طرف سے ابھری تھی ۔۔۔ دوسرے لمحے اُسے ایک وحشی چیتے کی جھلک دکھائی دی اور اس نے انتہائی پھرتی سے ریوالور باہر نکال لیا۔ اور پھر وہ خوف ناک وحشی درندہ اُسے ایک لمحے کے لئے برآمدے میں نظر آیا ۔۔۔ اس کی دہشت بھری اور درندگی سے پُر آنکھیں سرخ لاٹوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ چیتے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کسی بھی لمحے حملہ کر سکتا ہے۔ اس لئے لانسر نے انتہائی پھرتی سے ریوالور کا رخ چیتے کی طرف کر دیا ۔۔۔ لیکن اُسی لمحے اُسے برآمدے کے پیچھے گیلری میں سے کسی بندر کی چیخ پیخ کی آوازیں سنائی دیں اور حملے کے لئے پوزیشن بناتا ہوا چیتے کا تنا ہوا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ اُسی لمحے لانسر نے ایک سرخ کانوں والے بندر کو دوڑ کر برآمدے میں پہنچتے دیکھا ۔۔۔ وہ ایک لمحے کے لئے برآمدے میں رکا اور پھر یوں اطمینان سے قدم اٹھاتا لانسر کی طرف بڑھا جیسے کوئی آدمی چلتا ہوا آتا ہے۔ لانسر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریوالور پر گرفت ہلکی کر دی ۔۔۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یک لخت اچھل پڑا۔ جب بندر قریب آکر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے لانسر کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹا جا چکا تھا۔ بندر نے انتہائی پھرتی سے ریوالور جھپٹ کر اُسے برآمدے کی طرف اچھال دیا تھا ۔۔۔ اور اس سے پہلے کہ لانسر

کی طرف سے کوئی ردِ عمل ہوتا۔ وہ سرخ کانوں والا پھرتیلا بندر اس کے سامنے یوں جھک گیا جیسے اپنی پھرتی اور مہارت پر آداب بجا لا رہا ہو۔ لانسر کے لئے یہ سب کچھ غیر متوقع تھا وہ تو کوٹھی کو خالی دیکھ کر اندر آیا تھا۔ لیکن یہ تو درندوں اور پھرتیلے بندروں کا مسکن تھا ـــــ اور پھر لانسر کی حیرت بھری نظروں نے ایک اور نظارہ دیکھا۔ اس نے برآمدے میں ایک صحرائی بھیڑیئے کو کھڑا دیکھا۔ اسی لمحے کسی دروازے کے کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے کپتان ـــــ یہ کیسا دھماکہ تھا" ـــــ ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"ارے یہ تو ریوالور ہے" ـــــ دوسرے لمحے ایک طویل القامت بوڑھا برآمدے میں نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں لانسر کا ریوالور تھا۔ اس کے جسم پر سلیپنگ گون تھا۔ اور بندر نے وہیں کھڑے کھڑے دوبارہ چیخ چیخ کرنی شروع کر دی۔

"اوہ ٹھیک ہے ـــــ میں خود بات کر لیتا ہوں" ـــــ بوڑھے نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لانسر کی طرف بڑھا جو اب بت کی طرح ساکت کھڑا تھا۔

"آپ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے ہیں۔ پھر اس بھاری ریوالور کے ساتھ" ـــــ بوڑھے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام لانسر ہے۔ میں بھی ایک شکاری ہوں۔ میں یہاں پاکیشیا میں شکار کھیلنے آیا تو یہاں مجھے پتہ چلا کہ دنیا کے مشہور شکاری کرنل رابرٹ یہاں رہتے ہیں ـــــ چنانچہ میں ان سے ملنے چلا آیا۔ لیکن یہاں میرا

استقبال پہلے وحشی چیتے نے کیا۔ میں نے اسے روکنے کے لئے ریوالور نکالا تو اس بندر نے اسے میرے ہاتھ سے جھپٹ لیا" ـــــ لانسر نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو آپ شکاری ہیں۔ کس ملک سے آپ کا تعلق ہے" بوڑھے نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"ناماک لینڈ سے" ـــــ لانسر نے صحیح جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ـــــ واقعی تمہارے نقوش ناماکیوں جیسے ہی ہیں۔ بہرحال اب تم آ ہی گئے ہو تو ٹھیک ہے۔ آؤ اندر بیٹھتے ہیں" ـــــ کرنل رابرٹ نے کہا اور مڑ گیا۔ اس نے ریوالور لانسر کو واپس نہ دیا تھا۔ لانسر بھی خاموش رہا۔ برآمدہ کراس کر کے وہ ایک راہداری میں آئے اور پھر بوڑھا اسے ایک کمرے میں لے آیا۔

"بیٹھو ـــــ میرا ہی نام کرنل رابرٹ ہے۔ لیکن یہاں تو مجھے کوئی نہیں جانتا پھر تم نے مجھے کیسے تلاش کر لیا جب کہ تم اس شہر میں بھی اجنبی ہو" بوڑھے نے سامنے کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جذبے کی بات ہے۔ اگر جذبہ سچا ہو تو کوئی چیز ناممکن نہیں" لانسر نے کہا۔ اس نے بہرحال یہ دیکھ لیا تھا کہ کوٹھی میں چیتے۔ بھیڑیئے۔ اور بندر کے سوا اور کوئی درندہ یا آدمی موجود نہ تھا۔

"ہوں ـــــ اچھا اب یہ بتا دو کہ تمہارا یہاں آنے کا اصل مقصد کیا ہے۔ پہلے میری بات غور سے سن لو۔ تمہارا تعلق واقعی ناماک لینڈ سے ہے۔ اس حد تک تو تم نے سچ بولا ہے۔ لیکن تمہارا یہ کہنا کہ تم شکاری ہو۔ یہ بات قطعاً غلط ہے ـــــ شکاریوں کو تو میں آنکھیں بند کر کے بھی پہچان لیتا

ہوں۔ اور پھر شکاری کبھی ایسا کولٹ ریوالور اپنے پاس نہیں رکھتے اور نہ ہی کولٹ ریوالور کسی درندے پر نکالتے ہیں۔ یہ شکاری کی فطرت کے خلاف ہے ـــــ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اصل بات بتا دو کہ آخر تم یہاں کس چکر میں آئے ہو" ـــــ کرنل رابرٹ نے کہا اور لانسر کرنل رابرٹ کی ذہانت پر حیران رہ گیا وہ واقعی بے حد جہاندیدہ شخص تھا۔

"چلئے سیدھی بات کر لیتے ہیں۔ میں دراصل آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ میرا تعلق واقعی ناراک لینڈ سے ہے۔ اور میں واقعی شکاری نہیں ہوں ـــــ مجھے آپ حکومت ناراک لینڈ کا نمائندہ سمجھ لیجئے۔ آپ نے اپنے ایک مضمون میں ناراک لینڈ کے بڑے جنگل اباس فیلڈ میں نو دریافت شدہ عنصر اٹیکسون کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حکومت ناراک لینڈ چاہتی ہے کہ آپ اس مادے کی نشاندہی کر دیں ـــــ اس کے بدلے میں آپ جو معاوضہ سہولیات جو کچھ بھی چاہیں گے وہ حکومت کو منظور ہوگا"

لانسر نے سیدھی بات کی۔ اس نے سوچا کہ پہلے بات کر لی جائے۔ ہو سکتا ہے کرنل رابرٹ خود ہی چلنے پر تیار ہو جائے۔ اور اگر بوڑھا نہ مانا تو پھر دوسرا قدم تو بہر حال اٹھانا ہی ہے۔

"نہ میں نے کسی مضمون میں ایسے کسی مادے کا ذکر کیا ہے اور نہیں ایسے مادے کو جانتا ہوں۔ تمہاری حکومت کو بالکل غلط رپورٹ ملی ہے" کرنل رابرٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

"اب آپ غلط بیانی کر رہے ہیں جناب ـــــ اس میں آخر ہرج ہی کیا ہے۔ یہ مادہ آپ کے کسی کام کا نہیں ہے۔ اور پھر یہ ہے بھی حکومت ناراک لینڈ کی ملکیت۔ اگر آپ کو اس کی صرف نشاندہی میں جو آپ مانگیں مل

سکتا ہے تو آپ ایسا کرنے سے کیوں کترا رہے ہیں" ـــــ لانسر نے جواب دیا۔

"تمہارا تعلق وہاں کی کسی سیکرٹ ایجنسی سے ہے۔ تمہارا انداز قد و قامت۔ جسم اور یہ ریوالور تو ایسا ہی بتا رہا ہے" ـــــ کرنل رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لیں" ـــــ لانسر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو مسٹر لانسر آپ برائے کرم یہاں سے تشریف لے جائیں اگر مجھے معلوم بھی ہوگا تو میں نہیں بتاؤں گا۔ میں اب ان بکھیڑوں میں نہیں پڑنا چاہتا۔ آپ میری طرف سے حکومت ناراک لینڈ سے معذرت کر لیں" کرنل رابرٹ نے کہا۔

"سوچ لیں۔ آپ کا اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ حکومت تو بہر حال اٹیکسون کو تلاش کر ہی لے گی" ـــــ لانسر نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بڑی خوشی سے کرے۔ مجھے کیا اعتراض ہے۔ بہر حال میں اس سلسلے میں ملوث نہیں ہونا چاہتا۔ یہ لیجئے اپنا ریوالور" ـــــ کرنل رابرٹ نے ایک جھٹکے سے اس میں سے میگزین نکال کر خالی ریوالور لانسر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی خوشی" ـــــ لانسر نے خالی ریوالور لے کر لاپرواہی سے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"کپتان کپتان" ـــــ کرنل رابرٹ نے اس کے دروازے کی طرف مڑتے ہی آواز لگائی تو دہی سرخ کانوں والا بندہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"کیپٹن ـــــ لانسر صاحب کو گیٹ تک چھوڑ آؤ ۔ اور لانسر صاحب پلیز دوبارہ اس کوٹھی میں داخل ہونے کی کوشش نہ کیجیے گا ۔ ورنہ بعد میں آپ کا لحاظ نہیں کریں گے" ـــــ کرنل رابرٹ نے سرد لہجے میں کہا ۔ اور لانسر کوئی جواب دیئے بغیر دروازے سے باہر نکل آیا ۔ کیپٹن بھی اس کے ساتھ تھا ۔ وہ اُسے پھاٹک پر چھوڑ کر واپس چلا گیا اور لانسر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا ـــــ اس نے اس دوران کرنل رابرٹ کو اغوا کرنے کی پوری پلاننگ کر لی تھی ۔ اُسے زیادہ خطرہ اس چیتے کی طرف سے تھا ۔ اس لئے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ رات کو سفارت خانے کی گاڑی لے کر آئے گا ـــــ اور پہلے سائیلنسر لگی ہیوی رائفل سے اس چیتے اور صحرائی بھیڑیئے کو ہلاک کرے گا اور اس کے بعد کرنل رابرٹ کو بے ہوش کر دینے والی گیس کا بم پھینک کر آسانی سے بے ہوش کیا جا سکتا ہے ۔ چنانچہ وہ بڑے مطمئن انداز میں کار چلاتا ہوا اپنے ـــــ ہوٹل کی طرف بڑھ گیا ۔

عمران صبح صبح اپنی مخصوص ورزش میں مصروف تھا ۔ یعنی اس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر تھیں اور وہ گذشتہ آدھے گھنٹے سے اسی صورت میں کھڑا تھا ـــــ یہ اس کی مخصوص ورزش تھی ۔ جسے وہ ہر حال میں روزانہ کرتا تھا ۔ اور بعض اوقات تو وہ ایک ایک گھنٹہ تک اسی صورت میں کھڑا رہتا تھا ۔ لیکن آج ابھی اُسے ورزش کرتے آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ بیرونی دروازے پر عجیب انداز کی دستک سی سنائی دی ـــــ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی بچہ زور زور سے دستک دے رہا ہو ۔

"ارے دیکھنا سلیمان یہ کون بچے والی آ گئی ہے ۔ چلو تمہارے تو مزے ہو گئے ۔ پیدائش پر اٹھنے والے اخراجات سے تو تمہاری چھنگی جان چھوٹ گئی" ـــــ عمران نے ویسے ہی الٹے کھڑے ہوئے زور سے کہا ۔

"بچے والی آپ کو مبارک ہو" ـــــ باورچی خانے سے سلیمان کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"خیر مبارک خیر مبارک ۔۔۔۔ تمہارے منہ میں گھی شکر اده ہو رہی۔ اس مہنگائی کے دور میں یہ تو سراسر فضول خرچی ہے ۔ تمہارے منہ میں سکرین کی گولیاں ۔ بچے والی بہی کوئی آسکتے تو یہی ساس فلیٹ میں تو زندہ مرغی بھی آتے ہوئے گھبراتی ہے ۔ وہ بھی تو مونث ہے "۔۔۔۔ عمران نے ہانک لگائی۔

دستک مسلسل جاری تھی ۔ سلیمان اب بڑبڑاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا جا رہا تھا ۔ وہ ہمسائے کے بچوں کو کوس رہا تھا ۔ ظاہر ہے دستک کسی بچے کی تھی اور بچہ یقیناً کسی ہمسائے کا ہی ہو گا ورنہ اور کسی بچے کے یہاں آنے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا ۔

اسی لمحے عمران کے کانوں میں کسی بندر کی مخصوص چیخ چیخ کی آواز سنائی دی ۔ یہ آواز سنتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا ۔ وہ یہ آواز پہچانتا تھا اور وہی ہوا ۔۔۔۔ دوسرے لمحے کرنل رابرٹ کا سرخ کانوں والا بندر کپتان اس کے سامنے کھڑا تھا ۔ بندر کے جسم پر بھی زخموں کے نشانات تھے اور کہیں کہیں سے خون بھی رس رہا تھا ۔

بندر نے عمران کو دیکھتے ہی ایک بار پھر مخصوص انداز میں چیخ چیخ شروع کر دی ۔ لیکن عمران تو بندر کی بولی نہ جانتا تھا ۔

"ارے ۔۔۔۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے کپتان صاحب ۔ یہ زخموں کے نشانات ۔ کرنل رابرٹ تو بخیریت ہیں "۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

اور جواب میں بندر نے ایک بار پھر چیخ چیخ کی آوازیں نکالنا شروع کر دیں ۔ ساتھ ہی وہ عمران کو باہر جانے کا اشارہ بھی کر رہا تھا ۔

"اب تم سے بات کرنے کے لئے تو تارزن کی خدمات حاصل کرنی

پڑیں گی ۔ مجھے تو تمہاری شاہی زبان سمجھ میں نہیں آتی "۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

"یہ کیسا بندر ہے صاحب ۔ اور آپ اسے کپتان کہہ رہے ہیں "۔ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا ۔ وہ دروازے پر کھڑا حیرت سے بندر کو دیکھ رہا تھا ۔

"یہ ایک مشہور شکاری کا بندر ہے ۔ میرا خیال ہے کرنل رابرٹ کو کوئی حادثہ پیش آگیا ہے ۔ انہوں نے ہی شاید اسے یہاں بھیجا ہو گا ۔ لیکن حیرت ہے کہ آخر اسے فلیٹ کا کیسے علم ہو گیا "۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

بندر مسلسل اشاروں کے ساتھ ساتھ چیخ چیخ کئے جا رہا تھا ۔

"اچھا اچھا چلتا ہوں بھائی کپڑے تو پہن لوں ورنہ لوگ مجھے بھی تمہاری ہی قبیل کا سمجھ کر چڑیا گھر کے پنجرے میں بند کر دیں گے ۔ اور پھر وہاں مجھے بچوں کی پھینکی ہوئی مونگ پھلیوں پر ہی گزارا کرنا پڑے گا ۔ وہاں بھلا سلیمان کی مونگ کی دال کہاں سے ملے گی "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا ۔

تھوڑی دیر بعد وہ باہر آیا تو اس نے جینز بشرٹ پہن رکھی تھی ۔ ظاہر ہے سوٹ پہننے میں دیر لگتی اور بندر کی حالت اور اس کے اشارے اور بے چینی دیکھ کر وہ زیادہ دیر نہ کرنا چاہتا تھا ۔

"آؤ بھائی کپتان صاحب ۔۔۔۔ دیکھیں کیا معاملہ ہے "۔۔۔۔ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور بندر اس کے ساتھ ساتھ دوڑنے لگا ۔ چند لمحوں بعد عمران بندر کو کار میں بٹھائے کرنل رابرٹ کی

رہائش گاہ کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ بندر کچھ اشارے تو ضرور کر رہا تھا۔ لیکن عمران کے پاس اتنی فرصت نہیں تھی کہ وہ ان اشاروں کو غور سے دیکھ کر سمجھنے کی کوشش کرتا —— وہ تو بس کار دوڑائے جا رہا تھا۔ ویسے اتنا تو اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ کرنل رابرٹ کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کرنل رابرٹ کی رہائش گاہ میں پہنچ گیا۔ اور وہاں پہنچتے ہی وہ وہاں کی صورت حال دیکھ کر حیران رہ گیا —— برآمدے کے پاس ہی چیتے کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس پر کسی ہیوی رائفل سے گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی تھی۔ اسی طرح راہداری کے سرے پر صحرائی بھیڑیئے کی لاش بھی اسی طرح گولیوں سے چھلنی پڑی نظر آ رہی تھی —— بندر اس کی پتلون کا پائنچہ گھسیٹ کر اور تیز لہجے میں چیخ چیخ کرتا ہوا اُسے کمرے کی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا جب کمرے کے کھلے دروازے سے اندر گیا تو اس نے کمرے کا حال انتہائی ابتر دیکھا۔ وہاں سامان یوں بکھرا ہوا تھا جیسے وہاں زبردست جنگ ہوئی ہو —— جگہ جگہ خون کے دھبے بھی موجود تھے۔ کمرے کی حالت سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کرنل رابرٹ کو اغوا کیا گیا ہے۔ کپتان بندر اُسے کمرے میں چھوڑ کر تیزی سے بھاگتا ہوا ساتھ والے کمرے میں گیا —— اور پھر جب وہ واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک جلد شدہ موٹی سی کتاب تھی۔ عمران اس کتاب کو حیرت سے دیکھنے لگا۔ بندر نے جلدی سے کتاب کو فرش پر رکھ کر اُسے کھولا تو عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس میں خاص طور پر اے۔ بی۔ سی کے موٹے موٹے حروف کہیں سے کاٹ کر چپکائے گئے تھے —— اور آدھی کتاب میں مختلف انسانوں کی تصویریں۔ دیواروں۔ بندوقوں کی تصویریں اور

ساتھ ہی دنیا کا ایک ایسا نقشہ تھا جس میں ملکوں کے نام موٹے اور واضح کر کے دکھائے گئے تھے۔

کپتان بندر نے جلدی سے کتاب کا وہ صفحہ کھولا جس میں دنیا کے نقشے میں ملکوں کے نام دیئے گئے تھے اور پھر اس نے ناراک لینڈ کے نام پر انگلی رکھ دی اور زور زور سے چیخ چیخ کرنے لگا۔

"اوہ اچھا —— اس میں ناراک لینڈ ملوث ہے" —— عمران نے بندر کی ذہانت پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

کپتان بندر نے سر ہلاتے ہوئے جلدی سے دوسرا صفحہ کھولا اور اس میں ایک دیو اور ایک سائیلنسر لگی آٹومیٹک گن کی طرف اشارہ کیا اور پھر اس نے جلدی سے صفحے پلٹے اور ایک صفحے پر مختلف کاروں اور ان کے ماڈل تھے —— بندر نے ان میں سے دو کاروں کی طرف اشارہ کیا اور پھر اس نے اچھل اچھل کر ہوا میں ایسے ہاتھ پیر چلائے جیسے وہ جنگ لڑ رہا ہو۔ اس کے بعد وہ بے حس و حرکت ہو کر زمین پر گر گیا۔ اور پھر تیزی سے اٹھا اور اس نے زمین پر پڑی ہوئی کتاب کو یوں دونوں ہاتھوں سے اٹھایا جیسے کسی بے ہوش شخص کو اٹھا کر لے جا رہے ہوں۔

"گڈ —— ویری گڈ کپتان —— تم واقعی ذہانت میں کپتان ہو۔ میں سمجھ گیا کہ ناراک لینڈ سے متعلق افراد کوٹھی پر آئے انہوں نے آٹومیٹک گن سے چیتے اور بھیڑیئے کو قتل کر دیا۔ کرنل رابرٹ نے ان کا مقابلہ کیا لیکن انہوں نے کرنل رابرٹ کو بے ہوش کیا اور اغوا کر کے لے گئے۔ یہی بات ہے ناں" —— عمران نے کہا۔

اور کیپٹان بندر نے یوں زور زور سے سر ہلایا جیسے وہ عمران کی بات کی تائید کر رہا ہو۔ اس کے بعد اس نے جلدی سے عمران کی پتلون کا پائنچہ پکڑا اور پھر اُسے باہر کی طرف گھسیٹنے لگا۔ عمران اس کے ساتھ چل پڑا۔ بندر نے اسے کہ دوبارہ کار میں آیا اور اس نے عمران کو کار چلانے کا اشارہ کیا۔ اور خود وہ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا ــــ کیپٹان بندر بڑی بے چینی اور اضطراب سے آگے چلنے کے اشارے کر رہا تھا۔ عمران نے کار کی رفتار تیز کر دی۔ اور پھر کیپٹان بندر نے اُسے اشاروں سے مختلف راستوں پر مڑنے کے لئے کہا۔

"کیا تم نے ان کا تعاقب کیا تھا" ــــ عمران نے پوچھا اور کیپٹان بندر نے جلدی سے سر ہلا کر اور مخصوص انداز میں چیخ چیخ کر کے عمران کی بات کی تائید کی۔

"تمہیں تو سیکرٹ سروس کا ممبر ہونا چاہیئے۔ تم تو میرے بھی کان کاٹو گے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر بندر اُسے مختلف راستوں پر لے جا کر اس سڑک پر لے آیا۔ جس پر تمام غیر ممالک کے سفارت خانے تھے اور عمران سمجھ گیا کہ کرنل رابرٹ کو اغوا کر کے ناماک لینڈ کے سفارت خانے میں لے جایا گیا ہے۔ اور واقعی بندر نے عمران کو ناماک لینڈ کے سفارت خانے کے سامنے پہنچا کر ایسے اشارے کرنے شروع کر دیئے۔

"اس عمارت میں کرنل رابرٹ کو لے جایا گیا ہے" ــــ عمران نے پوچھا اور بندر نے ایک بار پھر مخصوص انداز میں سر ہلا دیا۔

اس نے دوبارہ عمران کو کار آگے بڑھانے کا اشارہ کیا۔ اب عمران اس کے اشاروں کو اچھی طرح سمجھنے لگا تھا ــــ اور پھر وہ بندر کے اشارے پر کار دوڑاتا ہوا ہوٹل سکی وے کے سامنے لے آیا اور اس نے ایسے اشارے کئے کہ عمران سمجھ گیا کہ اغوا کرنے والے یا ان کا لیڈر اس ہوٹل میں آیا ہے۔ عمران نے کار کمپاؤنڈ میں روکی اور باہر نکل آیا ــــ بندر اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ ہوٹل میں جانے اور آنے والے سب افراد حیرت سے عمران کے ساتھ چلنے والے اس بندر کو دیکھ رہے تھے۔ عمران ہوٹل میں جانے کی بجائے پہلے برآمدے میں لگے ہوئے پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا ــــ اس نے سکے ڈال کر ٹائیگر کا نمبر گھما دیا۔ چونکہ بظاہر یہ کوئی سرکاری کیس نظر نہ آ رہا تھا اس لئے عمران نے سیکرٹ سروس کی بجائے ٹائیگر کو حرکت میں لانے کا فیصلہ کیا تھا۔

"ہیلو ــــ ٹائیگر سپیکنگ" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ چونکہ صبح کا وقت تھا اس لئے ٹائیگر اپنے کمرے میں ہی تھا۔

"عمران بول رہا ہوں" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر ــــ ایک مشہور شکاری کرنل رابرٹ کو بابیکا روڈ کے براؤن فرج سے اغوا کر کے ناماک لینڈ کے سفارت خانے میں لے جایا گیا ہے۔ تم فوراً اس سفارت خانے میں کسی بہانے جا کر معلوم کرو کہ کرنل رابرٹ کے ساتھ کیا گیا ہے ــــ اور اصل صورت حال کیا ہے۔ انہیں کیوں اغوا کیا گیا ہے" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کرنل رابرٹ کو اوہ ــــ تو اس لئے ان کا پتہ معلوم کیا جا رہا تھا"

ٹائیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب — کیا پتہ" — عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ جس کے جواب میں ٹائیگر نے ڈریگن بار کے مارکو سے لے کر کرنل رابرٹ تک اپنی ملاقات کا سارا قصہ مختصر الفاظ میں سنا دیا۔

"ہوں — تو یہ تم تھے جس نے انہیں کرنل رابرٹ تک پہنچایا" عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"باس میں نے تو یہی سمجھا تھا کہ ان کے پاس کسی خزانے کا نقشہ ہو گا۔ لیکن کسی غیر ملک کے اس طرح ملوث ہونے کا تو مجھے خیال تک نہ تھا ویسے میں نے اپنے طور پر براؤن لاج کی نگرانی بھی کی — اور میں نے وہاں ایک غیر ملکی کو بھی جاتے دیکھا۔ لیکن وہ غیر ملکی کرنل رابرٹ سے مل کر واپس چلا گیا۔ میں نے اس کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ اور اس کی بیوی مسٹر اینڈ مسز لانسر کے نام سے ہوٹل سکی وے کی چوتھی منزل کے سوٹ نمبر اکیس میں رہائش پذیر ہے — میں نے آدھی رات تک تو براؤن لاج کی نگرانی کی لیکن وہاں کوئی شخص بھی نہ آیا تو میں اس معاملے کو ترک کر کے واپس چلا آیا" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہوں ٹھیک ہے۔ اسی لانسر نے شاید اب سے گھنٹہ دو گھنٹے پہلے یہ واردات کی ہے۔ اس نے آٹومیٹک سائیلنسر لگی گن سے محافظ چیتے اور صحرائی بھیڑیئے کو مار ڈالا — کرنل رابرٹ نے ان کا مقابلہ تو کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ان کے ہتھے چڑھ گئے اور پھر وہ انہیں ناراک لینڈ کے سفارت خانے پہنچا کر خود ہوٹل واپس آ گئے ہیں۔ ناراک لینڈ کے سفارت خانے کے براہِ راست ملوث ہونے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ

لانسر اور فیلیا دونوں بڑے مطمئن اور مسرورانہ انداز میں ایرپورٹ کے مخصوص لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"یہ مشن تو انتہائی آسان رہا" ——— فیلیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— پہلے پہل تو انتہائی مشکل نظر آرہا تھا۔ لیکن جیسے ہی کرنل کا پتہ چلا پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں رہا۔ ابھی سفارت خانے والے تابوت لے کر آجائیں گے۔ اور پھر ہم مع تابوت نارک لینڈ کو روانہ ہو جائیں گے"۔ لانسر نے جواب میں ہنستے ہوئے کہا۔

"ہماری ٹکٹوں کا انتظام بھی سفارت خانے نے کیا ہوگا" ——— فیلیا نے پوچھا۔

"ظاہر ہے ——— ورنہ اتنی جلدی ٹکٹیں کیسے مل جاتیں۔ ویسے سیکنڈ سیکرٹری بتا رہا تھا کہ آج خاصی ٹکٹیں دستیاب تھیں انہوں نے تابوت کی بکنگ کا بھی انتظام کر لیا ہے" ——— لانسر نے سر ہلاتے ہوئے

جواب دیا۔

"تم بتا رہے تھے کہ کرنل رابرٹ نے خاصا مقابلہ کیا اور زخمی بھی ہو گیا۔ ایسا نہ ہو کہ تابوت میں ہی ختم ہو جائے"۔۔۔۔ فیلیا نے سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

"اس بوڑھے میں توقع کے خلاف بڑی طاقت تھی لیکن ظاہر ہے وہ مجھ سے تو جابر نہ ہو سکتا تھا۔ اور اتنا زیادہ زخمی بھی نہیں ہے کہ اس کے مر جانے کا خطرہ ہو۔ سفارت خانے میں اس کی بینڈیج وغیرہ کر دی گئی ہو گی"۔۔۔۔ لانسر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ فیلیا کوئی جواب دیتی ایک تابوت اندر لے آیا گیا اور لاؤنج میں موجود سب مسافر تابوت کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑے۔ جب کہ لانسر کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

اور پھر چند لمحوں بعد تابوت کو کھول کر چیک کر لیا گیا۔ زیادہ تفصیلی چیکنگ اس لئے نہ کی گئی کہ بہرحال اس میں لاش موجود تھی اور آلات نے تابوت میں کسی اسلحے کی بھی نشاندہی نہ کی تھی۔۔۔ پھر مسئلہ ایک غیر ملکی سفارت خانے کا بھی تھا۔ اس لئے رسمی چیکنگ کے بعد تابوت کو جہاز کی طرف ارسال کر دیا گیا۔ اور پھر مسافروں کو بھی جہاز کی طرف روانگی کی اطلاع دی گئی۔ اور لانسر اور فیلیا اٹھ کر جہاز کی طرف جانے والے راستے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔ چیکنگ وغیرہ کے مراحل سے وہ پہلے ہی گزر چکے تھے اس لئے وہ اطمینان سے چلتے ہوئے اس ویگن کی طرف بڑھ گئے جو مسافروں کو لے کر جہاز تک پہنچاتی تھی۔ اور پھر جب سب مسافر ویگن میں سوار ہو گئے تو ویگن جہاز کی طرف بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد لانسر اور فیلیا دونوں جہاز میں اپنی اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے وہ فرسٹ کلاس کیبن میں ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کیبن میں چند ہی مسافر تھے۔۔۔ زیادہ تر نشستیں خالی تھیں۔ البتہ اکانومی کلاس میں خاصا رش تھا۔ لانسر نے سائیڈ میں رکھے ہوئے رسائل میں سے ایک رسالہ کھینچا اور پھر اسے دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ فیلیا نے اپنا ہینڈ بیگ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا آئینہ نکالا اور اپنا میک اپ چیک کرنے لگی۔۔۔ اسے چونکہ ہنگامی طور پر ہوٹل سے نکلنا پڑا تھا۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن ہو کر میک اپ نہ کر سکی تھی۔

لانسر رسالے کی تصویروں میں گم تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں بندر کی مخصوص چیخ چیخ سنائی دی اور لانسر بری طرح چونک پڑا۔ اسی لمحے اس نے کرنل رابرٹ کے مخصوص بندر کو تیزی سے اپنے اوپر جھپٹتے دیکھا۔ فیلیا کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ بندر بے حد مشتعل تھا۔

"اوہ۔۔۔ اتنی بھی جلدی اچھی نہیں کپتان"۔۔۔ اچانک قریب سے آواز سنائی دی۔ اور لانسر جو کپتان بندر کو ہٹانے کے لئے اسے تھپڑ مارنے کی کوشش کر رہا تھا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے محترم لانسر صاحب"۔۔۔ نوجوان جس نے بندر کو روکا تھا۔ سامنے آ گیا۔

"ہو گا۔۔۔ لیکن یہ بندر اندر کیسے آیا کہاں ہے کپتان اور سیٹورڈ یہ کیا مذاق ہے"۔۔۔ لانسر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"بس بس اب اتنی بھی مشتعل مزاجی اچھی نہیں ہوتی۔ اور دوسری بات یہ کہ آپ دونوں کی ٹکٹیں کینسل ہو چکی ہیں۔ اور تابوت کو بھی جہاز سے اتار لیا

گیا ہے۔ اس لئے آپ براہ کرم نیچے تشریف لائیں ۔۔۔ نوجوان جس نے اپنا نام پرنس بتایا تھا بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر حماقتیں جلوہ گر تھیں اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی معصوم سا بچہ ہو۔ لیکن لانسر نے اس کی آنکھوں میں ایسی چمک دیکھی تھی کہ اس نے دانت بھینچ لئے۔

"لیکن کیوں ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ لانسر نے اس بار قدرے ڈھیلے لہجے میں کہا۔ اب اتنی سی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کا راز فاش ہو چکا ہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ اتنی آسانی سے اسے تسلیم کیسے کر سکتا تھا۔

"تابوت میں لاش کی بجائے دنیا کے مشہور شکاری کرنل رابرٹ کو بے ہوشی کے عالم میں رکھا گیا تھا اور آپ انہیں غیر قانونی طور پر اغوا کر کے

اسی لمحے جہاز میں سیکورٹی گارڈ کے تین مسلح افراد داخل ہوئے اور انہوں نے لانسر اور فیلیا کے گرد ریوالور تان لئے۔

"چلیں نیچے ۔۔۔ ورنہ ہم آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دیں گے"۔ ایک گارڈ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ارے ارے ایسی کوئی بات نہیں۔ مسٹر لانسر بڑے معزز آدمی ہیں" پرنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اعلیٰ حکام نے ان کی فوری گرفتاری کا حکم دیا ہے۔ اور اگر انہوں نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو پھر ہمیں ایسا ہی کرنا ہوگا" اسی گارڈ نے کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"چلیں ۔۔۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ میں سفارت خانے کے ذریعے تمہارے اعلیٰ حکام کو دیکھ لوں گا۔ چلو فیلیا یہ سنبھالے کیا مصیبت لگے آن

جہاز سے نیچے اتر کر لانسر اور فیلیا کو ایک جیپ میں سوار کیا گیا۔ پرنس اور اس کا بندر دوسری ویگن پر چلے گئے۔ البتہ لانسر والی ویگن میں دو مسلح افراد اس کے ساتھ بیٹھ گئے تھے۔ جب کہ ایک نے جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔ اور ویگن تیزی سے ٹرمینل کی طرف بھاگنے لگی۔

"آپ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے" ——— اچانک لانسر نے پاس بیٹھے مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاموش رہو" ——— گارڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا جیسے اڑ کر جیپ کے نیچے جا گرا ہو۔ لانسر نے انتہائی برق رفتاری سے اس کا بازو پکڑ کر اُسے زور سے جیپ کے پچھلے کھلے حصے کی طرف اچھال دیا تھا ——— اور عین اُسی لمحے فیلیا نے دوسرے گارڈ پر حملہ کیا۔ دوسرے گارڈ نے تیزی سے جھکائی دے کر اپنے آپ کو بچانا چاہا مگر لانسر کا بازو تیزی سے گھوما اور دوسرا گارڈ چیختا ہوا جیپ کے فرش پر منہ کے بل گرا۔ ڈرائیور نے ان چیخوں سے گھبرا کر یک لخت جیپ کو پوری قوت سے بریک لگائے ہی تھے کہ لانسر جیسے اڑتا ہوا اس سے ٹکرایا ——— اور ڈرائیور جو جیپ روک کر اب مڑ کر پیچھے دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ کے دروازے سے باہر جا گرا۔ اور لانسر نے حیرت انگیز پھرتی سے جیپ کا کنٹرول سنبھال لیا ——— ادھر فیلیا نے دوسرے گارڈ کے نیچے گرتے ہی پوری قوت سے اچھل کر اپنی لات اس کی کنپٹی پر ماری اور گارڈ سینڈل کی نوک دار ایڑی کی ایک ہی مخصوص ضرب کھا کر ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ اس کی کنپٹی پر سوراخ ہو گیا تھا جس میں سے خون اور اس کے ساتھ لیس دار مادہ نکلنے لگا تھا۔

لانسر نے جیپ کا کنٹرول سنبھالتے ہی ایک جھٹکے سے جیپ کو آگے بڑھایا۔ اور دوسرے لمحے وہ اُسے انتہائی رفتار سے دوڑاتا ہوا ٹرمینل کی سائیڈ میں آؤٹ گیٹ کی طرف لے جاتا گیا ——— فیلیا نے اب گارڈ کا ریوالور سنبھال کر پچھلے حصے میں نشست سنبھال لی تھی۔

یہ سب کچھ اتنے اچانک اور غیر متوقع طور پر ہوا تھا کہ کوئی ٹھیک طرح اس چلتی ہوئی سچوئیشن کو اچھی طرح سمجھتا جیپ آؤٹ گیٹ کے قریب پہنچ گئی۔ گیٹ بند تھا۔ لیکن لانسر نے جیپ روکنے کا تکلف کئے بغیر سیدھا اُسے بڑھائے لئے گیا ——— دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکے سے بھاری اور بڑی جیپ لوہے کے پھاٹک سے پوری رفتار سے ٹکرائی اور پھاٹک کو توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔ آؤٹ گیٹ سامان لے جانے اور لے آنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اس لئے اس کی سڑک ایئرپورٹ کے ایریے سے باہر ہو کر نکل جاتی تھی ——— لانسر نے اس قدر پھرتی اور مہارت سے یہ کام کیا تھا کہ جب تک وہ پھاٹک کو توڑ کر باہر نکلا تو اس وقت تک اس پر ایک گولی بھی کسی طرف سے نہ چلائی جا سکی۔ لیکن لانسر جانتا تھا کہ ایئرپورٹ سیکورٹی گارڈ کے علاوہ شہر کی پولیس بھی اس کا تعاقب کرے گی اس لئے وہ انتہائی تیز رفتاری سے جیپ دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔

"دو جیپیں ہمارے تعاقب میں آ رہی ہیں" ——— اچانک پیچھے بیٹھی ہوئی فیلیا نے کہا۔

"ہاں میں دیکھ رہا ہوں۔ تم تیار رہو۔ میں اچانک کسی جگہ اسے روک دوں گا" ——— لانسر نے کہا۔ اور پھر واقعی جیسے ہی ایک موڑ آیا۔ لانسر نے انتہائی پھرتی سے جیپ کو موڑ کاٹ کر ایک سائیڈ پر روکا اور دوسرے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گلی میں موڑ کر روک دی۔

"آؤ فیلیا"۔۔۔ لانسر نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد دونوں پیدل چلتے ہوئے مین مارکیٹ کے رش میں شامل ہو گئے۔ لانسر نے سب سے پہلے ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے جا کر میک اپ کا مختلف سامان خریدا۔۔۔ رقم اس کی جیبوں میں خاصی موجود تھی اس لئے اُسے کوئی پریشانی نہ ہوئی۔ اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ اس وقت میک اپ کا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ پولیس سارے شہر میں انہیں ڈھونڈتی پھر رہی ہو گی۔۔۔ پھر ایک ریڈی میڈ ملبوسات کی دکان سے اس نے فیلیا اور اپنے لئے دو جوڑے خریدے۔ اور اس کے بعد وہ ایک کیفے کے برآمدے میں داخل ہوئے جہاں سائیڈ میں بنے ہوئے باتھ روم نظر آ رہے تھے۔

"میں لباس بدل کر اور میک اپ کر کے باہر آؤں تو تم چلی جانا" لانسر نے فیلیا سے کہا۔ اور فیلیا سر ہلاتی ہوئی یوں آگے بڑھ گئی جیسے وہ لانسر کی واقف بھی نہ ہو۔

لانسر ایک باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے شاپنگ بیگ میں سے ریڈی میڈ سوٹ نکالا۔ اپنا سوٹ اتار کر اس نے نیا سوٹ پہن لیا جو ڈیزائن اور کلر کے لحاظ سے پہلے سے یکسر مختلف تھا۔ اس کے بعد پرانے سوٹ کی جیبوں سے اس نے سارا سامان نئے سوٹ کی جیبوں میں منتقل کر دیا۔۔۔ اور پھر اس نے اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ جسم سے اتارا ہوا سوٹ شاپنگ بیگ میں ڈالے باتھ روم سے باہر نکل کر سڑک پر آیا تو وہ یکسر بدل چکا تھا۔

ڈیپارٹمنٹل سٹور سے خریدی ہوئی جدید ڈیزائن کی گاگل اس کی آنکھوں پر جمی ہوئی تھی۔ وہ اب فیلیا کو دیکھ رہا تھا اور پھر اُسے دور سے فیلیا واپس آتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ شاید اسی طرح ٹہلتی ہوئی کافی آگے جا کر مڑی تھی۔

"فیلیا۔۔۔ اب تم جا کر لباس اور میک اپ بدل لو"۔۔۔ فیلیا کے قریب آنے پر لانسر نے دبے لہجے میں کہا اور فیلیا اس کی آواز سن کر چونک پڑی۔ وہ شاید اُسے پہچان نہ سکی تھی۔

"اوہ۔۔۔ تم واقعی بالکل بدل گئے ہو۔ میک اپ باکس کہاں ہے" فیلیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

اور لانسر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک ڈبہ اُسے تھما دیا اور خود وہ آگے بڑھ گیا۔ پھر ایک گلی میں رکھے ہوئے کوڑے کے ڈرم میں اس نے پرانا سوٹ جو شاپنگ بیگ میں بند تھا پھینک دیا۔۔۔ اس کے بعد وہ واپس مڑا۔ اور فیلیا کے سے انداز میں ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اب وہ اس لحاظ سے تو مطمئن ہو چکا تھا کہ پولیس اُسے فوری طور پر چیک نہیں کر سکتی۔۔۔ لیکن اب دوسرا مسئلہ تھا فوری طور پر کوئی مناسب رہائش تلاش کرنے کا۔ چونکہ اس کے کاغذات وغیرہ اب اس کے لئے بے کار ہو چکے تھے۔ اور ہوٹلوں میں غیر ملکیوں کو کاغذات کے بغیر نہ ٹھہرایا جاتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ بہرحال پولیس اُسے ہوٹلوں میں بھی تلاش کر سکتی تھی۔ اس لئے وہ کوئی پرائیویٹ رہائش گاہ چاہتا تھا۔۔۔ اس کا بیگ اور دوسرا سامان تو جہاز میں ہی رہ گیا تھا۔ گو اس نے احتیاط کے تقاضوں کے تحت وہ دونوں فائلیں جو چیف نے اُسے دی تھیں جن میں سے ایک

کرنل رابرٹ سے متعلق تھی جب کہ دوسری ایسے پتوں پر مشتمل تھی جن سے وہ تعلق پیدا کر سکتا تھا۔ اس نے ہوٹل چھوڑنے سے پہلے ہی جلادی تھیں۔ تاکہ ایئرپورٹ پر سامان کی چیکنگ کے دوران وہ کسی کی نظروں میں نہ آ سکیں ــــ لیکن اس کے ذہن میں وہ تمام پتے موجود تھے۔ رقم اس نے جیب میں ڈالی ہوئی تھی جو اتنی تو ضرور تھی کہ اس سے وہ ایک ہفتہ تک گزارا کر سکے۔ لیکن ظاہر ہے اب معاملہ بہت سنجیدہ ہو گیا تھا۔ اس کا مشن عین آخری مرحلے میں خراب ہوا تھا ــــ وہ اس بارے میں سوچنا ضرور چاہتا تھا لیکن کہیں اطمینان کی جگہ پر بیٹھ کر۔ تھوڑی دیر بعد جب فیلیا باہر آئی تو اس نے اُسے نئے لباس کی وجہ سے پہچان لیا ورنہ فیلیا نے اپنے

عمران جب ہوٹل سکی وے سے ایئرپورٹ پہنچا تو

"جناب نار اک لینڈ کے سفارت خانے کا کوئی ملازم فوت ہو گیا ہے۔ اس کا تابوت بک کرایا گیا ہے۔ سفارت خانے کے آفیسران ابلاغ بھی کرا گئے ہیں"۔۔۔۔ آفیسر نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ۔۔۔۔ ٹیلی فون دیجئے جلدی۔۔۔۔ جلدی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے بے چین لہجے میں کہا اور آفیسر نے بوکھلا کر ٹیلی فون سیٹ اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"مگر کیا ہو گیا"۔۔۔۔ آفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن عمران نے انتہائی پھرتی سے بلیک زیرو کے نمبر گھمائے۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"میں عمران بول رہا ہوں۔ سول ایئرپورٹ سے ایک طیارہ دس منٹ بعد نار اک لینڈ جا رہا ہے۔ اس میں ایک آدمی لانسر اور اس کی بیوی سفر کر رہے ہیں۔ اور نار اک لینڈ کے سفارت خانے کی طرف سے ایک تابوت بھی طیارے میں بک کرایا گیا ہے۔۔۔۔ ایئرپورٹ چیف آفیسر کو فوری حکم دیں کہ وہ لانسر اور اس کی بیوی کے ساتھ ساتھ تابوت کو بھی اتار دے۔ فوراً۔ میں ٹرانزٹ لاؤنج میں موجود ہوں"۔۔۔۔ عمران نے بے چین لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ آپ کس سے بات کر رہے تھے جناب"۔۔۔۔ آفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ خاموش رہیں یہ خفیہ معاملات ہیں"۔۔۔۔ عمران نے اُسے بُری طرح جھڑکتے ہوئے کہا اور آفیسر منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ تقریباً چار

منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو آفیسر نے رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو آفیسر۔ آپ کے پاس عمران صاحب موجود ہوں گے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس باس۔۔۔۔ انسپکٹر انٹیلی جنس ہیں۔ انہوں نے مسافروں کی لسٹ چیک کی ہے۔ پرواز اے۔ سی۔ ون۔ زیرو زیرو تھری کے مسافروں کی"۔۔۔۔ آفیسر شاید ضرورت سے زیادہ ہی باتونی تھا۔

"سنو۔۔۔۔ ان کا حکم اس طرح مانا جائے جیسے کہ میرا۔ چاہے وہ جہاز کی پرواز ہی کیوں نہ کینسل کر دیں۔ اور فوری اور مکمل طور پر ان کے حکم کی تعمیل کی جائے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے تحکمانہ انداز میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ آفیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اُسے اس کھیل کی شاید سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر انٹیلی جنس کے ایک انسپکٹر کے متعلق ایسا حکم کیوں دیا جا رہا ہے۔

"جی فرمائیے جناب۔۔۔۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"۔۔۔۔ آفیسر نے رسیور رکھ کر قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر لانسر اور ان کی مسز کی ٹکٹیں کینسل کر دو۔ تابوت کو فوراً واپس اتار دو۔ جلدی کرو۔ اٹ از ایمرجنسی۔ اور سنو۔ یہ انتہائی اہم ملکی مسئلہ ہے۔۔۔۔ اس مسئلے کی بھنک پڑتے ہی صدر مملکت بھی ننگے پیر دوڑتے ہوئے یہاں آ سکتے ہیں سمجھے۔ اس لئے وقت ضائع مت کرو"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا جناب میں سمجھ گیا"۔۔۔۔ آفیسر کے لئے شاید صدر مملکت والی مثال کافی ثابت ہوئی تھی۔ اس نے فوری طور پر انٹرکام کا رسیور

اٹھایا اور پھر تیزی سے احکامات جاری کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تابوت اتارنے کے احکامات دے دیئے گئے ہیں اور مسٹر فانسر اور ان کی بیگم کی ٹکٹیں بھی کینسل کر دی گئی ہیں۔ مزید کیا کرنا ہے" آفیسر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"جہاز کو اس وقت تک روکو جب تک تابوت یہاں واپس نہیں پہنچ جاتا"۔۔۔ عمران نے کہا اور آفیسر نے تو انٹرکام پر احکامات دینے شروع کر دیئے جب کہ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کئے۔

"ایکسٹو"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ ممبرز کو ایئرپورٹ پر بڑی ویگن سمیت بھیج دیں۔ میں وہاں موجود ہوں۔ ایک تابوت وہ یہاں سے لے کر فوراً سپیشل ہسپتال پہنچا دیں گے۔۔۔ وہاں ڈاکٹر کو کہہ دینا کہ تابوت میں کرنل رابرٹ کو فوری طور پر چیک کرے اور ان کی صحت اور حفاظت کا خیال رکھے۔ میں بعد میں آ کر باقی کام سنبھال لوں گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور مزید کچھ سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔ وہ اصل ایئرپورٹ آفیسر کے سامنے وہ کھل کر بات نہ کرنا چاہتا تھا۔

اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ہی تابوت جہاز سے اتار کر واپس لے آیا گیا۔ عمران نے اس کی سیل کھولنے کے لئے کہا۔ وہ دراصل چیک کرنا چاہتا تھا کہ کیا واقعی اس میں کرنل رابرٹ کو ہی بھیجا جا رہا ہے

یا نہیں اور دوسری بات یہ کہ آیا کرنل رابرٹ زندہ ہیں یا مردہ۔ سیل کھلنے کے بعد عمران نے تابوت کا ڈھکن اٹھایا۔ تو ایک لمحے کے لئے وہ تابوت میں موجود لاش کی شکل دیکھ کر چونک پڑا۔۔۔ کیونکہ وہ کرنل رابرٹ کی شکل نہ تھی مگر دوسرے ہی لمحے کپتان بندر کی زوردار چیخ سنائی دی وہ اچھل کر تابوت پر چڑھ گیا تھا۔

"اوہ۔۔۔ تو یہ کرنل رابرٹ ہیں ان پر میک اپ کر دیا گیا ہے"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے ان کے سینے پر موجود کمبل نما گدے کو ہٹایا تو پتہ چلا کہ اندر بڑے عجیب انداز میں پیکنگ کی گئی تھی۔ اور جدید انداز کے آکسیجن سلنڈر رکھے گئے تھے۔۔۔ جن میں سے نکلنے والی مختلف نلکیاں ایک نلکی میں جمع کر دی گئی تھیں اور اس نلکی کو کرنل رابرٹ کی گردن کے نچلے حصے میں باقاعدہ آپریشن کر کے اندر سانس کی نالی کے ساتھ منسلک کر دیا گیا تھا۔۔۔ یہ نلکیاں اور سلنڈر سب کچھ فوم نما موٹے کمبل کے نیچے چھپا دی گئی تھیں۔ اس طرح کرنل رابرٹ کا صرف چہرہ ننگا رکھا گیا تھا۔ جس پر ایسا میک اپ کیا گیا تھا کہ نہ صرف ان کی شکل بدل گئی تھی بلکہ وہ بظاہر مردہ ہی لگ رہے تھے۔ بڑے ماہرانہ انداز میں سارا کام کیا گیا تھا۔۔۔ ان نلکیوں سے بہرحال یہ ظاہر تھا۔ کہ کرنل رابرٹ زندہ ہیں۔ کپتان بندر بری طرح چیخ چیخ کر رہا تھا اور دفتر کے دوسرے لوگ بھی حیرت سے اس عجیب و غریب لاش کو دیکھ رہے تھے۔

"گھبراؤ نہیں کپتان۔ کرنل زندہ ہیں"۔۔۔ عمران نے کپتان بندر کو تھپکتے ہوئے کہا اور کپتان بندر نے چیخ چیخ بند کر دی اور مطمئن انداز

میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

اسی لمحے صفدر۔ کیپٹن شکیل ایئرپورٹ میں داخل ہوئے۔

"ادھر آجاؤ" ــــ عمران نے انہیں دیکھتے ہی آواز لگائی۔ اور وہ دونوں بھی وہاں پہنچ گئے۔

"کیا مسئلہ ہے عمران صاحب" ــــ صفدر نے قریب آکر پوچھا۔ ظاہر ہے جب بلیک زیرو کو کسی بات کی تفصیل کا علم نہ تھا تو ان کو اس نے کیا بتانا تھا۔

"یہ تابوت سپیشل ہسپتال پہنچا دو احتیاط سے۔ اس میں ایک زندہ آدمی ہے۔ جلدی پلیز" ــــ عمران نے خلاف توقع سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے" ــــ عمران کی سنجیدگی کو دیکھ کر وہ دونوں بھی سنجیدہ ہو گئے۔ اور پھر آفیسر کے کہنے پر پورٹرز نے تابوت باہر موجود بڑی ویگن تک پہنچا دیا۔

"آؤ بھئی کپتان۔ اب لانسر اور اس کی بیگم سے مل لیں" ــــ عمران نے بندر سے کہا اور بندر نے سر ہلا دیا۔

"سر انہیں گرفتار کرنا ہے یا جہاز سے صرف نیچے اتار دینا ہے" آفیسر نے کہا۔

"فی الحال باقاعدہ گرفتاری کی ضرورت تو نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ کسی اور میک اپ میں ہوں پہلے میں اور بندر جہاز میں جائیں گے۔ بعد میں آپ سیکورٹی گارڈز وہاں بھیج دیں۔ جو انہیں لے کر یہاں ایئرپورٹ آئیں گے ــــ اور پھر یہاں سے آپ انہیں معذرت کر کے بھجوا دیں۔ باقی کام ہم سنبھال لیں گے" ــــ عمران نے کہا اور آفیسر نے سر ہلا دیا۔

چونکہ تابوت سے براہِ راست لانسر کا تعلق قانونی طور پر ثابت نہ ہوتا تھا۔ اور پھر ابھی اس واردات کا اصل مقصد بھی سامنے نہ تھا۔ اس لئے عمران نے یہی سوچا تھا کہ وہ لانسر کا تعاقب کرے گا ــــ اور پھر اس کی نگرانی کر کے معلوم کرے گا کہ وہ کون ہے اور اس ساری واردات کا اصل مقصد کیا ہو سکتا ہے۔

کار انہیں مہیا کر دی گئی اور تھوڑی دیر بعد عمران اور کپتان بندر جہاز میں پہنچ گئے۔ عمران جانتا تھا کہ بندر اپنی مخصوص حس کی وجہ سے لانسر کو فوراً سونگھ لے گا۔ چاہے وہ کسی بھی میک اپ میں ہو جس طرح اس نے فوری طور پر کرنل رابرٹ کو پہچان لیا تھا ــــ اس لئے وہ کپتان کو ساتھ لے کر جا رہا تھا۔ اور پھر وہی ہوا۔ کپتان بندر نے لانسر کو پہچان لیا۔ اس کے بعد سیکورٹی گارڈز بھی وہاں پہنچ گئے۔ اور پھر لانسر اور اس کی بیوی کو ان کے زبردست احتجاج کے باوجود نیچے اتار دیا گیا ــــ جب وہ دونوں سیکورٹی گارڈوں کے ہمراہ جیپ میں بیٹھ گئے تو عمران ایئرپورٹ حکام کی کار میں بیٹھ کر پہلے ہی لاؤنج میں پہنچ گیا وہ دراصل لانسر کے ایئرپورٹ سے باہر نکلنے سے پہلے ہی باہر کوئی ایسی پوزیشن میں رہنا چاہتا تھا تاکہ اس کی معقول نگرانی کی جا سکے۔

لیکن جیسے ہی وہ ایئرپورٹ کے لاؤنج میں پہنچا اس نے وہاں یک لخت افراتفری محسوس کی اور پھر ایک زوردار دھماکے کی دور سے آواز سنائی دی ــــ عمران چونک کر واپس رن وے کی طرف بڑھا۔ تب اُسے پتہ چلا کہ لانسر انتہائی ذہانت اور دلیری سے کام لیتے ہوئے سیکورٹی گارڈز کو نیچے پھینک کر جیپ سمیت آؤٹ گیٹ کو توڑتا ہوا باہر نکل گیا ہے۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس نے ذہن میں لانسر کے متعلق جو آئیڈیا لگایا تھا وہ اب یقین میں بدل گیا تھا۔ لانسر کا انداز قدوقامت اور جسم دیکھ کر اس نے اندازہ لگایا تھا کہ لانسر کا تعلق یقیناً کسی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور سفارت خانے کے ملوث ہونے سے یہ بات ظاہر تھی کہ لانسر کا تعلق ناماک لینڈ سیکرٹ سروس سے ہی ہو سکتا ہے ـــــ لیکن اس سلسلے میں وہ پوری تسلی کر لینا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے اس کا سابقہ ناماک لینڈ کے کسی ایجنٹ سے نہ پڑا تھا۔ لیکن اب جس انداز میں لانسر فرار ہوا تھا۔ اس سے اس کا خدشہ یقین میں بدل گیا تھا ـــــ سوائے سیکرٹ ایجنٹ کے کوئی عام شخص اس انداز میں کام نہیں کر سکتا۔

تھوڑی دیر بعد اسے اطلاع مل گئی کہ خالی جیپ قریبی چوک پر سے مل گئی ہے لیکن لانسر اور اس کی بیوی غائب ہیں اور باوجود تلاش کے ان کا پتہ نہ چل سکا۔

"یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں جناب ـــــ بڑے دیدہ دلیر لوگ ہیں"

ائیرپورٹ آفیسر کے انداز میں بے پناہ حیرت تھی۔

"جہاں ملکی معاملات ملوث ہوں وہاں ایسے ہی ہوتا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے اجازت" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ کپتان بیندر کو لئے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ لانسر اس کی غفلت کی وجہ سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے ورنہ اگر وہ ساتھ رہتا تو لانسر کو اس طرح نکلنے نہ دیتا ـــــ لیکن جب تک اصل صورت حال سامنے نہ آ جائے۔ وہ لانسر کو قانونی طور پر گرفتار بھی نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ غیر ملکی سفارت خانے نے شور مچا دینا تھا۔ تابوت والا مسئلہ سفارت خانے کے

حلق میں اٹک سکتا تھا لیکن بعد ازاں جو انکوائری عمران نے کی اس سے پتہ چلا کہ سفارت خانے کے افراد اور گاڑی تو اس تابوت کو ائیرپورٹ چھوڑنے ضرور آئے تھے لیکن یہ تابوت ایک پرائیویٹ آدمی کے نام سے بک کرایا گیا تھا ـــــ اور ظاہر ہے بک کرانے والے کا نام و پتہ لازماً جعلی لکھوایا گیا ہو گا۔ اس طرح اب تابوت کو بھی سفارت خانے کے ساتھ منسلک نہ کیا جا سکتا تھا۔ بہرحال اب وہ سیدھا سپیشل ہسپتال جا رہا تھا تاکہ وہاں جا کر کرنل رابرٹ سے اصل صورت حال معلوم کر سکے۔

ٹائیگر نے سفارت خانے کے کئی افراد سے خفیہ طور پر رابطہ قائم کیا۔ لیکن اُسے کرنل رابرٹ کے متعلق کہیں سے بھی کچھ معلوم نہ ہو سکا ——— سفارت خانے کا کوئی شخص بھی اس کے متعلق واقف نہ تھا۔ ٹائیگر جب مایوس ہو گیا تو اس نے ایک اور کارروائی کرنے کی ٹھانی وہ سیدھا اپنے ہوٹل گیا۔ اس نے وہاں جا کر اپنا سب سے قیمتی سوٹ نکال کر پہنا ——— چہرے پر مخصوص انداز میں میک اپ کیا اور پھر اس نے ہوٹل سے ہٹ کر ایک کمرشل عمارت میں واقع گیراج سے سیاہ رنگ کی لمبی سی گاڑی نکالی۔ یہ گاڑی اس نے ہنگامی حالات میں استعمال کرنے کے لئے خصوصی طور پر خریدی تھی ——— گاڑی کے باہر اس نے ریاست روسیلا کا پرچم راڈ پر لگایا اور پھر گاڑی چلاتا ہوا وہ سیدھا ناماک لینڈ کے فرسٹ سیکرٹری فرینک کلومن کی سرکاری رہائش گاہ پہنچ گیا۔ گاڑی پر لہراتے ہوئے ریاست روسیلا کے جھنڈے کی وجہ سے اُسے ہاتھوں ہاتھ

ڈرائنگ روم تک پہنچا دیا گیا اور چند لمحوں بعد ناماک لینڈ سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری فرینک کلومن تیز تیز قدم اٹھائے ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ رسمی سلام دعا کے بعد ٹائیگر اپنے اصل مقصد پر آ گیا۔

"مسٹر کلومن۔ میری حکومت کو اطلاع ملی ہے کہ دنیا کا مشہور شکاری کرنل رابرٹ آپ کے ملک کا شہری ہے اور سفارتی تحفظ کے تحت پاکیشیا میں رہ رہا ہے ——— کرنل رابرٹ نے ریاست روسیلا کے جنگلات میں طویل عرصے تک شکار کھیلا ہے۔ اور پرنس روسیلا سے ان کے خصوصی تعلقات ہیں۔ پرنس روسیلا کا ایک پیغام خصوصی طور پر کرنل رابرٹ تک پہنچانا ہے ——— لیکن کرنل رابرٹ جس جگہ رہ رہے ہیں وہاں موجود نہیں ہیں۔ اور یہ اطلاع ملی ہے کہ پچھلی رات کرنل رابرٹ آپ کے سفارت خانے کی کار میں بیٹھ کر سفارت خانے گئے ہیں۔ میں نے ٹیلی فون پر ان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن آپ کے سفارت خانے سے مجھے یہی بتایا گیا ہے کہ وہ کرنل رابرٹ کو جانتے ہی نہیں ——— اس لئے مجبوراً مجھے آپ کے پاس آنا پڑا۔ آپ اگر مجھے کرنل رابرٹ سے فون پر ہی ملوا دیں تو میں انہیں پرنس روسیلا کا پیغام پہنچا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں" ——— ٹائیگر نے بڑے متانت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنا تعارف ریاست روسیلا کے آفیسر آف سپیشل ڈیوٹی کے تحت کرایا گیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ریاست روسیلا کافرستان سے ملحق ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست ہے۔ جس کا سفارت خانہ پاکیشیا میں موجود نہیں ہے۔

"کرنل رابرٹ ——— میں نے ان کا نام تو سنا ہے جناب راکوناش صاحب۔

لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپ کی یہ اطلاع غلط فہمی پر مبنی ہے کہ کرنل رابرٹ کا کوئی تعلق نارک لینڈ سے ہے یا وہ نارک لینڈ کے سفارت خانے میں آئے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔۔۔۔ فرسٹ سیکرٹری فرینک کولمن نے جواب دیا۔ لیکن ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں تیرنے والی پریشانی اور الجھن کے تاثرات چیک کر لئے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران کی اطلاع درست تھی۔

"جناب اس بات کی حتمی شہادت موجود ہے کہ کرنل رابرٹ سفارت خانے میں گئے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ آخر آپ ان کی موجودگی سے انکار کیوں کر رہے ہیں" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر سرد لہجے میں کہا۔

"سوری میں نے جو کہا ہے وہی درست ہے۔ میں آپ کی مزید کوئی مدد نہیں کر سکتا" ۔۔۔۔ فرسٹ سیکرٹری نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر بھی کھڑا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی ۔۔۔۔ اچھا مجھے اجازت دیجئے" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فرسٹ سیکرٹری کے تنے ہوئے اعصاب ٹائیگر کے اس انداز پر ڈھیلے پڑ گئے۔

"اوہ یس ۔۔۔۔ معافی چاہتا ہوں میں آپ کی ......"

فرسٹ سیکرٹری نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کی بند مٹھی میں اوپر کو ہک کی طرح ابھری ہوئی انگلی کا جوڑ پوری قوت سے فرسٹ سیکرٹری کی کنپٹی پر پڑا اور فرسٹ سیکرٹری فقرہ مکمل

کئے بغیر اوغ کی آواز نکالتا ہوا اچھل کر صوفے پر گرا اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ مخصوص انداز میں ماری گئی ایک ہی ضرب نے اُسے بے ہوش کر دیا تھا ۔۔۔۔ ٹائیگر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کی اندر سے چٹخنی چڑھا دی۔ وہ اب تشدد کے ذریعے سارے واقعات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن دروازہ بند کر کے وہ جیسے ہی مڑا۔ میز پر پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔۔۔۔ ٹائیگر چونک پڑا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے فرسٹ سیکرٹری کے لہجے میں کہا۔

"سر ۔۔۔۔ سفارت خانے سے مارش صاحب کا فون ہے بات کرائیں سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ کوٹھی کے اندر سے ملازم نے بات کی ہے۔

"یس ۔۔۔۔ کنکٹ کراؤ" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہیلو سر ۔۔۔۔ ہیلو ۔۔۔۔ میں مارش بول رہا ہوں سر" ۔۔۔۔ دوسرے لمحے ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس کیا بات ہے مارش" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر ۔۔۔۔ جہاز سے تابوت اتار لیا گیا ہے۔ ایجنٹ لانس فرار ہو گئے ہیں۔ اور سر ایک نوجوان بھی یہاں سفارت خانے میں پوچھ گچھ کرتا پھر رہا تھا۔ سر اس کی نگرانی کی گئی ہے وہ ہوٹل مونگا میں رہتا ہے سر۔ اس کا نام ٹائیگر ہے مقامی بدمعاش ہے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ تفصیل بتاؤ" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے چیخ کر ایسے کہا جیسے فرسٹ سیکرٹری یہ سب کچھ سن کر چیخ پڑا ہو۔ ویسے وہ اپنا حوالہ اور اپنے ہوٹل کا صحیح پتہ سن کر حیران ہو گیا تھا اُسے اپنی نگرانی کا احساس بھی نہ ہوا تھا ۔۔۔۔ اور یہ اس لحاظ سے خاصی خطرناک بات تھی۔

"سر ۔۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایجنٹ لانسر کی کال آئی۔ اس سے پتہ چلا کہ وہاں جہاز پر ریڈ ہوا۔ تابوت بھی اتار لیا گیا اور لانسر کو بھی گرفتار کیا جانے لگا۔ لیکن وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس پر میں نے ایئرپورٹ سے پتہ کرایا تو معلوم ہوا کہ انٹیلی جنس کا ایک انسپکٹر علی عمران وہاں پہنچا ۔۔۔ اور اس نے یہ ساری کارروائی کی ہے۔ تابوت کو اتار کر پہلے وہاں چیک کیا گیا۔ اور کرنل رابرٹ کی بے ہوشی کا انہیں پتہ چل گیا۔ تابوت کو ایک جیپ ویگن میں کہیں بھیج دیا گیا۔ لانسر کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ نکل گیا ۔۔۔۔ اس نے کہا ہے کہ ہم اپنے طور پر کوشش کر کے پتہ کریں کہ تابوت کو کہاں بھیجا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے سپیشل سیل نے اطلاع دی ہے کہ ایک نوجوان یہاں سفارت خانے میں کرنل رابرٹ کے متعلق پوچھ گچھ کرتا رہا ۔۔۔۔ اس کی نگرانی کی گئی تو وہ ہوٹل مونگا میں جا کر غائب ہو گیا۔ مزید پوچھ گچھ پر پتہ چلا کہ اس کا نام ٹائیگر ہے وہ وہاں کا مستقل رہائشی ہے اور مقامی غنڈہ ہے" مارش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لانسر اب کہاں ہے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"اس نے اپنا نمبر یا پتہ نہیں بتایا سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ۔ میں خود آ رہا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے فرسٹ سیکرٹری سے کچھ پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ اس لئے وہ سیدھا دروازے کی طرف بڑھا۔ چٹخنی اتار کر اس نے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔

"صاحب ایک ضروری دستاویز دیکھ رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے برآمدے میں موجود مسلح دربان سے کہا۔ اور اس کے سر ہلاتے ہی تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے واپس اپنے ہوٹل کی طرف بڑھی جا رہی تھی ۔۔۔۔ اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ جو کچھ معلوم کرنے کے لئے عمران نے اس کی ڈیوٹی لگائی تھی وہ خود اس سے پہلے ہی نہ صرف تمام معلومات حاصل کر چکا تھا بلکہ وہ ایکشن بھی لے چکا تھا۔ اس لئے اب ٹائیگر کی بھاگ دوڑ فضول تھی ۔۔۔۔ اب وہ کار واپس گیراج میں چھوڑ کر پہلے میک اپ بدلنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ فرسٹ سیکرٹری نے ہوش میں آتے ہی مقامی پولیس کے سروں پر قیامت ڈھا دینی ہے۔ اور ظاہر ہے موجودہ حلیہ اور کار ہی اس کی شناخت بنتی ہے۔ اس لئے وہ فوری طور پر ان سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔

گولڈن ⬭ کلب کے گیٹ پر لانسر نے ٹیکسی چھوڑ دی اور پھر نیلیا کو ہمراہ لئے وہ کلب کے اندر داخل ہو گیا۔ اس وقت کلب بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ کیونکہ کلب کا تمام کاروبار شام کو ہی ہوتا تھا۔

" جی فرمایئے "۔۔۔۔ کاؤنٹر پر کھڑے ایک نوجوان نے چونک کر لانسر اور نیلیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ کسی رجسٹر پر جھکا حساب کتاب میں مصروف تھا کہ ان دونوں کے قدموں کی چاپ سن کر چونک پڑا تھا اور شاید اسے اس وقت ان دونوں کو کلب میں دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔

" وتو منگٹ سے ملنا ہے مجھے "۔۔۔۔ لانسر نے سرد لہجے میں کہا۔

" باس۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔ اس وقت تو وہ اپنی رہائش گاہ پر ہو سکتے ہیں۔ اور ابھی تو وہ بستر سے ہی نہ اٹھے ہوں گے۔ وہ تو بارہ بجے کے بعد ہی اٹھتے ہیں "۔۔۔۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اسے فون کر کے کہو کہ ناراک لینڈ سے لانسر اس سے بات کرنا

چاہتا ہے "۔۔۔۔ لانسر نے تیز لہجے میں کہا۔

ناراک لینڈ اور لانسر کا سنتے ہی نوجوان کا جسم یک لخت تن گیا۔ اور اس کی آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں تیرنے لگیں۔

" اوہ یس سر۔۔۔ یس سر "۔۔۔۔ اس نے جلدی سے کہا اور پھر کاؤنٹر پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر جلدی سے نمبر گھمانے لگا۔ وہ نمبر گھماتے ہوئے اس طرح حیرت اور خوف بھرے انداز میں لانسر کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اس کے سامنے انسان کی بجائے کوئی بھوت کھڑا ہو۔۔۔۔ اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ وتو منگٹ سے بات کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

" لیجئے جناب خود بات کر لیجئے "۔۔۔۔ نوجوان نے جلدی سے رسیور لانسر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" ہیلو لانسر سپیکنگ "۔۔۔۔ لانسر نے کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ یس سر۔۔۔۔ میں منگٹ بول رہا ہوں۔ مجھے آپ کے متعلق اطلاع مل گئی تھی۔ سر۔ لیکن آپ نے رابطہ قائم نہ کیا۔ حکم سر "۔ دوسری طرف سے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" آپ ذرا باہر چلے جائیں "۔۔۔۔ لانسر نے جواب دینے سے پہلے کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ یس سر "۔۔۔۔ نوجوان نے کہا اور پھر وہ کاؤنٹر سے باہر آ کر یوں تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے مین دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے موت اس کا پیچھا کر رہی ہو۔

"تمہارا یہ آدمی جو کاؤنٹر پہ کھڑا ہے ۔ اعتماد کے لائق ہے یا نہیں" لانسر نے پوچھا۔

"بالکل با اعتماد آدمی ہے جناب ۔ میرے آدمی خاص ہیں ۔ آپ بے فکر رہیں جناب "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنو ۔۔۔۔ مجھے فوری طور پر ایک پرائیویٹ رہائش گاہ چاہیئے ۔ ایسی رہائش گاہ جس کا علم سوائے تمہارے اور کسی کو نہ ہو ۔ ایک کار ۔ لباس اور کرنسی وغیرہ "۔۔۔۔۔ لانسر نے کہا ۔

"ٹھیک ہے جناب ۔۔۔۔ آپ ایسا کریں کلب سے نکل کر اسی سڑک پر مشرق کی طرف سیدھے چلے جائیں ۔ تقریباً آدھا فرلانگ آگے اسی سڑک پر ہی ایک چھوٹی سی کوٹھی آئے گی ۔ پیلے رنگ کی عمارت ہے ۔ پھاٹک پر کرائے کے لئے خالی کا بورڈ لگا ہو گا ۔ اس کے پھاٹک پر نمبروں والا تالا ہے ۔۔۔۔ نمبر نوٹ کر لیجئے ۔ ون زیرو ۔ تھری ون زیرو ۔ اس کے اندر فون ۔ کار ۔ ہر قسم کا جدید سامان ۔ مختصر یہ کہ آپ کے مطلب کا سب سامان موجود ہے ۔ یہ میرا خاص اڈہ ہے ۔ جس کا سوائے میرے اور کسی کو علم نہیں ۔ اس کے علاوہ جس چیز کی بھی ضرورت ہو جناب آپ مجھے فون کر کے کہہ سکتے ہیں "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"او ۔ کے ۔۔۔۔ اور سنو ۔۔۔۔ میری یہاں موجودگی کا کسی کو علم نہیں ہونا چاہیئے "۔۔۔۔۔ لانسر نے مطمئن لہجے میں کہا ۔

"یس سر میں سمجھتا ہوں سر ۔ اور آپ سر نیا کوڈ طے کر لیں ۔ آپ اپنے نام کی بجائے زیرو تھری کہیں گے سر "۔۔۔۔۔ دوسری طرف نے کہا ۔

"ٹھیک ہے ۔ خاصے سمجھ دار ہو ۔ تھینک یو "۔۔۔۔ لانسر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ واپس پلٹا ۔ کلب سے باہر وہ نوجوان موجود تھا ۔

"سنو ۔۔۔ اگر کسی کو میری یہاں موجودگی کی بھنک بھی پڑ گئی ۔ تو تمہاری آنتیں گدھ نوچ رہے ہوں گے "۔۔۔۔ لانسر نے اس کے قریب رکتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا ۔

"یس سر ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں سر "۔۔۔۔ نوجوان نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور لانسر ہرمن اور فیلیا کے ہمراہ آگے بڑھ گیا ۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کے اندر موجود تھا ۔ واقعی یہاں سب کچھ موجود تھا ۔ خوراک کے ذخیرے سے لے کر ہر قسم کے اسلحے کا ذخیرہ ۔ دو نئی کاریں جن کے ٹینک فیول سے بھرے ہوئے تھے اور چابیاں اگنیشن میں موجود تھیں ۔۔۔۔ وارڈ روب میں ہر قسم کے لباس اور کرنسی نوٹوں سے بھری ہوئی ایک الماری ۔ واقعی یہ مگنٹ کا خاص اڈہ تھا ۔

"اب کیا ہو گا لانسر ۔۔۔۔ آخر ہمیں کس طرح پہچان لیا گیا اور پھر اس تابوت کے بارے میں ان لوگوں کو کیسے علم ہوا "۔۔۔۔ فیلیا نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے پریشان لہجے میں پوچھا ۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔ اصل میں حماقت مجھ سے ہوئی مجھے اس چالاک اور عیار بندر کا خیال ہی نہیں آیا تھا ۔ اور یہ یقیناً اس بندر کی کارستانی تھی ۔۔۔۔ بہرحال میں نے کرنل ہاورٹ کو ہر صورت میں اغوا کر کے لے جانا ہے چاہے مجھے پورے پاکیشیا کو ہی بموں سے نہ اڑانا پڑے "۔۔۔۔ لانسر نے سخت اور سرد لہجے میں کہا اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے سفارت خانے کے نمبر گھمائے ۔ سیکنڈ سیکرٹری مارشل سے

اس کی بات چیت ہوئی۔ سفارت خانے والوں کو تابوت کی واپسی کا ابھی تک علم ہی نہ ہو سکا تھا۔ وہ یہ سب باتیں سن کر حیران رہ گئے تھے اور پھر مارشل نے اُسے ایک اہم بات بتا دی کہ ایک مقامی غنڈہ جس کا نام ٹائیگر ہے ——— اور جو ہوٹل ہونگا کے کمرہ نمبر بارہ دوسری منزل کا مستقل رہائشی ہے۔ سفارت خانے کے چھوٹے عملے سے کرنل رابرٹ کے متعلق پوچھ گچھ کرتا رہا ہے ——— لانسر نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔ اُسے واقعی ایک اہم کلیو مل گیا تھا۔ اب کم از کم وہ اس ٹائیگر کے ذریعے کرنل رابرٹ تک پہنچ سکتا تھا کیونکہ اُسے یقین تھا کہ یہ مقامی غنڈہ ٹائیگر یقیناً تابوت کو واپس لے جانے والوں کا ہی ایجنٹ ہو گا۔

"فیلیا تم یہیں رہو۔ میں اب کام شروع کروں ——— لانسر نے رسیور رکھتے ہی فیلیا سے کہا اور پھر خود تیزی سے ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہاں سے ایک مخصوص ساخت کا ریوالور اور میگزین اٹھا کر جیب میں ڈالا ——— میک اپ اور لباس تو پہلے ہی بدل چکا تھا۔ اس لئے مزید انہیں تبدیل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ کچھ اور سامان بھی اس نے اٹھا لیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گولڈن کار گیراج سے لے کر کوٹھی سے باہر نکلا۔ اور پھر سیدھا ہوٹل ہونگا کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس ٹائیگر کی رہائش بتائی گئی تھی۔

ہوٹل ہونگا کے قریب ہی ایک پبلک پارکنگ تھی۔ لانسر نے کار وہاں چھوڑی اور پیدل ہی ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک اوسط درجے کا اقامتی ہوٹل تھا۔ لانسر کو چونکہ کمرہ نمبر معلوم تھا۔ اس لئے کسی سے

بات کئے بغیر ہی وہ سیڑھیاں چڑھتا دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ کمرہ نمبر بارہ کا دروازہ بند تھا۔ اور باہر ایک جدید ساخت کا تالا لگا ہوا تھا۔ لانسر نے اِدھر اُدھر دیکھا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا ——— اس نے جلدی سے جیب سے اپنا مخصوص پرس نکالا اور اس میں سے ایک چھوٹی سی پتری نکالی۔ جس کا اگلا سرا بالکل سوئی کی نوک کی طرح باریک تھا۔ اس نے نوک والا سرا تالے کے سوراخ میں ڈال کر پتری کو پیچھے سے دبایا تو تالا کٹاک کی آواز نکالتا ہوا کھل گیا ——— یہ ہر قسم کے تالے کھولنے کی جدید ترین ماسٹر کی تھی۔ اس نے ماسٹر کی واپس جیب میں ڈالی اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ پہلے تو اس نے بڑی پھرتی سے کمرے اور ملحقہ باتھ روم کی تلاشی لی لیکن وہاں سے اُسے ایسا کوئی کلیو نہ مل سکا جس سے وہ ٹائیگر کی اصل حیثیت کا اندازہ لگا سکتا ——— پھر اس نے کچھ سوچتے ہوئے جیب سے ایک جدید ڈکٹا فون نکالا یہ فون اس نے کوٹھی سے لیا تھا اور ڈکٹا فون اس نے کپڑے لٹکانے والی الماری کے نچلے حصے میں ہاتھ آگے کر کے چپکا دیا۔ اب اس کمرے میں ہونے والی تمام بات چیت وہ آسانی سے سن سکتا تھا۔ ڈکٹا فون آن کر کے وہ باہر آیا ——— تالا اس نے دوبارہ لگا دیا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ہوٹل سے باہر نکلا اور سیدھا پارکنگ میں موجود اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ ڈکٹا فون اتنا طاقتور ضرور تھا کہ اتنے فاصلے پر بھی کام کر سکتا۔ اس نے ڈکٹا فون کا رسیور آن کر کے اُسے کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے بنے ہوئے خانے میں رکھ دیا ——— اور خود کار میں موجود ایک رسالہ اٹھا کر یوں پڑھنے لگا جیسے کسی کے انتظار میں وقت کاٹ رہا ہو۔

چند لمحوں بعد اُسے رسیور سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی

دروازہ کھول رہا ہو۔ یہ آوازیں سنتے ہی وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اب قدموں کی چاپ اندر آتی سنائی دے رہی تھی ـــــ وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر اندر آیا ہے۔ اور پھر اسے ٹیلی فون کے رسیور اٹھانے اور نمبر گھمانے کی آوازیں سنائی دیں۔ ڈکٹا فون خاصا طاقتور تھا اس لئے آوازیں بڑی واضح تھیں۔

"ہیلو ـــــ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ سلیمان صاحب۔ عمران صاحب کہاں ہیں ـــــ" ایک آواز سنائی دی۔

"وہ صبح ایک بندر کے ہمراہ گئے ہیں ابھی تک واپس نہیں آئے" ایک مدھم سی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ـــــ" پہلی آواز نے کہا اور اس کے بعد رسیور رکھ دیا گیا۔ چند لمحوں بعد دوبارہ رسیور اٹھایا گیا اور پھر نمبر ڈائل ہونے لگے۔

"ایکسٹو ـــــ" چند لمحوں بعد ایک کرخت اور سرد آواز رسیور سے ابھری اور لانسر یوں اچھل کر سیدھا ہو گیا جیسے اسے بجلی کا شاک لگا ہو۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب عمران صاحب سے ملاقات نہیں ہو رہی۔ ان کے لئے ایک پیغام ہے ـــــ" پہلی آواز نے کہا۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کیا پیغام ہے ـــــ" دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا گیا۔

"انہیں کہہ دیں کہ میں لانسر کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ وہ مجھے ٹرانسمیٹر پر کنکٹ کر لیں۔ تاکہ میں ان سے مزید ہدایات لے سکوں۔ انہوں نے میرے ذمے ڈیوٹی لگائی تھی کہ میں ناراک لینڈ کے سفارت خانے جا کر کرنل مابرٹ

کے متعلق معلوم کروں۔ وہاں سے پتہ چلا کہ کرنل مابرٹ کو کسی تابوت کے ذریعے ایئرپورٹ بھیجا گیا اور پھر عمران صاحب نے خود وہ تابوت طیارے سے اتروا لیا ـــــ" ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ پیغام پہنچ جائے گا" ـــــ دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔ اب لانسر کے چہرے پر چمک آگئی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل مابرٹ کے سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی ہے۔ ایکسٹو کا نام درمیان میں آتے ہی ساری صورت حال واضح ہو گئی تھی ـــــ اور یہ ٹائیگر جسے سفارت خانے والے مقامی غنڈہ کہہ رہے تھے دراصل سیکرٹ سروس کا رکن ہے۔ اور اس کا باس کوئی عمران ہے۔ اور اب عمران کو بھی وہ پہچان گیا تھا ـــــ یہ وہی نوجوان تھا جو بندر کے ساتھ طیارے میں آیا تھا۔

ٹائیگر رسیور رکھ کر شاید باتھ روم میں چلا گیا تھا کیونکہ باتھ روم سے شاور چلنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ لانسر نے جلدی سے رسیور آف کیا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا ـــــ دوسرے لمحے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دوبارہ ہوٹل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اب وہ فوری طور پر ٹائیگر سے دو دو ہاتھ کر کے اس سے مکمل معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا تاکہ ان معلومات کی بنیاد پر وہ دوبارہ کرنل مابرٹ کو اغوا کر کے لے جا سکے ـــــ اس کا انداز بے حد جارحانہ ہو رہا تھا۔ اور اس کی سپر ایجنٹوں والی مخصوص حسیں پوری طرح بیدار ہو چکی تھیں۔

کیپتان بندر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ وہ خوشی سے یوں اچھل رہا تھا جیسے ڈسکو ڈانس کر رہا ہو۔ عمران اُسے ہمراہ لے کر سپیشل ہسپتال میں آیا تو یہاں اُسے پتہ چلا کہ کرنل رابرٹ ہوش میں آچکے ہیں ـــــ دوران کی حالت تیزی سے سنبھل رہی ہے۔ انہیں ایک دوا انجکٹ کر کے طویل عرصے کے لئے بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ عمران کیپتان بندر سمیت کرنل رابرٹ کے کمرے میں پہنچ گئے ـــــ کرنل رابرٹ عمران اور کیپتان بندر کو دیکھ کر جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور بندر نے انہیں جیسے ہی ٹھیک حالت میں دیکھا وہ پہلے تو اچھل کر ان کے گلے سے چمٹ گیا۔ اور کرنل رابرٹ نے بھی اُسے یوں گلے سے لگا کر تھپکنا شروع کر دیا جیسے ماں کسی ننھے سے بچے کو گلے سے لگا کر تھپکتی ہے ـــــ اور پھر ان دونوں کے درمیان مخصوص انداز میں گفتگو شروع ہو گئی۔ کیپتان بندر مخصوص انداز میں چیخ چیخ کئے جا رہا تھا۔ جب کہ کرنل رابرٹ اُسے انگریزی میں جواب دے رہے تھے۔

عمران سائیڈ میں رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھا اس حیرت انگیز ملاقات سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"لوگ تو کہتے ہیں کہ میں زیادہ بولتا ہوں لیکن یہ کیپتان تو مجھ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے" ـــــ تھوڑی دیر بعد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل رابرٹ نے چونک کر کیپتان کو گلے سے علیحدہ کر کے نیچے اتار دیا۔ اور کیپتان بندر نے خوشی سے رقص کرنا شروع کر دیا۔

"مجھے کیپتان نے بتایا ہے کہ آپ نے میرا تابوت طیارے سے اتروا دیا تھا۔ ورنہ یہ لوگ مجھے لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں" ـــــ کرنل رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مشکور تو آپ کیپتان صاحب کے ہوں جو نجانے کس طرح مجھ تک پہنچ گیا۔ ورنہ تو کسی کو خبر تک نہ ہوتی اور آپ کی ہجرت مکمل ہو جاتی" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس نے بتایا ہے۔ اس روز آپ نے اپنا پتہ بتایا تھا۔ وہ اسے یاد رہ گیا اور اس کے کہنے کے مطابق اس نے آپ کو دوست سمجھا۔ شہر کا نقشہ اسے ازبر یاد ہے۔ اس لئے یہ سیدھا آپ کے فلیٹ میں پہنچ گیا" کرنل رابرٹ نے جواب دیا۔

"ویسے یہ کیپتان حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک ہے۔ میں نے اچھے بھلے انسانوں میں اتنی ذہانت نہیں دیکھی" ـــــ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ـــــ اس کی نسل ہی ایسی ہے۔ یہ حد سے زیادہ ذہین مخلوق شمار کی جاتی ہے۔ بس اس کا جسم بندروں جیسا ہے۔ ورنہ اس کا دماغ انسانوں

سے بھی زیادہ سوجھ بوجھ رکھتا ہے" ——— کرنل رابرٹ نے کہا۔

"اچھا کرنل اب آپ کی واپسی بخیریت ہوگئی۔ لیکن اب آپ مجھے بتائیے کہ یہ سب سلسلہ کیا ہے۔ لافسر نے آپ کو اغوا کیوں کیا۔ اور پھر سفارتخانے کے ذریعے اس انداز میں آپ کو ناراک لینڈ کیوں لے جایا جا رہا تھا۔ کیا آپ کے پاس کسی قیمتی خزانے کا نقشہ ہے" ——— عمران نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"ہاں خزانہ ہی سمجھ لو۔ شاید یہ خزانہ دنیا کا سب سے قیمتی خزانہ ہو" کرنل رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تفصیل سے ایک دن کے متعلق عمران کو بتا دیا۔

"اوہ تو یہ چکر ہے۔ تو ایک دن کی نشاندہی کے لئے آپ کو اغوا کیا جا رہا ہے" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— عمران صاحب کیا آپ میرا ایک کام کر سکتے ہیں" کرنل رابرٹ نے بڑے پُر اسرار انداز میں کہا۔

"ایک کام ——— ضرور کر دوں گا ——— البتہ ایک کام ایسا ہے جس کی میں پیشگی معذرت کر دوں تو زیادہ بہتر ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیا" ——— کرنل رابرٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا

"وہ ہے سر کی چمپی مالش ——— بس یہی کام مجھے نہیں آتا۔ اور آپ جو کہیں گے میں کر گزروں گا" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرنل رابرٹ بے اختیار ہنس پڑے۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں فوری طور پر یہاں کے کسی ذمہ دار آدمی

سے ملنا چاہتا ہوں پہلے میرا خیال تھا کہ یہ راز میرے مرنے کے بعد ہی افشا ہو تو بہتر ہے۔ لیکن اب حالات بدل گئے ہیں ——— میں ایک دن کے سلسلے میں ایک راز بتانا چاہتا ہوں۔ اور یقین کیجئے عمران صاحب پاکیشیا کی قسمت بدل جائے گی" ——— کرنل رابرٹ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ نے اُسے کہاں چھپا رکھا ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کسے چھپا رکھا ہے" ——— کرنل رابرٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک راز کو اور کسے" ——— عمران نے بڑے بے نیازانہ انداز میں جواب دیا اور کرنل رابرٹ یوں آنکھیں پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگے جیسے عمران کی بجائے ان کے سامنے کوئی بھوت بیٹھا ہوا ہو۔

"تت ——— تت ——— تمہیں کیسے معلوم ہوا ——— کک ——— کک ——— کیا مطلب" ——— کرنل رابرٹ اس حد تک بوکھلا گیا کہ اس کے منہ سے سیدھا فقرہ ہی نہ نکل رہا تھا۔

"کرنل رابرٹ ——— مجھے علم نجوم میں بھی خاصا دخل رہا ہے۔ اور ستاروں کی چالیں مجھے بتا دیتی ہیں کہ آپ کپتان بندے سے کیا پوچھنا چاہتے تھے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل رابرٹ ایک بار پھر چونک پڑا۔

"اوہ تو تم کپتان کی بولی سمجھ گئے ہو۔ اوہ تم تو انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہو۔ میری عمر جنگلوں میں گزر گئی۔ لیکن کپتان بندے کی بولی سمجھنے میں مجھے چار سال لگے۔ اور تمہیں تو شاید صرف چند گھنٹے ہی گزرے ہیں"

کرنل رابرٹ کے لہجے میں ناقابلِ یقین قسم کی حیرت نمایاں تھی۔

"ذہانت ابھی صرف بندوں تک ہی محدود نہیں رہ گئی۔ بہرحال مجھے آپ کے اس راز سے کوئی دلچسپی نہیں۔ آپ بے شک اسے ناراک لینڈ کے حوالے کر دیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ یہ تم کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاکیشیا کو ناقابلِ تسخیر نہیں دیکھنا چاہتے۔ ایک دن کی معمولی سی مقدار بھی پاکیشیا کو ناقابلِ تسخیر بنا سکتی ہے" ——— کرنل رابرٹ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"کرنل ——— ملک اپنے افراد کی وجہ سے ناقابلِ تسخیر بنتے ہیں بہرحال آپ کسی ذمہ دار آدمی سے ملنا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے بتائیے آپ کسے ذمہ دار سمجھتے ہیں میں اُسے یہیں بلوا لیتا ہوں" ——— عمران نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہاں اس ملک میں مشہور سائنسدان سر داور رہتے ہیں۔ وہ مجھ سے ذاتی طور پر واقف ہیں وہ شاید کسی لیبارٹری کے انچارج ہیں۔ عرصہ ہوا ان سے ملاقات ہوئی تھی ——— اگر ان سے رابطہ ہو جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس راز کے صحیح قدردان ہو سکتے ہیں" ——— کرنل رابرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے اُسے بلا لیتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔ اور نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"تو کیا وہ تمہارے کہنے پر چلے آئیں گے" ——— کرنل رابرٹ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔ انہیں شاید یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران کی اصل حیثیت کیا ہے کہ وہ سر داور کو یوں فون کر رہا تھا جیسے

سر داور جیسے بین الاقوامی شہرت کے مالک سائنسدان اس کے گھریلو ملازم ہوں۔

"یس داور سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد سر داور کی آواز رسیور پر ابھری۔ عمران چونکہ کرنل رابرٹ کے قریب ہی بیٹھا تھا اس لئے رسیور سے ابھرنے والی آواز کرنل رابرٹ کے کانوں میں بھی بخوبی پہنچ رہی تھی۔

"یس داور سے نہیں سر داور سے ملنا ہے۔ یس اور سر میں بس ایسا ہی مشترک ہے" ——— عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"اوہ عمران تم ——— کیا بات ہے ——— کیسے فون کیا" ——— سر داور نے دوسری طرف سے عمران کی آواز پہچان لی تھی۔ اس لئے ان کے لہجے میں نرمی کے ساتھ ساتھ بنسی بھی شامل ہو گئی تھی۔

"فون کرنا کوئی مشکل کام ہے۔ کیتان بندہ بھی آسانی سے کر سکتا ہے۔ بس رسیور اٹھانا پڑتا ہے۔ انگلیوں سے نمبر گھمانے پڑتے ہیں اور فون ہو جاتا ہے ——— لیکن یہ اگر "ف" کی بجائے "خ" والا مسئلہ ہو جائے۔ یعنی خون کرنا پڑ جائے تو پھر ریوالور۔ چاقو۔ مشین گن۔ خنجر۔ جیسے اسلحے استعمال کرنے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سب مردوں کی مجبوری ہے۔ عورتوں کو ان میں سے کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں پڑتی ——— بس لبوں پہ کھیلتی ہوئی مسکراہٹ۔ آنکھوں سے جھلکتی ہوئی چمک۔ رخساروں پہ دمکتی ہوئی سرخی اور دیکھنے والے کا خون ہو جاتا ہے" ——— عمران کی زبان حسبِ عادت جب چل پڑی تو ظاہر ہے آسانی سے کہاں رکنے والی تھی۔

"میرا خیال ہے میں رسیور رکھ دوں" ——— سر داور نے لہجے کو دانستہ سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"بڑا نیک خیال ہے۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ ویسے یہ پوچھ پوچھ والا محاورہ مجھے تو غلط لگتا ہے۔ دو دفعہ پوچھ پوچھ نیکی کے ساتھ تو نہیں چل سکتا۔ یہ تو پولیس والی پوچھ پوچھ لگتی ہے ۔۔۔۔۔ اور نیکی اور پولیس دو متضاد چیزیں ہیں۔ اس لئے اس کی بجائے اگر یوں کہا جائے کہ نیکی اور پوچھ گچھ تو کچھ شریفانہ سا محاورہ بن جاتا ہے۔ آپ اسے پوچھ گچھ کی بجائے پوچھ کچھ بھی بول سکتے ہیں۔ فرمایئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں" ۔۔۔۔۔ عمران کی زبان اسی طرح تیز چل رہی تھی۔ اور کرنل رابرٹ کی حالت قابل دید تھی۔ وہ شاید تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ سردار کے ساتھ ایسی گفتگو بھی کی جا سکتی ہے۔

"تم بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے۔ سیدھی طرح بولو کیوں فون کیا تھا ورنہ میں واقعی رسیور رکھ دوں گا" ۔۔۔۔۔ سردار نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران ان کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ اب اگر اس نے کوئی فضول بات کی تو سردار واقعی رسیور رکھ دیں گے۔ اس لئے اس کا حماقتوں بھرا چہرہ یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔

"آپ دنیا کے معروف شکاری کرنل رابرٹ کو جانتے ہیں" عمران نے یک لخت بے حد سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کرنل رابرٹ ۔۔۔۔۔ اوہ ہاں ۔۔۔۔۔ میری ان سے کچھ عرصہ پہلے ملاقات ہوئی تھی۔ کیوں کیا ہوا انہیں" ۔۔۔۔۔ سردار نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ اس وقت ہسپتال میں ہیں۔ کہتے ہیں سردار کو بلاؤ۔ میں انہیں کچھ دینا چاہتا ہوں۔ میں نے لاکھ کہا کہ سردار بڑے درویش قسم کے آدمی ہیں۔ انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ البتہ میری خدمات حاضر ہیں۔

چلو سلیمان کا خرچہ کچھ دن چل پڑے گا۔ لیکن ......" ۔۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی تھی۔

"کون سے ہسپتال میں ہیں۔ کیا ہوا ہے انہیں" ۔۔۔۔۔ سردار نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے دیجئے رسیور۔ میں بات کرتا ہوں" ۔۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے خود ہی عمران کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا۔

"ہیلو ۔۔۔۔۔ میں کرنل رابرٹ بول رہا ہوں" ۔۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"اوہ کرنل خیریت ہے۔ یہ عمران بتا رہا تھا کہ آپ ہسپتال میں ہیں" ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سردار نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں واقعی میں ہسپتال میں ہوں۔ سردار آپ ایکسڈن کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ نو دریافت شدہ عنصر ایکسڈن" کرنل رابرٹ نے فوراً ہی اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"ایکسڈن ۔۔۔۔۔ اوہ ہاں ۔۔۔۔۔ مجھے اس کے متعلق رپورٹ معلوم ہے۔ لیکن وہ عنصر تو نایاب ہے" ۔۔۔۔۔ سردار کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اس ایکسڈن کے سلسلے میں آپ سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔ آپ پلیز فوراً میرے پاس پہنچ جائیں۔ مجھے اس ہسپتال کے بارے میں علم نہیں" ۔۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"اوہ اچھا میں سمجھ گیا۔ آپ رسیور عمران کو دیں" ۔۔۔۔۔ سردار

نے کہا اور کرنل رابرٹ نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"جی حکم فرمائیے جناب بین الاقوامی شہرت کے مالک سائنسدان سرداور صاحب۔ بندہ آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ اور طنزیہ لہجے میں کہا۔

"عمران تم یقیناً ایلیک ڈن کے بارے میں جانتے ہو گے۔ یہ تو اونچا سلسلہ ہے۔ کرنل رابرٹ مزید اس کے متعلق کچھ بتانا چاہتے ہوں گے۔ کون سے ہسپتال میں ہیں وہ"۔۔۔ سرداور نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"وہ سپیشل سروسز ہسپتال میں ہیں۔ کمرہ نمبر چالیس سپیشل وارڈ۔ انہیں نا معلوم لینڈ والے اغوا کر کے لے جا رہے تھے کہ ان کے پالتو بندر کپتان کی کپتانی میں میں انہیں تابوت سمیت جہاز سے اتار لایا ہوں۔ اب وہ بضد ہیں کہ میں ایلیک ڈن کے بارے میں سرداور سے ہی بات کروں گا۔ انہیں پورے پاکیشیا میں آپ ہی ذمہ دار نظر آتے ہیں"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں آ رہا ہوں فوراً۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ تم ان کی پوری طرح حفاظت کرنا ہر طرح سے"۔۔۔ سرداور نے دوسری طرف سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"سرداور آ رہے ہیں۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔ میں نے تو صبح سے ناشتہ ہی نہیں کیا"۔۔۔ عمران نے رسیور رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سنو۔۔۔ تم شاید ناراض ہو کر جا رہے ہو۔ ایسی کوئی بات نہیں۔

میں اب تک تمہاری اصل حیثیت نہیں سمجھ سکا ہوں۔ لیکن بہرحال مجھے اب اتنا یقین ہو گیا ہے کہ تم سرداور سے کم ذمہ دار آدمی نہیں ہو۔ اس لئے اگر تم سرداور کے آنے تک یہیں رہو۔ تو میرا خیال ہے یہ بہتر رہے گا"۔۔۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"آپ نے جو کچھ بتانا ہے سرداور کو بتا دیں وہ خود بخود مجھ تک پہنچ جائے گا۔ ابھی وہ لانسر یہاں موجود ہے۔ اور مجھے فی الحال ایلیک ڈن سے زیادہ لانسر سے دلچسپی ہے۔ جس نے ابھی ایلیک کو کرنا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ سلسلہ صرف ایلیک ڈن تک ہی محدود رہے۔۔۔ تو نمبر ایک اور نقاب پوش نے الاٹ کر رکھا ہے۔ بہرحال میں ڈاکٹر کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ سرداور کو آپ تک آنے کی اجازت دے دیں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کیا سرداور کو یہاں آنے کی اجازت نہیں"۔۔۔ کرنل رابرٹ پر ایک بار پھر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

"سرداور تو کیا صدر مملکت بھی اگر آپ سے ملنا چاہیں تو اجازت کے بغیر یہاں داخل نہیں ہو سکتے۔ ویسے آپ بے فکر ہو کر سرداور سے بات چیت کیجئے گا۔ یہاں سے کوئی بات باہر نہ جا سکے گی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ بیڈ پر لیٹا ہوا کرنل رابرٹ بڑی عجیب سی نظروں سے عمران کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ عمران کی اصل شخصیت کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ لیکن ظاہر ہے کرنل رابرٹ عمران کو کیا

سمجھ سکتے تھے۔ اُسے تو آج تک ان کے والد سر رحمان نہ سمجھ سکے تھے۔

لانسر نے ٹائیگر کے کمرے کے بند دروازے پر دباؤ ڈالا۔ لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا پھر ہاتھ اٹھا کر دستک دی ۔۔۔۔ دستک کا انداز خاصا تیز تھا۔ دروازے کی اندر سے چٹخنی چڑھی ہوئی تھی اس لئے ظاہر ہے وہ ماسٹر کی بھی استعمال نہ کر سکتا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے دوسری بار دستک دی تو اندر سے قدموں کی آواز ابھری اور پھر چٹخنی اترنے کی آواز سنائی دی۔ اور دروازے کے دونوں پٹ کھل گئے ۔۔۔۔ دروازے میں ایک سڈول جسم کا مالک نوجوان کھڑا تھا۔ لانسر اُسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

"تمہارا نام ٹائیگر ہے" ۔۔۔۔ لانسر نے اندر داخل ہوتے ہوئے

قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اگر ہو بھی سہی تو اس طرح اندر آنے کا طریقہ تم نے کہاں سے سیکھا ہے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر سرخی عود کر آئی تھی۔

"میرا نام لانسر ہے۔ میرے خیال میں اتنا تعارف کافی ہے" لانسر نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ۔۔۔۔ ویل کم مسٹر لانسر ویل کم" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے یک لخت مسکراتے ہوئے کہا اور دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔ چٹخنی چڑھا کر وہ جیسے ہی مڑا اس کے لبوں پر کھیلنے والی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ کیونکہ لانسر کے ہاتھ میں ریوالور نظر آ رہا تھا۔

"مسٹر ٹائیگر ۔۔۔۔ میرے چند سوالوں کے جواب دے دو۔ تو شاید تمہاری زندگی بچ جائے۔ تم نے ابھی ایکسٹو کو کال کیا ہے۔ اس کا فون نمبر بتا دو۔ علی عمران کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دو اور کرنل رابرٹ کے متعلق بتاؤ کہ اس وقت وہ کہاں ہے" ۔۔۔۔ لانسر کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"گڈ ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے تم نے میری کالیں کیچ کی ہیں۔ خاصے خبردار آدمی ثابت ہو رہے ہو۔ ویسے تمہیں میں یہ بتا دوں کہ کرنل رابرٹ کی رہائش گاہ کا پتہ میں نے چلایا تھا تبھی تم اُسے اغوا کرنے میں کامیاب ہوئے تھے ۔۔۔۔ اور اب تم خود یہاں آ ہی گئے ہو تو اب تمہیں یہ بتانا ہوگا کہ تم نے کرنل رابرٹ کو کیوں اغوا کیا تھا" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم میرے سوالوں کے جواب دو۔ میں یہاں تمہارے سوالوں کا جواب دینے نہیں آیا۔ سمجھے۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں" ــــ لانسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو مت کرو وقت ضائع" ــــ ٹائیگر نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہوں ــــ تو تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے۔ تمہاری ہڈیاں توڑنی ہی پڑیں گی" ــــ لانسر نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور یوں ایک طرف اچھال دیا جیسے وہ خالی ہو۔ اس کے اس طرح ریوالور اچھال دینے سے ہی ٹائیگر مات کھا گیا۔ وہ شاید یہ سمجھ رہا تھا کہ لانسر اس پر فائر کرے گا لیکن لانسر کا اس طرح ریوالور اچھال دینا سراسر اس کی توقع کے خلاف تھا ــــ اس لئے اس کی نظریں لاشعوری طور پر بھٹک گئیں اور دوسرے لمحے بے اختیار اس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر ملحقہ باتھ کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ لانسر کی لات یکلخت اس کی سائیڈ پر پوری قوت سے پڑی تھی ــــ ٹائیگر دروازے سے ٹکرا کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ لانسر بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور اس نے ایک بار پھر پوری قوت سے اس کی سائیڈ میں لات جما دی۔ ٹائیگر لڑکھڑا کر پہلو کے بل الٹ گیا ــــ لانسر بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر وہ یکلخت گھومنے کے ساتھ ساتھ اچھل کر ٹائیگر کے سر کی دوسری طرف جا کھڑا ہوا۔ اور ٹائیگر کے حلق سے اس بار باوجود روکنے کے چیخ نکل گئی ــــ ٹائیگر ایک خوفناک داؤ میں بری طرح پھنس گیا تھا۔ اس کی دونوں ٹانگیں مڑ کر اس کے سر کی دوسری طرف زمین سے جا لگی

تھیں جب کہ وہ پیٹھ کے بل فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اور بھکی ہوئی دونوں ٹانگوں پر لانسر نے اپنے جسم کا پورا بار ڈال رکھا تھا۔ ٹائیگر کا جسم کمان کی طرح مڑ گیا تھا ــــ اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے سارے مہرے یکلخت ٹوٹ جائیں گے۔ لانسر اس کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلا اور تیز نکلا تھا۔

"بتاؤ جلدی ــــ ورنہ ابھی توڑ پھوڑ کر رکھ دوں گا" ــــ لانسر نے غراتے ہوئے ٹائیگر کی دونوں ٹانگوں پر زور سے دباؤ ڈالا۔

"بب ــــ بب ــــ بتاتا ہوں بتاتا ہوں" ــــ ٹائیگر نے بری طرح جکلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے اس فقرے کی وجہ سے لانسر کا زبردست دباؤ خود بخود ڈھیلا پڑا۔ اور شاید یہی ٹائیگر چاہتا تھا۔ دباؤ ذرا سا ڈھیلا پڑتے ہی ٹائیگر کے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے سمٹے اور دوسرے لمحے لانسر اچھل کر پشت کے بل زمین پر جا گرا ــــ ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں اچانک گرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی تھیں۔ لانسر نے بھی ٹائیگر کے بارے میں غلط اندازہ لگایا تھا۔ اس نے اس کے دونوں بازوؤں پر توجہ نہ دی تھی ــــ ورنہ وہ لازماً اس کے دونوں بازوؤں پر ہی اپنے پیر رکھ کر انہیں حرکت دینے سے معذور کر دیتا۔ اور اسی بات سے ٹائیگر نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے دونوں بازو سمیٹ کر لانسر کی پنڈلیاں پکڑ کر ایک جھٹکے سے گھسیٹ لی تھیں ــــ اور لانسر یکلخت دونوں ٹانگیں گھسٹنے کی وجہ سے توازن برقرار نہ رکھ سکا اور پشت کے بل فرش پر گرا۔

ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں آزاد ہوتے ہی ایک جھٹکے سے نیچے گریں۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا ۔ لانسر نے نیچے گرتے ہی دونوں ٹانگیں ٹائیگر کی گردن کے گرد ڈال دیں ۔ اور پھر اس نے تیزی سے کروٹ لی اور ٹائیگر کا جسم بھی بے اختیار اس کے ساتھ ہی مڑتا گیا ــــ لیکن ٹائیگر کے ہاتھ بدستور اس کی پنڈلیوں پر جمے ہوئے تھے ۔ کروٹ بدلتے ہی ٹائیگر نے دونوں ہاتھوں کو ایک جھٹکے سے اوپر کی طرف کیا تو اس کا سر پنڈلیوں کے درمیانی خم سے نکل گیا اور ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا ۔ اس نے لاشعوری طور پر گردن کو جھٹکا دیا ــــ اور پھر وہ تیزی سے اچھلا ۔ اور چھوٹی تپائی اس کے جسم کے قریب سے گزر کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرائی لانسر نے اس کے سیدھے ہوتے ہی پاس پڑی ہوئی چھوٹی تپائی اس پر اچھال دی تھی ــــ لیکن اب ٹائیگر پوری طرح ہوشیار ہو چکا تھا ۔ اس لئے وہ یک لخت اچھل کر اپنے آپ کو بچا گیا لیکن لانسر کو بھی اٹھنے کے لئے شاید اتنا ہی وقفہ کافی تھا ۔ اس لئے وہ بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا ۔ اور اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ہوئے تھے ــــ اور اس بار ٹائیگر نے پہل کی ۔ اس نے تیزی سے لانسر کے بائیں پہلو پر حملہ کیا ۔ اور لانسر اس کے اس معمولی سے داؤ میں آگیا ۔ وہ جیسے ہی حملہ بچانے کے لئے دائیں پہلو پر جھکا ــــ ٹائیگر نے درمیان میں ہی اپنا رخ بدلا اور لانسر اچھل کر درمیانی میز پر پہلو کے بل جا گرا ۔ اور پھر اس سے پہلے کہ لانسر سیدھا ہوتا ۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر لانسر کا پھینکا ہوا ریوالور اٹھا لیا ۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور کا رخ لانسر کی طرف کرتا ۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا ــــ اور ٹائیگر بے اختیار اپنا ہاتھ پکڑ کے جھک گیا ۔ ایک تیز دھار خنجر پوری قوت سے ٹائیگر کے ہاتھ

سے ٹکرایا تھا ۔ یہ خنجر لانسر نے اپنی آستین سے نکالا تھا ۔ دوسرے لمحے ٹائیگر ضرب کھا کر لڑکھڑاتا ہوا پچھلے دروازے سے جا ٹکرایا ۔ لانسر نے کسی گیند کی طرح اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک جمائی تھی ــــ فلائنگ کک مار کر لانسر نے بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھائی اور دروازے سے ٹکرا کر نیچے گرتے ہوئے ٹائیگر کے سینے پر اس کا سر پوری قوت سے ٹکرایا اور ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل پھٹ گیا ہو ۔ اس کا سانس سینے میں ہی رک گیا ــــ اور دوسرے لمحے اس کے ذہن پر تاریکی کی دبیز چادر پھیلتی چلی گئی ۔

لانسر لمبے لمبے سانس لیتا کھڑا ہو گیا ۔ ٹائیگر دروازے کے ساتھ ہی ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا ہوا تھا اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ چکا تھا ۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا ۔

"خاصا سخت جان آدمی ہے ۔ لیکن لانسر سے جیتنا اس کے بس کا روگ کیسے ہو سکتا ہے" ــــ لانسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

دوسرے لمحے وہ تیزی سے ٹائیگر پر جھپٹا اس نے ٹائیگر کے جسم کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر بیڈ پر پھینکا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا ۔ لباس لٹکانے والی الماری کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا ــــ اس میں نائیلون کی ایک رسی کا گچھا پڑا اسے نظر آ گیا ۔ اس نے جلدی سے رسی اٹھائی اور پھر اس نے بڑی مہارت سے پہلے ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں رسی سے جکڑیں اور پھر اسے الٹا کر اس نے اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر جکڑ دیئے ــــ اور پھر اسے سیدھا کر کے اس نے دیوار کے ساتھ پڑا ہوا خنجر ایک ہاتھ میں پکڑا ۔ اور دوسرے ہاتھ سے پوری قوت سے ٹائیگر کے چہرے پر تھپڑ مار دیا ۔ تھپڑ

لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ لانسر نے نیچے گرتے ہی دونوں ٹانگیں ٹائیگر کی گردن کے گرد ڈال دیں۔ اور پھر اس نے تیزی سے کروٹ لی اور ٹائیگر کا جسم بھی بے اختیار اس کے ساتھ ہی مڑتا گیا ——— لیکن ٹائیگر کے ہاتھ بدستور اس کی پنڈلیوں پر جمے ہوئے تھے۔ کروٹ بدلتے ہی ٹائیگر نے دونوں ہاتھوں کو ایک جھٹکے سے اوپر کی طرف کیا تو اس کا سر پنڈلیوں کے درمیانی خم سے نکل گیا اور ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے لاشعوری طور پر گردن کو جھٹکا دیا ——— اور پھر وہ تیزی سے اچھلا۔ اور چھوٹی تپائی اس کے جسم کے قریب سے گزر کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرائی لانسر نے اس کے سیدھے ہوتے ہی پاس پڑی ہوئی چھوٹی تپائی اس پر اچھال دی تھی ——— لیکن اب ٹائیگر پوری طرح ہوشیار ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ ایک لحت اچھل کر اپنے آپ کو بچا گیا لیکن لانسر کو بھی اٹھنے کے لئے شاید اتنا ہی وقفہ کافی تھا۔ اس لئے وہ بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ہوئے تھے ——— اور اس بار ٹائیگر نے پہل کی۔ اس نے تیزی سے لانسر کے بائیں پہلو پر حملہ کیا۔ اور لانسر اس کے اس معمولی سے داؤ میں آ گیا۔ وہ جیسے ہی حملہ بچانے کے لئے دائیں پہلو پر جھکا ——— ٹائیگر نے درمیان میں ہی اپنا رخ بدلا اور لانسر اچھل کر درمیانی میز پر پہلو کے بل جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ لانسر سیدھا ہوتا۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر لانسر کا پھینکا ہوا ریوالور اٹھا لیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور کا رخ لانسر کی طرف کرتا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا ——— اور ٹائیگر بے اختیار اپنا ہاتھ پکڑے جھک گیا۔ ایک تیز دھار خنجر پوری قوت سے ٹائیگر کے ہاتھ

سے ٹکرایا تھا۔ یہ خنجر لانسر نے اپنی آستین سے نکالا تھا۔ دوسرے لمحے ٹائیگر ضرب کھا کر لڑکھڑاتا ہوا پچھلے دروازے سے جا ٹکرایا۔ لانسر نے کسی گیند کی طرح اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک جمائی تھی ——— فلائنگ کک مار کر لانسر نے بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھائی اور دروازے سے ٹکرا کر نیچے گرتے ہوئے ٹائیگر کے سینے پر اس کا سر پوری قوت سے ٹکرایا اور ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل پھٹ گیا ہو۔ اس کا سانس سینے میں ہی رک گیا ——— اور دوسرے لمحے اس کے ذہن پر تاریکی کی دبیز چادر پھیلتی چلی گئی۔

لانسر لمبے لمبے سانس لیتا کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر دروازے کے ساتھ ہی ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا ہوا تھا اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ چکا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"خاصا سخت جان آدمی ہے۔ لیکن لانسر سے جیتنا اس کے بس کا روگ کیسے ہو سکتا ہے" ——— لانسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

دوسرے لمحے وہ تیزی سے ٹائیگر پر جھپٹا اس نے ٹائیگر کے جسم کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر بیڈ پر پھینکا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ لباس لٹکانے والی الماری کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا ——— اس میں نائیلون کی ایک رسی کا گچھا پڑا اُسے نظر آ گیا۔ اس نے جلدی سے رسی اٹھائی اور پھر اس نے بڑی مہارت سے پہلے ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں رسی سے جکڑیں اور پھر اُسے الٹا کر اس نے اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر جکڑ دیئے ——— اور پھر اُسے سیدھا کر کے اس نے دیوار کے ساتھ پڑا ہوا خنجر ایک ہاتھ میں پکڑا۔ اور دوسرے ہاتھ سے پوری قوت سے ٹائیگر کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ تھپڑ

بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ کھولنی شروع کر دی۔ گانٹھ یورپی انداز میں باندھی گئی تھی جو دیکھنے میں تو بے حد مضبوط ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس کا ایک سرا کپڑ کر جھٹکے سے کھینچا جائے تو اتنی آسانی سے کھل بھی جاتی ہے ـــــ چنانچہ دوسرے لمحے پیروں پر بندھی ہوئی رسی کھل چکی تھی۔ پیروں کی رسی کھلتے ہی ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کاندھے سے دھکا دے کر دروازہ کھولا اور باتھ روم میں داخل ہو گیا ـــــ اور پھر اس نے شاول ماؤ کی سائیڈ پیٹری کی مدد سے کلائیوں پر بندھی ہوئی رسی کاٹنی شروع کر دی۔ گو اس کے بازو مڑے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود وہ خاصی تیز رفتاری سے رسی کو پیٹری پر رگڑے چلا جا رہا تھا ـــــ نائیلون کی مضبوط رسی آسانی سے کٹتی نظر نہ آ رہی تھی لیکن ٹائیگر نے ہمت نہ ہاری اور مسلسل کوشش جاری رکھی اور پھر کچھ دیر بعد رسی کے کٹنے کے آثار نمودار ہونے لگے ـــــ ٹائیگر کے ہاتھ اور زیادہ تیزی سے چلنے لگے۔ ابھی رسی پوری طرح نہ کٹی تھی کہ اُسے باہر کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے چونکا اور پھر اُسی طرح بندھے ہوئے ہاتھوں سے بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف پلٹا ـــــ باتھ روم کے دروازے پر اوپر نیچے دونوں طرف چٹخنی لگی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر نے جلدی سے پیر کی مدد سے نچلی چٹخنی لگا دی۔ اُسی لمحے دروازے کو زور سے دھکیلا گیا۔ لیکن ٹائیگر نے دروازے کے ساتھ پشت لگا کر اُسے باہر کی طرف دبا دیا ـــــ چٹخنی کے باوجود اُسے خطرہ تھا کہ دروازہ زوردار دھکے سے ٹوٹ بھی سکتا ہے۔ کیونکہ اوپر کی چٹخنی وہ بندھے ہوئے ہاتھوں کی مدد سے نہ چڑھا سکتا تھا۔ اور جب تک ہاتھ نہ کھل جاتے وہ لانسر کا سامنا نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ

اُسے معلوم تھا کہ اس بار لانسر نے لازماً اُسے گولی مار دینی ہے۔ پہلے تو دروازے کو دھکیلا جاتا رہا۔ پھر یہ دباؤ یک لخت ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے ایک لمحے انتظار کیا اور پھر واپس تیزی سے شاول اسٹینڈ کی طرف لپکا۔ آدھی کٹی ہوئی رسی کو اس نے ایک بار پھر زور زور سے رگڑنا شروع کر دیا۔ اور پھر جیسے ہی رسی کٹی اُسی لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور سافٹ بورڈ کے بنے ہوئے دروازے میں سے ایک گولی نکل کر شاول اسٹینڈ کے ساتھ لگے ہوئے آئینے پر پڑی اور آئینے کے پرخچے اڑ گئے ـــــ ٹائیگر بالکل بال بال بچا تھا۔ وہ تیزی سے اچھل کر سائیڈ میں ہوا۔ اگر وہ شاول اسٹینڈ کی آئینے والی طرف کی پیٹری پر رسی رگڑ رہا ہوتا تو گولی ٹھیک اسی کے پہلو میں پڑتی۔

ٹائیگر سائیڈ میں ہوتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا مگر اُسی لمحے اُسے چٹخنی اترنے کی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر نے جلدی سے آگے بڑھ کر نچلی چٹخنی کھینچی اور دروازہ ایک دھماکے سے کھول کر وہ سائیڈ میں ہو گیا ـــــ لیکن جب کوئی ردِ عمل نہ ہوا تو وہ اچھل کر دروازہ کراس کر کے دوسری طرف ہوا تاکہ اگر لانسر اس پہلے کی سوچ رہا ہو تو وہ فوری طور پر گولی نہ چلا سکے۔ لیکن دوسری طرف ہوتے ہوتے اس نے کمرے کا بیرونی دروازہ کھلا دیکھا تو وہ پلٹ کر باتھ روم سے باہر آیا اور پھر دروازے کی طرف دوڑ گیا۔ باہر راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ لانسر جا چکا تھا۔ ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر واپس کمرے میں آ گیا۔ اس کی کلائیوں پر ابھی تک رسیوں کے سرے لٹک رہے تھے اس نے جلدی سے ان رسیوں کو علیحدہ کیا اور پھر الماری سے اس نے فرسٹ ایڈ باکس نکال

کر پہلے گردن پر آنے والے زخم پر دوا لگائی۔ جس میں سے خون ابھی تک رس رہا تھا۔ کا نسر تو بہر حال جا چکا تھا۔ اور جس حالت میں ٹائیگر تھا۔ اس حالت میں وہ باہر نہ جا سکتا تھا ــــــ اس کی قمیض خون سے تو بتر ہو چکی تھی۔ اس لئے کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کیا اور پھر الماری سے ایک اور لباس نکال کر وہ دوبارہ باتھ روم میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لباس بدل کر باہر آیا تو اسی لمحے دروازے پر ایک بار دستک ہوئی اور ٹائیگر چونک کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"کون ہے" ــــــ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"اچھا تو اب تم نے بھی عورتوں کی طرح دروازہ کھولنے سے پہلے کون ہے پوچھنا شروع کر دیا ہے" ــــــ باہر سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے طویل سانس لیتے ہوئے چٹخنی اتار کر دروازہ کھول دیا۔

"ارے یہ کمرے کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ کیا خواب میں کسی سے لڑ رہے تھے" ــــــ عمران نے سامنے ٹوٹے پڑے صوفے کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔ اور پھر اس کی تیز نظروں نے فرش اور صوفے پر خون کے دھبوں کو چیک کر لیا۔ اور اس کے ہونٹ سیٹی کی شکل میں سمٹ گئے۔

"لانسر آیا تھا" ــــــ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کتنے آدمیوں کے ساتھ آیا تھا" ــــــ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر نے ندامت بھرے انداز میں منہ جھکا لیا۔ وہ عمران کا طنز سمجھ گیا تھا۔ کہ اگر لانسر اکیلا آیا تھا تو پھر بچ کر کیسے چلا گیا۔

اور پھر ٹائیگر نے اسے مختصر طور پر ساری صورت حال بتا دی۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ تمہاری ٹیلی فون کالیں کیچ کی گئی ہیں۔ لیکن اور بھی تو چیک ہو سکتا ہے۔ تم نے کمرے کی تلاشی لی ہے" ــــــ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اور چیک ــــــ لیکن تالا تو میں نے خود کھولا تھا۔ اور وہ تالا بھی جدید ساخت کا ہے" ــــــ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جدید ساخت کے تالے کو جدید ساخت کی چابی سے بھی کھولا جا سکتا ہے۔ ٹیلی فون کالیں تو کیچ ہو ہی نہیں سکتیں۔ کیونکہ ہوٹل کی اپنی خود کار ایکسچینج ہے" ــــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر پہلی بار بری طرح چونکا۔ اس زاویے پر تو اس نے سوچا بھی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے سر ہلاتے ہوئے تلاشی لینی شروع کر دی۔ جب کہ عمران تیزی سے اٹھتے ہوئے صوفے کی سائیڈ میں پڑے ہوئے خنجر کی طرف بڑھ گیا ــــــ یہ وہی خنجر تھا جس سے لانسر نے ٹائیگر کی گردن پر زخم لگایا تھا اور جو صوفے پر گرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے نکل کر کونے میں جا گرا تھا۔

"اوہ عمران صاحب ــــــ یہاں ڈکٹافون موجود ہے" ــــــ اسی لمحے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے ٹائیگر جو الماری کے نچلے حصے میں ہاتھ پھیر رہا تھا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں جدید ساخت کا ڈکٹافون تھا۔

"اس کا مطلب ہے لانسر پہلے کمرے میں آیا اور ڈکٹافون لگا کر چلا گیا" ــــــ ٹائیگر نے ڈکٹافون کو بے کار کرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

"اب تو یقین آ گیا کہ جدید ساخت کا تالا جدید ساخت کی چابی سے کھل جاتا ہے۔ اس دور میں جو شخص تالوں پر اعتبار کرتا ہے وہ دنیا کا سب سے

بڑا احمق ہے ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں جناب ۔۔۔۔ واقعی چوٹ ہو گئی ہے"

ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"چوٹ لانسر کو بھی ہو گئی ہے۔ ٹائیگر اسے شاید معلوم نہیں کہ یہاں کے مقامی غنڈے رعب کے لئے اپنے اسلحوں پر مخصوص نشانات لگاتے ہیں۔ یہ دیکھو خنجر پر سانپ کی آنکھ میں تیر کا نشان جانتے ہو یہ کس گروپ کا نشان ہے ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ ہاں عمران صاحب اچھی طرح جانتا ہوں یہ گولڈن کلب کے دنود منگٹ کے گروپ کا خاص نشان ہے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو چوٹ صرف تمہیں ہی نہیں ہوئی لانسر کو بھی ہو گئی۔ وہ بھی اپنا کلیو چھوڑ گیا ہے۔ آؤ پہلے اس منگٹ کو چیکمٹ میں بدل لیں۔ پھر کچھ اور سوچیں گے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔

لانسر کو ہوش آیا تو وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس کا منہ اور گردن اپنے ہی خون سے لتھڑے ہوئے تھے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو کمرہ خالی تھا۔ چونکہ اس کا جسم بندھا ہوا نہ تھا اس لئے وہ فوراً کھڑا ہو گیا ۔۔۔۔ اس کی نظریں باتھ روم کے دروازے پر جم گئیں جو بند تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر یقیناً باتھ روم میں ہو گا کیونکہ کمرے کا دروازہ بدستور اندر سے بند تھا۔ ٹائیگر نے اسے جس طرح شکست دی تھی وہ منظر یاد آتے ہی اس کے ذہن میں بھونچال سا آ گیا ۔۔۔۔ یہ شاید اس کی زندگی کا پہلا موقعہ تھا کہ وہ ایک بندھے ہوئے اور بے بس آدمی سے لڑائی میں مات کھا گیا تھا۔

"اسے کسی صورت میں زندہ نہیں رہنا چاہیے۔ کسی بھی صورت میں" لانسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کسی پاگل بھینسے کی طرح دوڑتا ہوا باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔۔ اس نے دروازے کو زور سے دھکیلا لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔ لانسر نے پاگلوں کے سے انداز میں

دروازے کو اپنے کاندھے سے ٹکر مار کر کھولنا چاہا لیکن دروازہ ہلا تک نہیں۔ اُسی لمحے اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ دروازے میں چونکہ ذرا سی بھی لچک نہ آئی تھی اس لئے وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر دروازہ بند کر کے اندر سے پشت لگائے اُسے کھولنے سے روک رہا ہے ۔۔۔ یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے پلٹا اور پھر اُسے ایک طرف پڑا ہوا اپنا ریوالور نظر آ گیا۔ اس نے جھپٹ کر ریوالور اٹھایا اور پھر اس نے دروازے کے تختے کے ساتھ ریوالور کی نال لگا کر ٹریگر دبا دیا ۔۔۔ بھاری ریوالور کی گولی ساؤنڈ پروف ڈور کو پھاڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔ لیکن نہ ہی لانسر کو کوئی چیخ سنائی دی اور نہ ہی کسی کے گرنے کی آواز۔ بلکہ اس کی بجائے اندر ایسا دھماکہ ہوا جیسے کوئی چیز زور سے چٹخی ہو ۔۔۔ اُسی لمحے اُسے کمرے سے باہر کسی کے تیز تیز قدموں کی آواز سنائی دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی دروازے کے پاس کھڑا تھا اور ریوالور کا دھماکہ سن کر بھاگ رہا ہو۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑا ۔۔۔ اور پھر اس نے چٹخنی کھول کر دروازہ کھولا اور اچھل کر باہر آ گیا۔ کوئی شخص تیزی سے سیڑھیاں اترتا جا رہا تھا۔ لانسر کو اس کی ایک جھلک سی دکھائی دی تھی۔

لانسر ایک لمحے کے لئے رکا۔ پھر تیزی سے راہداری کے دوسرے کونے کی طرف دوڑتا گیا۔ جہاں دور سے اُسے فائر ڈور کے الفاظ سرخ رنگ میں لکھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ اس کی حالت ایسی تھی کہ اس نے مین گیٹ سے باہر جانے کا ارادہ بدل دیا تھا ۔۔۔ اور جو شخص سیڑھیاں اتر گیا تھا اور جس کی ایک جھلک اس نے دیکھی تھی۔ وہ اُسے ٹائیگر ہی لگا تھا۔ اس لئے اب وہ اپنی کار میں جلد از جلد پہنچ کر اُسے دوبارہ کور کرنا چاہتا تھا۔ فائر ڈور

کھول کر وہ لوہے کی مخصوص سیڑھیاں اترتا ہوا چند ہی لمحوں میں ہوٹل کی عقبی گلی میں پہنچ گیا۔ اور پھر وہاں سے تیز تیز قدم اٹھاتا وہ سڑک کراس کر کے اس پارکنگ کی طرف دوڑا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ جیب سے رومال نکال کر اس نے ناک منہ اور گردن کو قدرے ڈھانپ لیا تھا تاکہ فوری طور پر اس کی حالت دیکھ کر لوگ چونک نہ پڑیں ۔۔۔ لیکن وہاں ہر شخص اپنے ہی حال میں مگن تھا۔ اس لئے چند ہی لمحوں میں وہ اپنی کار میں پہنچ گیا۔ اس نے کار میں پہنچتے ہی سب سے پہلے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے رومال کی مدد سے چہرے اور گردن پہ جمے ہوئے خون کو رگڑ کر پونچھ ڈالا ۔۔۔ اور پھر کار نکال کر وہ ہوٹل کے سامنے کے رخ پہنچ گیا۔ اس کی تیز نظریں ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ لیکن ٹائیگر اُسے وہاں کہیں بھی نظر نہ آیا۔ تو اس نے کار واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف دوڑا دی۔

فیلیا اس کی حالت دیکھ کر چونک پڑی۔ اور لانسر نے اُسے ٹائیگر سے اپنی لڑائی کا حال بتایا۔

"اوہ ۔۔۔ تم اُسے زندہ چھوڑ کر کیوں آ گئے۔ اُسے ہر صورت میں اغوا کر کے لے آنا تھا یہاں ہم اس کی ایک ایک بوٹی علیحدہ کر کے اُس سے اصل صورت حال اگلوا لیتے" ۔۔۔ فیلیا نے کہا۔

"وہ انتہائی سخت جان آدمی ہے۔ میں نے اس کی نفسیات دیکھ لی ہے۔ وہ مر تو سکتا ہے لیکن بتا نہیں سکتا۔ اس لئے میں جان بوجھ کر واپس آ گیا ہوں۔ اب مجھے اس کی نگرانی کرانی ہو گی۔ اس طرح ہی ہم اس سے کچھ حاصل کر سکتے ہیں" ۔۔۔ لانسر نے کہا۔ اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور منگٹ کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ منگٹ کلب میں ہی مل گیا۔

"ہیلو ــــ لانسر بول رہا ہوں ــــ" لانسر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ــــ یس سر ــــ حکم فرمائیے سر ــــ" دوسری طرف سے منگٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"منگٹ میں ایک آدمی کی نگرانی کرانا چاہتا ہوں۔ کیا تمہارے پاس اس کام کے لئے آدمی ہیں ــــ" لانسر نے پوچھا۔

"بالکل جناب ــــ منگٹ کے پاس پوری تنظیم ہے۔ آپ حکم فرمائیں" منگٹ نے کہا۔

"ہوٹل ہونگا کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں ایک نوجوان ٹائیگر نامی رہتا ہے۔ مقامی غنڈہ کہلاتا ہے ــــ" لانسر نے کہا۔

"اوہ ہاں بالکل جناب ــــ میں اُسے ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ خاصا معروف آدمی ہے ــــ" منگٹ نے کہا۔

"اچھا تو کیا اُسے اغوا کر کے میری رہائش گاہ تک پہنچایا جاسکتا ہے" لانسر نے فوراً ہی ارادہ بدلتے ہوئے کہا۔ پہلے اس کا خیال صرف نگرانی تک محدود تھا لیکن اب اس نے ارادہ بدل دیا تھا۔ فیلیا کی بات اُسے پسند آئی تھی کہ اُسے یہاں بلوا کر اس سے کرنل رابرٹ کا موجودہ پتہ اگلوایا جاسکتا ہے۔

"اغوا کرانے کی ضرورت نہیں ہے وہ فری لانسر کام کرنے والا ہے۔ اُسے رقم کی آفر کی جائے تو وہ خود بخود چلا آئے گا" ــــ منگٹ نے کہا۔

"نہیں ــــ پھر تم اس کی اصل شخصیت کو نہیں جانتے وہ یہاں کی

سیکرٹ سروس کا آدمی ہے۔ وہ شاید ڈراج کرنے کے لئے غنڈہ بنا ہوا ہے" لانسر نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ــــ ٹائیگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آدمی ہے۔ نہیں صاحب وہ تو عام سا غنڈہ ہے" ــــ منگٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ بہرحال میں نے اس سے کچھ اگلوانا ہے۔ اب تم اُسے کس طرح یہاں تک پہنچاتے ہو یہ تمہارا کام ہے" ــــ لانسر نے کہا

"سر اگر ایسی بات ہے تو پھر اُسے آپ کی رہائش گاہ تک کسی صورت نہیں پہنچانا چاہیئے۔ میں اُسے کسی اڈے پر پہنچا کر آپ کو کال کر دوں گا۔ آپ وہاں پہنچ کر اس سے جو کچھ حاصل کرنا ہے حاصل کر لیں" ــــ منگٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ تم اُسے اغوا کر کے کسی مخصوص اڈے پر پہنچا دو پھر مجھے اطلاع کرو ــــ" لانسر نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا رسیور رکھ کر لانسر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو نہ صرف اس نے میک اپ بدل رکھا تھا بلکہ اس کا لباس بھی بدلا ہوا تھا۔ وارڈروب میں اس کے سائز کے کئی سوٹ موجود تھے ــــ اس لئے اسے لباس بدلنے میں کوئی پریشانی نہ ہوئی تھی۔

"تم کس سیکرٹ سروس کی بات کر رہے تھے" ــــ فیلیا نے اس سے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس بڑی خطرناک سیکرٹ سروس ہے۔ باس نے

مجھے خاص طور پر اس سے خبردار کیا تھا۔ اس وقت تو میں نے باس کی باتوں کی پرواہ نہ کی تھی۔ لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اس پس ماندہ ملک کی سیکرٹ سروس ترقی یافتہ ممالک کی سروسز سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔ کرنل مابرٹ کو جس انداز میں اغوا کیا گیا اور جس طرح اُسے تابوت میں ڈال کر ایئرپورٹ پہنچایا گیا اس پر کسی کو ذرہ برابر بھی شک نہ ہو سکتا تھا ——— لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ سیکرٹ سروس نہ صرف اس سے واقف ہو گئی بلکہ انہوں نے عین موقع پر کرنل مابرٹ کو بھی واپس حاصل کر لیا۔ اور اب یقیناً کرنل مابرٹ سیکرٹ سروس کے پاس ہو گا " ——— لانسر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے اب ہمیں براہِ راست سیکرٹ سروس سے ٹکرانا ہو گا " ——— فیلیا نے کہا۔

"ہاں اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میرے پاس سیکرٹ سروس کے متعلق کوئی کلیو موجود نہیں ہے۔ بس لے دے کے ایک ٹائیگر سامنے آیا ہے۔ اب دیکھو شاید اس سے کچھ حاصل ہو سکے " لانسر نے کہا۔

" لانسر ——— میرے خیال میں اس ملک کی آب و ہوا نے تمہارے ذہن پر اثرات ڈالے ہیں " ——— فیلیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا کہنا چاہتی ہو " ——— لانسر نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"تم سپر ایجنٹ ہو۔ تمہارے اندر خاص صلاحیتیں ہیں۔ تم نے بڑا بڑے

ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں جو بظاہر ناممکن نظر آتے ہیں۔ لیکن میں دیکھ رہی ہوں کہ یہاں آکر تمہاری تمام صلاحیتیں کند ہو کر رہ گئی ہیں ——— تم ٹائیگر سے ٹکرائے لیکن اس سے کچھ حاصل کئے بغیر واپس چلے آئے اور اب تم اپنا کام دوسروں کے کندھے پر ڈال کر خاموش بیٹھے ہو۔ اگر باس نے یہاں کی سیکرٹ سروس کے متعلق ایسے ریمارک پاس کئے ہیں جیسے تم بتا رہے ہو تو پھر یقیناً یہ ٹائیگر منگٹ کے بس کا روگ نہیں ——— اور تم نے منگٹ کو اس ٹائیگر کے بارے میں بتا کر حماقت کی ہے ——— مجھے تو احساس ہو رہا ہے کہ بجائے اس کے کہ منگٹ ٹائیگر کو اغوا کرے۔ ٹائیگر اس منگٹ کے ذریعے یہاں تک پہنچ جائے گا " ——— فیلیا نے کہا۔

" اوہ اوہ فیلیا ——— واقعی تم نے درست کہا ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے اوہ نجانے مجھے کیا ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے تو میں نے ایسی بے بسی کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں خود کچھ کرنا چاہیئے۔ ٹھیک ہے۔ اٹھو۔ تم نے لانسر کی انا کو چیلنج کیا ہے ——— تو پھر دیکھو لانسر کس طرح سیکرٹ سروس پر قہر بن کر ٹوٹتا ہے۔ آؤ ہمیں فوراً یہ اڈہ چھوڑ دینا چاہیئے " ——— لانسر نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تقریباً دوڑتا ہوا اندر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں اسلحہ اور کرنسی موجود تھی۔ اس نے کرنسی نوٹوں کی خاصی بھاری تعداد ایک بریف کیس میں منتقل کی ——— کچھ ضروری اسلحہ اٹھایا اور پھر باتھ روم میں جا کر اس نے میک اپ باکس اٹھا کر بریف کیس میں ڈالا اور باہر آ گیا۔

" لیکن کہاں جاؤ گے " ——— فیلیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم دیکھو تو سہی میں کیا کرتا ہوں پہلے میرے پاس کرنسی نہ تھی۔ اس لئے

مجھے منگٹ کا سہارا لینا پڑا۔ اب کسی بھی پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے کوئی کوٹھی اور کار حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور اب میرے ذہن میں ایک اور پروگرام آیا ہے۔ مجھے اب اس علی عمران کو ڈھونڈھنا پڑے گا۔ اگر وہ مجھے نظر آ گیا تو میں کرنل رابرٹ کو تلاش کر لوں گا" ــــــ لانسر نے کہا اور پھر وہ فیلیا کو ساتھ لئے کوٹھی سے باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک ٹیکسی میں بیٹھے شہر کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ لانسر نے سب سے پہلے شہر میں بھاری رقم ایڈوانس جمع کرا کر کرائے کی کار حاصل کی ــــ اور پھر ایک پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے وہ تھوڑی دیر بعد جدید کالونی میں ایک مناسب کوٹھی بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کوٹھی میں ٹیلی فون بھی موجود تھا۔ چنانچہ کوٹھی میں پہنچتے ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر اس نے انکوائری کے نمبر ڈائل کئے۔

"یس انکوائری پلیز" ــــ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"مجھے علی عمران کے فلیٹ کا نمبر چاہیئے۔ وہ یہاں کی مشہور شخصیت ہے" ــــ لانسر نے کہا۔

اور آپریٹر نے فوراً ہی عمران کے فلیٹ والے ٹیلی فون کا نمبر بتا دیا۔ ظاہر ہے عمران شیطان کی طرح مشہور تھا۔

"یہ فون جہاں موجود ہے۔ یعنی فلیٹ کا پتہ وغیرہ بھی تو آپ کے پاس ہو گا۔ میں اس کا دوست ہوں اور مجھے فوراً اس سے ملاقات کرنی ہے لیکن اس کا پتہ مجھ سے گم ہو گیا ہے" ــــ لانسر نے کہا۔

"جی ہاں ــــ وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتے ہیں" دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔ وہ شاید ضرورت سے زیادہ ہی تعاون کرنے کا عادی تھا۔

"شکریہ شکریہ" ــــ لانسر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے کریڈل دبا کر عمران کے نمبر ڈائل کئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں" ــــ دو تین بار گھنٹی بجنے کے بعد کسی کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب سے ملنا ہے۔ میرا نام لارنس ہے۔ میں ان کا دوست ہوں" ــــ لانسر نے جلدی سے کہا۔

"وہ موجود نہیں ہیں" ــــ دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

لانسر چند لمحے رسیور ہاتھ میں پکڑے کھڑا رہا۔ پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ فیلیا ــــ اس فلیٹ کو چیک کر لیں۔ شاید کرنل رابرٹ یہیں ہو۔ ورنہ اس سلیمان سے بھی کچھ معلومات حاصل ہو سکتی ہیں" ــــ لانسر نے کہا اور فیلیا نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھے کنگ روڈ کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ کنگ روڈ پر جانے کے لئے انہیں گولڈن کلب کے سامنے سے ہو کر گزرنا تھا۔ جیسے ہی ان کی کار گولڈن کلب کے قریب پہنچی۔ لانسر بری طرح چونک پڑا ــــ اس نے ایک کار کلب کے مین گیٹ کے سامنے رکتی ہوئی دیکھی اور جب تک اس کی کار گیٹ تک پہنچتی اس نے کار میں سے دو افراد کو باہر نکلتے دیکھا اور لانسر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کار سے اترنے والے

دونوں افراد تیز تیز قدم اٹھاتے کلب میں داخل ہو گئے تھے۔ لانسر نے کچھ آگے جا کر کار روک دی۔

"کیا ہوا۔۔۔ کار کیوں روک دی" ـــــ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی فیلیا نے چونک کر پوچھا۔

"جنہیں ہم تلاش کر رہے ہیں وہ گولڈن کلب میں گئے ہیں۔ میں نے ان دونوں کو پہچان لیا ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ ہے جو جہاز میں بندر کے ساتھ آیا تھا۔ آنسی کا نام علی عمران ہے اور دوسرا ٹائیگر ہے" ـــــ لانسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ اس کا مطلب ہے میرا اندازہ درست تھا وہ منگٹ تک پہنچ گئے ہیں" ـــــ فیلیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں تم نے درست کہا تھا۔ اگر ہم منگٹ کے چکر میں رہتے تو یقیناً یہ لوگ ہمیں کوٹھی میں ہی گھیر لیتے" ـــــ لانسر نے کہا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے" ـــــ فیلیا نے پوچھا۔

"دیکھو یہ کیا کرتے ہیں" ـــــ لانسر نے کہا۔ اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں باہر آتے دکھائی دیئے۔ اور پھر صرف عمران کار میں بیٹھا اور کار موڑ کاٹ کر ان کی طرف آنے لگی۔ جب کہ ٹائیگر پیدل ہی دوسری طرف بڑھ گیا تھا۔

"ہاں بالکل بندر والے کو میں نے پہچان لیا ہے" ـــــ فیلیا نے کہا۔ وہ بھی بیک مرر میں دیکھ رہی تھی۔ لانسر نے کوئی جواب نہ دیا۔ چند لمحوں بعد کار ان کے قریب سے ہو کر آگے بڑھ گئی۔

"فیلیا ـــ وہ ٹائیگر یہیں رک گیا ہے تم اس کی نگرانی کرو۔ میں عمران کے پیچھے جاتا ہوں" ـــــ لانسر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر جیب سے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکال کر فیلیا کی طرف بڑھا دی۔ فیلیا سر ہلاتی ہوئی نیچے اتری اور لانسر نے کار آگے بڑھاتے ہوئے عمران کی کار کے پیچھے ڈال دی۔

دو تین سڑکوں پر مڑنے کے بعد عمران کی کار ایک کیفے کے سامنے رک گئی۔ اور عمران اتر کر کیفے کے اندر داخل ہو گیا۔ لانسر نے بھی کار ایک سائیڈ میں روکی اور پھر وہ اتر کر عمران کے پیچھے کیفے میں داخل ہو گیا جب وہ برآمدے میں پہنچا تو اس نے عمران کو ایک فون بوتھ میں داخل ہوتے دیکھا۔ برآمدے میں چار پبلک فون بوتھ ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے ـــــ لانسر بھی دوسرے فون بوتھ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اور اس نے یوں جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں جیسے سکے تلاش کر رہا ہو۔ عمران اس وقت رسیور اٹھا کر نمبر گھما رہا تھا ـــــ لانسر کی نظریں نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے چند سکے نکالے اور باکس میں ڈال کر رسیور اٹھا لیا۔ اور یونہی دو تین نمبر گھما دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی بجائے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں ـــــ لانسر کے کان عمران کی طرف لگے ہوئے تھے۔ فون بوتھ کی سائیڈوں میں بڑے بڑے گول سوراخ تھے جو ہوا کے لئے بنائے گئے تھے۔ اس لئے آوازیں صاف سنائی دیتی تھیں۔

"ہیلو ـــ عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر فاروقی ـــــ میرا مریض تو خیریت سے ہے" ـــــ عمران کی آواز سنائی دی اور مریض کا نام سن کر لانسر کے کان کھڑے ہو گئے۔

"اچھا ــــ سرداور اُسے لے گئے ہیں۔ لیکن وہ لیبارٹری میں تو اُسے نہیں لے جا سکتے ہیں ــــ عمران کی آواز سنائی دی۔ اور پھر دوسری طرف آواز سننے لگا۔ دوسری طرف سے آنے والی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اب لانسر نے بھی ہیلو کہہ کر خواہ مخواہ کی بات شروع کر دی۔ وہ خواہ مخواہ کی کاروباری گفتگو کر رہا تھا۔ جب عمران بولتا تو وہ خاموش ہو جاتا۔ اور جب عمران سننے لگتا تو وہ بولنے لگتا تھا۔

"ٹھیک ہے میں کرنل رابرٹ سے ابھی مل لیتا ہوں۔ شکریہ"

چند لمحوں بعد عمران نے ندرسے کہا اور رسیور ہک میں لٹکا کر وہ سرسری نگاہوں سے لانسر کو دیکھتا ہوا فون بوتھ سے باہر نکل گیا۔ لانسر اُسی طرح گفتگو میں مصروف رہا ــــ جب عمران برآمدے سے باہر نکل گیا تو لانسر نے بھی رسیور ہک میں ڈال۔ اُسی لمحے باکس سے سکوں کی کھنکھناہٹ سنائی دی چونکہ کال نہ ہوئی تھی اس لئے سکے خود بخود باہر آ گئے تھے۔ لانسر نے جلدی سے سکے اٹھا کر واپس جیب میں ڈالے اور بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ جب وہ اپنی کار تک پہنچا تو اس نے عمران کی کار کو کچھ فاصلے پر جلتے ہوئے دیکھا۔ لانسر نے کار اس کے پیچھے ڈال دی ــــ وہ بڑے ماہرانہ انداز میں تعاقب کر رہا تھا۔ اور پھر جب عمران کی کار ایک قلعہ نما عمارت کے گیٹ میں داخل ہو گئی تو لانسر کار بڑھاتا آگے نکل گیا۔ اس نے ایک مناسب جگہ پر کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ واپس اس قلعہ نما عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

دفعہ منگٹ گولڈن کلب میں موجود نہ تھا۔ اس لئے عمران نے ٹائیگر کو وہیں چھوڑا تا کہ جیسے ہی منگٹ کی واپسی ہو وہ اس سے لانسر کا پتہ ٹھکانا معلوم کر سکے ــــ اور خود وہ واپس اپنے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ موجودہ کیس بڑا ڈھیلا ڈھالا سا تھا۔ لانسر کی اصل حیثیت کا ابھی علم نہ تھا۔ اور بظاہر اس پر کوئی ایسا جرم بھی ثابت نہ ہوتا تھا جو کہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں آتے ــــ اس لئے عمران اس میں بھرپور انداز میں دلچسپی نہ لے رہا تھا بلکہ اس کا خیال تھا کہ جیسے ہی لانسر کا پتہ لگے گا وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو آگے کر دے گا۔ باقی رہا کرنل رابرٹ اور ایٹیک ون تو عمران کو واقعی ایٹیک ون کے بارے میں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ اُسے اتنا تو معلوم تھا کہ ایٹیک ون ایکریمیا میں معمولی مقدار میں دریافت ہوا۔ اور دفاعی لحاظ سے یہ نیا عنصر یا مادہ بے حد اہم ہے ــــ لیکن اس کے بعد ایسا مادہ پھر کہیں دریافت نہ ہو سکا۔ اور ویسے بھی اس مادے سے

دفاعی ہتھیار بنایا اُسے استعمال میں لے آنے کے لئے انتہائی جدید قسم کی یبارٹریوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایسی لیبارٹریاں کم از کم پاکیشیا میں نہ تھیں۔ اور نہ پاکیشیا ایسی لیبارٹریاں قائم کرنے کی پوزیشن میں تھا۔ اس لئے اس نے اس معاملے میں زیادہ دلچسپی نہ لی تھی ——— فلیٹ جاتے ہوئے عمران کو اچانک خیال آیا کہ وہ ہسپتال سے معلوم تو کرے کہ سردادر کی ملاقات کرنل رابرٹ کے ساتھ ہوئی یا نہیں۔ اور اگر ہوئی ہے تو کیا وہ کوئی پیغام تو نہیں چھوڑ گئے ——— چنانچہ اس نے کار ایک کیفے کے سامنے روکی اور پھر اس کے برآمدے میں موجود فون بوتھ میں سے ایک فون بوتھ میں گھس گیا۔ اس نے ہسپتال کے نمبر ڈائل کئے تو اُسے بتایا گیا کہ سردادر کرنل رابرٹ کو ہسپتال سے فارغ کرا کر لے گئے ہیں اور عمران کے لئے پیغام چھوڑ گئے ہیں۔ کہ وہ فوراً رانا ہاؤس میں ان سے ملے ——— کرنل رابرٹ کو سردادر نے رانا ہاؤس پہنچا دیا ہے۔ سردادر چونکہ رانا ہاؤس کے متعلق اچھی طرح جانتے تھے۔ اور پھر رانا ہاؤس میں موجود جوزف اور جوانا بھی سردادر سے واقف تھے۔ اس لئے سردادر نے رانا ہاؤس کا انتخاب کیا ہو گا ——— چنانچہ عمران نے فون کرنے کے بعد فلیٹ پر جانے کی بجائے براہِ راست رانا ہاؤس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ سردادر سے بات چیت کر کے کرنل رابرٹ کے سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ کیا جا سکے۔

"آؤ عمران ——— مجھے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے تمہارا انتظار کرتے"۔ رانا ہاؤس پہنچتے ہی سردادر نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ کرنل رابرٹ کے ساتھ ہی وہاں موجود تھے۔ کیپٹن بندر بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اور عمران نے دیکھا کہ جوزف اور کیپٹن بندر باقاعدہ چیخ چیخ کرتے ہوئے ایک دوسرے

سے باتوں میں مصروف تھے۔ جوزف کے چہرے اور آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے وہ ایک بار پھر جنگل کی زندگی میں لوٹ گیا ہو۔

"میرا انتظار ——— وہ کیوں ——— یہاں مترجم کے طور پر جوزف تو موجود تھا۔ آپ دیکھ نہیں رہے کہ وہ معزز مہمان کے ساتھ کس بے تکلفی سے گفتگو کر رہا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اسی لئے میں حفاظت کے خیال سے کرنل رابرٹ کو یہاں لے آیا ہوں۔ سنو۔ کرنل رابرٹ نے اتفاق سے ناراک لینڈ کے جنگل میں ایکس دن کو دریافت کر لیا ہے۔ اور پھر جب انہوں نے ایکس دن کے بارے میں پڑھا تو یہ خفیہ طور پر ناراک لینڈ گئے ——— اور انہوں نے وہاں سے اس مادے کو سمیٹ لیا۔ اور اُسے یہاں پاکیشیا میں لا کر ایک جگہ چھپا دیا۔ ان کا خیال تھا کہ یہ اپنی وصیت میں اس کا ذکر کر جائیں گے تاکہ مرنے کے بعد بھی ان کا نام قائم رہے۔ لیکن شاید حکومت ناراک لینڈ کو اس کا علم ہو گیا ——— چنانچہ اس نے اپنا ایک ایجنٹ بھیج کر انہیں اغوا کرانے کی کوشش کی لیکن تمہاری وجہ سے یہ اغوا ہونے سے بچ گئے۔ اب یہ ایکس دن کرنل رابرٹ باقاعدہ طور پر حکومت پاکیشیا کے حوالے کرنا چاہتے ہیں ——— یہ پاکیشیا کے لئے انتہائی قیمتی چیز ہے۔ چنانچہ میں نے دہیں ہسپتال سے ہی صدر مملکت اور سر سلطان سے بات کی تو انہوں نے فوری طور پر اس مادے کو حکومتی تحویل میں لینے کی خواہش ظاہر کی اور کرنل رابرٹ کی خواہش کے مطابق ان کی بیوی کے نام ایک شاندار ٹرسٹ قائم کرنے کا فیصلہ بھی کر لیا گیا ہے" ——— سردادر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ دینے والا جب تیار ہے اور لینے والا بھی لینا چاہتا ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور البتہ آپ کو کیش ملے گا۔ اس میں سے کچھ مجھے بھی مل دیجئے گا۔ میرے باورچی خانے کا خرچہ ......"
عمران نے اپنی ہی ہانکتے ہوئے کہا۔

"بس بس مذاق مت کرو۔ یوں بات سن لو۔ کرنل رابرٹ نے یہ مادہ ایک خاص قسم کے ڈبے میں بند کر کے اسے پاکیشیا کے شمالی جنگل میزوں میں چھپایا ہوا ہے ــــ اور مزید رازداری کی غرض سے یہ کام کرنل رابرٹ نے اپنے بندر کپتان سے لیا ہے۔ تاکہ اگر کسی بھی وقت ان سے زبردستی یہ مادہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو زبردستی کرنے والا ناکام ہو جائے ــــ سر داور نے کہا۔

"لیکن اگر کرنل رابرٹ سے پہلے کپتان صاحب کپتانی سے ریٹائر ہو جاتے تب" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے بھی کرنل نے سوچا کہ اول تو ایسا اتفاق ممکن نہیں۔ کیونکہ اس نسل کے بندر اس قدر ذہین اور ہوشیار ہوتے ہیں کہ آسانی سے مار نہیں کھاتے۔ جب کہ ان کی طبعی عمر خاصی طویل ہوتی ہے اس کے باوجود انہوں نے اس جگہ کے متعلق بندر سے پوچھ کر ماجرم کیپسول میں اس کی نشانی بند کر کے کیپسول بندر کے معدے میں پہنچا دیا ہے۔ تم جانتے ہو کہ ماجرم کیپسول سو سال بھی اگر کسی انسان یا جانور کے معدے میں رہے تو ضائع نہیں ہوتا اور نہ نکالا جا سکتا ہے ــــ چنانچہ بندر کی موت کی صورت میں اس کا پیٹ چاک کر کے اس کے معدے سے یہ کیپسول حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کرنل رابرٹ نے اس کی تفصیل بھی اپنے وصیت نامے

میں درج کر دی تھی ــــ سر داور نے کہا۔

"تو اب کیا مسئلہ ہے۔ کرنل رابرٹ بھی ماشاء اللہ حیات ہیں اور کپتان صاحب بھی۔ آخر پریشانی کیا ہے" ــــ عمران نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"پریشانی ہے۔ اس لئے تو تمہارا انتظار کیا جا رہا ہے۔ پریشانی یہ ہے کہ جب وہ نسر پہلی بار کرنل رابرٹ سے ملا تو کرنل رابرٹ کی چھٹی حس نے انہیں خطرے کا احساس دلایا۔ اس پر انہوں نے بندر کو بھیجا کہ وہ جا کر چیک کرے کہ کیا وہ ڈبہ صحیح سلامت اپنی جگہ پر موجود ہے ــــ جب کرنل رابرٹ پر حملہ ہوا تو بندر کوٹھی میں موجود نہ تھا۔ وہ شاید اس وقت پہنچا جب لانسر اور اس کے ساتھی کرنل رابرٹ کو اغوا کر کے لے جا رہے تھے۔ بہرحال ہوش آنے پر کرنل رابرٹ نے بندر سے پوچھا تو بندر نے بتایا کہ وہ ڈبہ اپنی سابقہ جگہ پر موجود نہیں ہے۔ اسے وہاں سے نکال لیا گیا ہے" ــــ سر داور نے کہا۔

"چلو قصہ ختم ہوا۔ نہ رہا ڈبہ نہ بجے گی ڈبیا۔ میرا مطلب ہے نہ رہا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ بلکہ اب میرا خیال ہے شہنائی کا بندوبست کرنا پڑے گا۔ کیونکہ شہنائی کو فراقیہ ساز سمجھا جاتا ہے" ــــ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــ یہ مادہ ہمارے لئے انتہائی اہم ہے۔ میں نے یہ ساری بات صدر مملکت کے ساتھ تفصیل سے کی ہے۔ صدر مملکت نے فوری طور پر ایکسٹو کی تلاش کا حکم دے دیا ہے۔ اور شاید تمہیں معلوم نہیں کہ سر سلطان نے اس کی حامی بھر لی ہے" ــــ سر داور نے اشارے سے بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ کرنل رابرٹ کے سامنے ایکسٹو کا نام نہ

لینا چاہتے تھے۔

"جناب پہلے تو مجھے یہ سمجھائیں کہ ہم اس مادے کا کیا کریں گے۔ ہمارے پاس ایسی لیبارٹریاں ہیں جہاں اسے استعمال کیا جا سکے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم اس بات کو چھوڑو۔ تمہیں شاید علم نہیں کہ بین الاقوامی طور پر اس مادے کی دریافت کے بعد مجھے بھی اس پر تحقیق کے لئے کہا گیا تھا اور میں نے اپنی تحقیق ایکسٹو کے زاویے سے کی تھی۔۔۔ باقی سائنسدانوں نے تو اس سے دفاعی کام لینے کے بارے میں سوچا تھا جب کہ میں نے اس سے تعمیری کام لینے کے سلسلے میں تحقیق کی۔۔۔ اور چونکہ یہ مادہ مزید نہ مل سکا تھا اس لئے ساری بات ہی ختم ہو گئی۔ میری تحقیق کے مطابق اس مادے کی معمولی سی مقدار سے اس قدر توانائی حاصل کی جا سکتی ہے کہ ہم اپنے ملک کے تمام کارخانے۔ موٹریں۔ ٹیوب ویل اور تمام مشینری کو ایک ہزار سال تک آسانی سے چلا سکتے ہیں۔۔۔ یوں سمجھو کہ اس مادے کے حاصل کرنے کے بعد ہمیں بجلی پیدا کرنے کے لئے بڑے بڑے پراجیکٹ۔ ڈیم۔ پیٹرول اور تیل حاصل کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ اس مادے کی معمولی سی مقدار میں ہزاروں سورجوں سے بھی زیادہ توانائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور اس کے لئے کسی لمبی چوڑی لیبارٹری کی ضرورت نہیں۔۔۔ جس لیبارٹری کا میں انچارج ہوں وہاں یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اب تم خود سوچو کہ اگر ایٹیک ڈن ہمیں مل جاتا ہے تو ہمارا ملک معاشی۔ سائنسی۔ صنعتی طور پر کس قدر خوشحال اور ترقی یافتہ ہو سکتا ہے۔ میرے پاس اس کی مکمل تحقیق موجود ہے۔ اگر مجھے یہ مادہ آج مل جائے تو میں چھ ماہ کے اندر ملک کی کایا پلٹ سکتا ہوں"

سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ پھر تو واقعی یہ ہمارے لئے انتہائی قیمتی ہے۔ اور اب تو اسے ڈھونڈھنا ہی پڑے گا"۔۔۔ عمران نے پہلی بار بھرپور انداز میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔۔۔ کرنل رابرٹ اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ بس اس شیطان کے آمادہ ہونے کی ضرورت تھی۔ اب یقین رکھو کہ یہ پاتال میں سے بھی اس عنصر کو ڈھونڈھ نکالے گا"۔۔۔ سرداور نے عمران کے آمادہ ہوتے ہی انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کرنل رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا جو اب تک بالکل خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"سرداور مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ وہاں ایٹیک ڈن موجود نہیں ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ کپتان غلط نہیں کہتا۔ جب سے مجھے علم ہوا ہے یقین مانو میرا خون خشک ہو گیا ہے"۔۔۔ کرنل رابرٹ نے دل گرفتہ لہجے میں کہا۔

"پہلے تو آپ مجھے یہ بتائیے کہ ایٹیک ڈن والا ڈبہ رکھا کہاں گیا تھا۔ اور دوسری بات سوچنے کی یہ ہے کہ آخر وہاں سے یہ ڈبہ کس نے نکالا ہو گا۔ کہیں کپتان وہ جگہ تو نہیں بھول گیا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کپتان کبھی نہیں بھول سکتا۔ میں بتاتا ہوں۔ کپتان نے یہ ڈبہ میزو جنگل کے درمیان میں واقع جھیل کی تہہ میں ایک چٹان کے قدرتی سوراخ کے اندر چھپایا تھا۔ وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے تو مجھے حیرت ہے کہ آخر وہ ڈبہ گیا کہاں"۔۔۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"لیکن بندہ کس طرح جھیل کے اندر اترا۔ بندہ تو پانی سے گھبراتے ہیں"۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کپتان ماہر غوطہ خور ہے۔ بس اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ ڈبہ جھیل کی تہہ میں ہے۔ لیکن اس قدرتی جھیل کی تہہ میں بے شمار چٹانیں ہیں۔ اور ڈبہ کس چٹان میں ہے۔ اس کا علم صرف کپتان کو ہے یا اس کے معدے میں موجود کیپسول کے اندر یہ راز بند ہے"۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"اس ڈبے کی ساخت کیسی ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"یہ ڈبہ چار فٹ مربع کا ہے اور خصوصی قسم کی دھات کا بنا ہوا ہے۔ جس میں کسی صورت پانی داخل نہیں ہو سکتا۔ اس میں وہ تمام مٹی موجود ہے جس میں اٹیک دن شامل ہے"۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں۔ غوطہ خوری کر کے آسانی سے ڈبہ ڈھونڈھا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں۔۔۔ ڈبہ وہاں موجود نہیں ہے۔ میں نے کپتان سے پوری تفصیل معلوم کی ہے۔ کپتان نے ایک ایک چٹان چھان ماری ہے۔ مگر ڈبہ نہیں ملا"۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"تو پھر آپ کا کیا خیال ہے۔ جھیل کی تہہ میں واقع چٹان سے یہ ڈبہ کون لے جا سکتا ہے اور اگر یہ ڈبہ وہاں سے نکالا جا چکا ہوتا تو پھر ناراک بینڈ کے ایجنٹوں کو آپ کے پیچھے بھاگنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور جہاں تک میرا آئیڈیا ہے انہیں ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ اٹیک سون ناراک بینڈ سے لے چکے ہیں ورنہ آپ کو وہ اغوا کر کے لے جانے کی بجائے آپ پر یہیں تشدد کر کے یہ راز حاصل کرنے کی کوشش کرتے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

اسی لمحے یکلخت کسی کی چیخ سنائی دی۔ اور اس کے بعد ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی بھاری شے نیچے گری ہو۔ یہ آوازیں پچھلے ملحقہ کمرے سے آ رہی

تھیں۔ عمران کرسی پر سے اچھلا اور پھر بے تحاشا دوڑتا ہوا پچھلے کمرے کی طرف بھاگا۔

لانسر نے عمارت کا راؤنڈ لگایا۔ اور پھر عمارت کی عقبی طرف ایک ایسی جگہ اسے نظر آ گئی جہاں سے وہ عمارت کے اندر داخل ہو سکتا تھا۔ گو عمارت قلعہ نما تھی اور اس کی اونچی دیواریں آسمان تک چلی گئی تھیں۔۔۔ پھر دیواروں کے اوپر بجلی کی تاریں لگائی گئی تھیں۔ لیکن لانسر سپر ایجنٹ تھا۔ اس کی تیز نظروں نے ایک راستہ ڈھونڈھ ہی لیا تھا۔ اور یہ راستہ ملحقہ عمارت سے جاتا تھا۔۔۔ ملحقہ عمارت کی چھت اور قلعہ نما عمارت کی چھتوں کے درمیان سات فٹ کا فاصلہ تھا۔ اور ظاہر ہے کوئی آدمی بھی سات فٹ لمبی چھلانگ نہ لگا سکتا تھا۔ اور اگر لگا تا بھی تو اس سے چھت پر اتنا زوردار دھماکا ہوتا کہ یقیناً عمارت میں موجود ہر شخص چونک پڑتا۔۔۔ لیکن لانسر نے اس سات فٹ طویل فاصلے کو طے کرنے کا آسان حل تلاش کر لیا تھا ملحقہ

عمارت کی چار دیواری چھوٹی سی تھی۔ اس لئے لانسر اُسے آسانی سے کراس کر گیا۔ اور پھر پائیں باغ سے ہوتا ہوا وہ عمارت کی پچھلی طرف موجود پانی کے موٹے موٹے پائپوں کے ذریعے چند لمحوں میں چھت پر پہنچ گیا ——— چھت کے کنارے پر پہنچ کر وہ کنارے سے نیچے بنے ہوئے ایک کھڑکی کے شیڈ پر اتر گیا۔ اس طرح کا شیڈ قلعہ نما عمارت کی ہر کھڑکی پر بنا ہوا تھا۔ لیکن ان شیڈوں کی وجہ سے فاصلہ صرف ڈیڑھ فٹ کے قریب کم ہوا تھا۔ لانسر نے شیڈ کو دونوں ہاتھوں سے تھاما اور نیچے لٹک گیا ——— اس کے بعد اس نے اپنے جسم کو جھولے کے سے انداز میں زور سے جھلایا اور دوسرے لمحے وہ ہوا میں ہی قلابازی کھاتا ہوا درمیانی دیوار کے اوپر سے گزر کر قلعہ نما عمارت کے شیڈ تک پہنچ گیا ——— قلابازی کھانے کی وجہ سے اس کا جسم فضا میں اچھل کر جب نیچے کی طرف آیا تو وہ درمیانی فاصلہ طے کر چکا تھا۔ اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ قلعہ نما عمارت کی کھڑکی کے شیڈ پر جم گئے ——— اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے اس کا جسم شیڈ کے اوپر پہنچ گیا۔ اس کے بعد عمارت کی چھت پر پہنچنے میں اُسے دیر نہ لگی۔ یہ واقعی حیرت انگیز مہارت تھی لیکن لانسر کی تربیت بھی ایسی تھی کہ اس قسم کی چھلانگیں اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھیں ——— چھت پر پہنچتے ہی وہ انتہائی احتیاط سے جھکے جھکے انداز میں چلتا ہوا سیڑھیوں تک پہنچا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ درمیانی منزل میں آ گیا۔ ایک راہداری میں بنے کمروں کے روشندان تھے جب وہ ایک روشندان تک پہنچا۔ تو اس کے کانوں میں انسانی باتوں کی ہلکی سی آواز سنائی دی ——— اس نے ذرا سا روشندان کھولا تو اُسے ایک

کمرہ دکھائی دیا۔ جس میں سامان پڑا ہوا تھا۔ کمرے کے سامنے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور باتوں کی آوازیں وہیں سے آ رہی تھیں۔ کچھ افراد شاید اس دروازے کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے ——— گو آوازیں ہلکی تھیں۔ لیکن اس قدر ضرور تھیں کہ الفاظ سمجھ میں آ جاتے تھے۔ اُسی لمحے اس کے کانوں میں کرنل رابرٹ کی آواز پڑی اور وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کرنل رابرٹ کی آواز سن کر اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا ——— وہ کرنل رابرٹ کے ٹھکانے تک پہنچ گیا تھا۔ لیکن کرنل رابرٹ کی بات جیسے ہی اس کے ذہن میں اتری اس کا پورا جسم یکلخت تن گیا۔ کرنل رابرٹ اٹیک ون کی ہی بات کر رہا تھا ——— دوسرے لمحے ایک اور آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ آواز علی عمران کی ہے وہ اس آواز کو بھی بخوبی پہچانتا تھا۔ وہ کرنل رابرٹ سے پوچھ رہا تھا کہ اٹیک ون والا ڈبہ کہاں رکھا گیا تھا اور پھر گفتگو سننے کے بعد اس پر ایک نیا انکشاف ہوا کہ کرنل رابرٹ نا ماک لینڈ سے اٹیک ون پہلے ہی حاصل کر کے یہاں لے آیا تھا ——— اور یہ مادہ اس نے کسی مخصوص دھات کے ڈبے میں رکھ کر ڈبہ میزو جنگل کی درمیانی جھیل کی تہہ میں بنصد کی مدد سے چھپایا ہے۔ لیکن اب یہ ڈبہ وہاں موجود نہیں ہے ——— ابھی وہ بات چیت سن ہی رہا تھا کہ ایک دیو ہیکل حبشی کمرے میں داخل ہوا۔ لانسر چونکہ اپنا پورا دھیان لگائے گفتگو سننے میں محو تھا۔ اس لئے وہ فوری طور پر نہ ہٹ سکا اور اس نے حبشی کو انتہائی پھرتی سے سائیڈوں میں لٹکے ہوئے ہولسٹروں میں سے ریوالور کھینچتے دیکھا ——— لیکن لانسر کا ہاتھ بھی لاشعوری طور پر حرکت میں آیا۔ اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا اور جب تک وہ حبشی ریوالور باہر نکالتا۔

لانسر ٹریگر دبا چکا تھا۔ دوسرے لمحے حبشی کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ دھڑام سے نیچے فرش پر گرا۔ لانسر فائر کرتے ہی کسی سانپ کی طرح پلٹا۔ اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا وہ سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر آیا۔۔۔۔ اور اس کے بعد وہ ایک لمحے کے لئے کھڑکی کے شیڈ پر نظر آیا دوسرے لمحے ایک بار پھر اس کا جسم قلابازی کھا کر ہوا میں تیرتا ہوا ملحقہ عمارت کی کھڑکی کے شیڈ تک پہنچ چکا تھا۔۔۔۔ وہاں سے وہ چھت پر پہنچا اور پھر انہی پائپوں کے ذریعے نیچے اتر کر وہ پچھلی دیوار تک اس تیز رفتاری سے بھاگتا گیا جس طرح وہ جنگلی خرگوش بھاگتا ہے جس کے پیچھے شکاری کتے لگے ہوئے ہوں۔۔۔۔ دیوار کے قریب پہنچتے ہی اس نے زوردار جمپ لگایا۔ اور پھر ہوا میں اڑتا ہوا وہ چھوٹی دیوار کراس کر کے پچھلی گلی میں پہنچ گیا۔ اسی لمحے اس نے قلعہ نما عمارت کی چھت پر کسی آدمی کا سایہ محسوس کیا۔ لیکن وہ رکے بغیر دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔۔ لیکن اس بار وہ گلی مڑ کر سڑک کی طرف جانے کی بجائے کوٹھیوں کے عقب میں ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر جب وہ گھوم کر سڑک پر پہنچا تو وہ اس قلعہ نما عمارت سے کافی دور چوک پر پہنچ چکا تھا۔۔۔۔ اس کی کار دوسری سمت میں تھی۔ جب کہ وہ الٹی سمت میں بھاگا تھا۔ لیکن اس نے کار کی پرواہ نہ کی اور چوک پر سے ہی اُسے ایک ٹیکسی نظر آ گئی جس میں سے ایک مسافر اتر کر کرایہ دے رہا تھا وہ سیدھا ٹیکسی کی طرف بڑھا اور پھر ڈرائیور سے پوچھے بغیر اس نے دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر بیٹھ گیا۔

"جناب یہ ٹیکسی۔۔۔۔۔" ۔۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مڑ کر قدرے سخت لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

"ڈبل کرایہ دوں گا۔ مجھے جلدی ہے" ۔۔۔۔ لانسر نے جلدی سے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔

اور ڈبل کرایے کا سن کر ٹیکسی ڈرائیور کے چہرے پر ابھرنے والی سختی دھوئیں کی طرح اڑ گئی۔ اس نے تیزی سے گیئر لگایا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"کدھر جانا ہے جناب" ۔۔۔۔ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"نادرہ اسکوائر" ۔۔۔۔ لانسر نے جان بوجھ کر ایک دوسرے دراز مقام کا پتہ دیا اور ٹیکسی ڈرائیور کے چہرے پر مسرت ابھر آئی۔ دوسرے لمحے ٹیکسی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔

لیکن ابھی ڈرائیور نے دو تین سڑکیں ہی کراس کی ہوں گی کہ لانسر نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اُسے رکنے کا اشارہ کیا۔

"تم نادرہ اسکوائر تک کا کرایہ کاٹ لو اور مجھے یہیں اتار دو۔ مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے" ۔۔۔۔ لانسر نے نرم لہجے میں کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی ایک سائیڈ پر روک دی۔ لانسر نے اُسے نوٹ دیا تو اس نے خاصی بڑی رقم کاٹ کر باقی لانسر کے حوالے کر دی۔

"جناب میں نے سنگل کرایہ کاٹا ہے" ۔۔۔۔ ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ۔۔۔۔ لانسر نے باقی رقم لے کر بے نیازی سے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ وہ اس وقت تک وہیں کھڑا رہا۔ جب تک ٹیکسی آگے بڑھ کر ایک چوک پر سے مڑ کر

اس کی نظروں سے غائب نہ ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے سڑک کراس کی۔ اور دوسری طرف آ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک خالی ٹیکسی اس کے قریب آ کر رک گئی ــــ غیر ملکی ہونے کی وجہ سے ٹیکسی ڈرائیور اُسے اچھا شکار سمجھ رہے تھے۔ لانسر نے ٹیکسی میں بیٹھ کر قلعہ نما عمارت کے سامنے واقع سینما ہاؤس کا نام بتایا۔ یہ نام وہ پہلے ہی یاد کر چکا تھا۔ اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سینما کے سامنے اتر چکا تھا ــــ کرایہ دے کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو یہی تاثر دیا کہ وہ سینما کے اندر جا رہا ہے۔ لیکن سینما کے برآمدے میں داخل ہو کر چند لمحوں تک اس نے وہاں لگے ہوئے پبلسٹی اشتہارات دیکھے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر آ گیا ــــ اس کے بعد وہ پیدل ہی چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

قلعہ نما عمارت کا پھاٹک بند تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار تک پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے کار واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھا دی۔ وہ ایک قیمتی مواد حاصل کر چکا تھا ــــ ایسا راز جس نے ساری صورت حال ہی بدل دی تھی۔ اب کرنل رابرٹ کو اغوا کر کے لے جانے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ اب وہ ڈبہ حاصل کرنا تھا جس میں ایک دن تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ فیلیا وہاں اس کی منتظر تھی۔

"کیا ہوا فیلیا تم واپس آ گئیں ــــ کیا رپورٹ ہے" ــــ لانسر نے اس سے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا۔ وہ ٹائیگر سامنے ایک کیفے میں بیٹھا رہا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چل دیا۔ میں نے بھی ایک ٹیکسی میں

اس کا تعاقب کیا۔ لیکن وہ ہوٹل مونگا پہنچ کر اوپر کمرے میں چلا گیا۔ چونکہ تم نے مجھے پہلے بتا دیا تھا کہ وہ وہاں رہائش پذیر ہے۔ اس لئے میں واپس چلی آئی" ــــ فیلیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ ویسے بھی اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ساری صورت حال نہ صرف واضح ہو گئی ہے بلکہ بدل بھی گئی ہے" ــــ لانسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ــــ میں سمجھی نہیں" ــــ فیلیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اور لانسر نے اُسے قلعہ نما عمارت میں داخل ہونے اور وہاں کی ملنے والی گفتگو بتا دی۔ لیکن اس نے ایک دن کی بجائے ڈبہ میں نارا کلینڈ کا ایک خفیہ راز کے الفاظ ہی استعمال کئے۔ کیونکہ باس کے حکم کے مطابق وہ فیلیا کو اصل بات نہ بتانا چاہتا تھا۔

"اوہ ــــ لیکن کرنل رابرٹ تو کہہ رہا ہے کہ راز والا ڈبہ وہاں موجود ہی نہیں ہے پھر ......" ــــ فیلیا نے کہا۔

"وہ یقیناً وہیں ہو گا۔ بندر بھول بھی سکتا ہے۔ آخر بندر ہے چاہے کتنا ہی عقلمند کیوں نہ ہو" ــــ لانسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب وہ لوگ بھی اسے تلاش کریں گے۔ اور ہم بھی۔ یہ دونوں کام اکٹھے کیسے ہو سکیں گے" ــــ فیلیا نے کہا۔

"ہمیں تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم صرف ان کی نگرانی کریں گے۔ پھر جیسے ہی وہ ڈبہ کو تلاش کریں گے ہم بھوکے بھیڑیوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑیں گے" ــــ لانسر نے منہ بنا کر ہنستے ہوئے کہا۔ اور فیلیا نے بھی سر ہلا دیا۔

عمران ﷺ جب کمرے میں داخل ہوا تو اُسی لمحے کپتان بند دروازے سے چیخ چیخ کرتا اور پھر سیڑھیوں کی طرف لپکتا نظر آیا۔
"کپتان کپتان ۔۔۔۔" کرنل رابرٹ نے چیخ کر کہا۔ اور کپتان سیڑھیاں چڑھتے یک لخت رک گیا۔ عمران نے دیکھا کہ جوزف فرش سے اٹھ رہا تھا۔ گولی اس کے کاندھے پر لگی تھی۔ وہ فوراً ہی پلٹا۔ گولی کی پوزیشن دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ گولی اوپر روشندان سے چلائی گئی ہے۔۔۔ اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر چھت پر پہنچا۔ اُسی لمحے اس نے ایک سایہ کو ملحقہ عمارت کی پچھلی دیوار کود کر گلی میں غائب ہوتے دیکھا۔۔۔ وہ چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ اور پھر واپس پلٹ آیا۔ گو اس نے سایے کو صرف ایک نظر دیکھا تھا لیکن اس کے جسم پر موجود لباس کو دیکھ کر وہ چونک پڑا تھا۔ یہ لباس اُسے کچھ مانوس سا لگ رہا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے یہ لباس اُس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے دیکھا ہو۔ کشمشی رنگ

میں براؤن نقش دھاری والا کوٹ اُس کے تحت الشعور میں تو موجود تھا۔ لیکن شعور میں نہ آرہا تھا۔ سیڑھیاں اتر کر جب وہ نیچے پہنچا تو اس نے جوانا کو جوزف کی بینڈ ایج کرتے دیکھا۔۔۔ اور اُسی لمحے اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ اس لباس کو اس نے کیفے کے برآمدے میں پبلک فون بوتھ سے ہسپتال فون کرتے وقت ساتھ والے فون بوتھ میں دیکھا تھا۔
"کون تھا۔۔۔" سر داور نے پوچھا۔
"میری حماقت کا شاہکار۔ اب تک تو میں نے اس میں زیادہ دلچسپی نہیں لی تھی۔ لیکن اب جوزف پر فائر کر کے اس نے اپنی موت کے پروانے پر خود دستخط کر دیئے ہیں۔۔۔ جوزف پر ہاتھ اٹھانے والا زندہ نہیں رہ سکتا۔۔۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر یک لخت چٹانوں کی سی سختی ابھر آئی تھی۔
"کیا آپ نے اُسے پہچان لیا ہے۔۔۔" کرنل رابرٹ نے پوچھا۔
"ہاں ۔۔۔ وہ لانسر تھا۔ ناراک لینڈ کا ایجنٹ۔۔۔" عمران نے کہا۔
اور کرنل رابرٹ لانسر کا نام سنتے ہی یک لخت اچھل کر بیٹھ گیا۔
"اوہ۔۔۔ تو وہ یہاں تک پہنچ گیا۔۔۔" کرنل رابرٹ نے کہا۔
"گھبرائیں نہیں۔۔۔ بعض اوقات آدمی واقعی کسی چیز کو نظر انداز کر کے اپنے ساتھ زیادتی کرتا ہے۔ جوانا آئندہ رانا ہاؤس کا حفاظتی سسٹم آن رکھنا۔۔۔" عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔
"ٹھیک ہے سر داور ۔۔۔ میں اس ڈبے کو تلاش کرتا ہوں۔ آپ کو رپورٹ مل جائے گی۔ اور کرنل رابرٹ اس وقت تک یہیں رہیں گے یہاں یہ ہر صورت میں محفوظ رہیں گے۔۔۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"او۔کے۔۔۔۔اب میں چلتا ہوں" ۔۔۔۔ سمرداور نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ میں اپنی رہائش گاہ پر منتقل ہو جاؤں" کرنل رابرٹ نے کہا۔

"ابھی نہیں کرنل ۔۔۔۔ جب تک یہ ایجنٹ ختم نہ ہو جائے یا جب تک اٹیک دن نہ مل جائے آپ کا یہاں رہنا ضروری ہے" سمرداور نے کہا۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے۔ اب لانسر کرنل رابرٹ کے پیچھے نہیں آئے گا۔ اس نے یقیناً ہماری گفتگو سن لی ہو گی۔ اس لئے اب وہ بھی یقیناً اس ڈبے کو تلاش کرنے میں دلچسپی لے گا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پھر بھی اگر کرنل رابرٹ یہاں رہیں تو کیا حرج ہے۔ ہو سکتا ہے ناکامی کی صورت میں وہ کرنل پر انتقامی وار کریں" ۔۔۔۔ سمرداور نے کہا۔

"ٹھیک ہے یہ یہیں رہیں گے ۔۔۔۔ اور کرنل رابرٹ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ اب یہاں اجازت کے بغیر چڑیا بھی نہیں پھڑک سکے گی" عمران نے کہا اور کرنل رابرٹ نے سر ہلا دیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اب پہلے فوری طور پر اس ڈبے کی تلاش کی جائے اس کے بعد لانسر سے بھی نپٹ لیا جائے گا۔ کرنل اگر آپ اجازت دیں تو میں کیپٹن کو ساتھ لے جاؤں۔ میں یہ کام فوری طور پر کرنا چاہتا ہوں" عمران نے کہا۔

"بالکل بالکل" ۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔ اور اس نے کیپٹن بنمد کو

حکم دیا کہ وہ عمران کے ساتھ جائے اور اس کے حکم کی ایسے تعمیل کرے جیسے وہ کرنل رابرٹ کی کرتا ہے۔ بنمد نے چیخ چیخ کر سر ہلا دیا۔

سمرداور کو گیٹ پر چھوڑ کر عمران واپس پلٹا اور پھر اس نے سائیڈ کے کمرے میں جا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر ۔۔۔۔ سیکرٹ سروس کے سارے ممبران کو میز دجنگل کے اندر واقع جھیل پر بھیج دو۔ میں خود بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔ صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہنا کہ وہ غوطہ خوری کا مکمل سامان اپنے ہمراہ لے جائیں۔ اور باقی تمام ممبران کو پوری طرح مسلح ہونا چاہیئے۔ میرے لئے بھی غوطہ خوری کا سیٹ وہ ساتھ لے جائیں" ۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ کوئی نیا چکر چل پڑا ہے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔ اسے صرف تابوت تک کا ہی علم تھا۔ اس سے زیادہ کا علم ہی نہ تھا۔

عمران نے اسے مختلف طور پر سارے واقعات بتا دیئے۔ تاکہ وہ ممبروں کو مناسب ہدایات دے سکے۔

"اوہ ۔۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے سر سلطان کا بھی فون آیا تھا۔ انہوں نے آپ کے نام پیغام دیا ہے کہ آپ اس کیس میں بھرپور دلچسپی لیں۔ یہ ملک و قوم کے لئے انتہائی فائدہ مند رہے گا" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"پہلے مسئلہ صرف دفاعی ہتھیار تک تھا۔ اس لئے میں اس میں دلچسپی نہ لے رہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ کیس سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ریفر کر دوں گا۔ ——— لیکن اب سرداور سے تفصیلات معلوم ہونے کے بعد اب اس مادے کی تلاش ضروری ہو گئی ہے اور پھر لانسر نے جوزف پر فائر کر کے مجھے اس میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ممبران کو کہہ دیتا ہوں۔ آپ کتنی دیر میں جھیل پر پہنچ جائیں گے" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں آدھے گھنٹے تک پہنچ جاؤں گا۔ ہو سکتا ہے لانسر بھی اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچے کیونکہ میرا آئیڈیا ہے کہ وہ ہماری گفتگو سننے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ممبران پوری طرح مسلح ہوں" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ممبران پہنچ جائیں گے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔ اور عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے ٹائیگر کو بھی فون کر کے جھیل پہنچنے کے لئے کہہ دیا۔

لانسر اب اپنے ذہن میں پاکیشیا میں نادرن لینڈ کے حمائتی افراد کی فہرست کو دوبارہ کھنگال رہا تھا۔ مارکر اور ڈنوومنگٹ کو تو وہ استعمال کر چکا تھا ——— لیکن اب وہ کسی ایسے گروپ سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا کہ جس کے پاس لڑنے مرنے والے افراد ہوں۔ جب کوئی نام اسے سمجھ میں نہ آیا تو وہ الجھ سا گیا۔ پھر اس نے اس سلسلے میں سفارتخانے سے مدد حاصل کرنے کے متعلق سوچا ——— اس نے رسیور اٹھا کر سفارتخانے کے نمبر ڈائل کئے۔ چند لمحوں بعد اس کا رابطہ سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری مارشل سے ہو گیا۔

"لانسر بول رہا ہوں" ——— لانسر نے کہا۔

"اوہ یس سر ——— ہم آپ کے سلسلے میں پریشان تھے۔ زیڈ تھری کی کال بھی کئی بار آ چکی ہے۔ وہ بھی آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ آپ نے ان سے ایک بار بھی رابطہ قائم نہیں کیا۔ ویسے تابوت کی واپسی تک

ہم نے صورت حال انہیں بتا دی تھی "۔۔۔۔ مارشل نے فوراً ہی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس لانگ رینج ٹرانسمیٹر نہیں تھا۔ اس لئے میں باس سے کنکٹ نہیں کر سکا۔ مسٹر مارشل میں نے انتہائی تیزی سے یہاں ورک کیا ہے۔ کرنل رابرٹ اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں ہے۔ اور جس راز کے حصول کے لئے ہم کرنل رابرٹ کو یہاں سے اغوا کر کے لے جا رہے تھے وہ راز اس نے یہیں ایک جھیل کے اندر موجود ہزاروں چٹانوں میں سے کسی چٹان میں چھپا رکھا ہے۔۔۔۔ اور اب اُسے خود بھی اس چٹان کا پتہ نہیں چل رہا۔ چنانچہ اب سیکرٹ سروس اس راز کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گی۔ جب کہ یہ راز ہمارے ملک کا ہے۔ اور ہمارے لئے اس قدر قیمتی ہے کہ ہم اپنے پورے ملک کے افراد کی قربانی دے کر بھی اس راز کو حاصل کر لیں تب بھی یہ مہنگا نہیں ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ راز ہم حاصل کر لیں "۔۔۔۔ لانسر نے اُسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ حکم کریں "۔۔۔۔ مارشل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا پروگرام یہ ہے کہ ہم اس جھیل کی نگرانی کریں۔ جیسے ہی سیکرٹ سروس اسے حاصل کرے ہم اس سے یہ راز جھپٹ لیں۔ لیکن تم جانتے ہو کہ میں اکیلا پوری سیکرٹ سروس سے نہیں لڑ سکتا۔۔۔۔ چنانچہ مجھے کوئی ایسا گروپ چاہیئے جو لڑائی بھڑائی میں مہارت بھی رکھتا ہو اور وفادار بھی ہو "۔۔۔۔ لانسر نے کہا۔

"سر۔۔۔۔ آپ ایسے گروپ کے لئے کتنا وقت دے سکتے ہیں "
مارشل نے پوچھا۔

"وقت تو بالکل نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ آج ہی کوشش کریں "۔۔۔۔ لانسر نے جواب دیا۔

"سر۔۔۔۔ اگر کل تک کا وقت مل جائے تو میں ہمسایہ ملک کافرستان سے ایک گروپ منگوا سکتا ہوں۔ وہاں نارا ک لینڈ کا ایک مخصوص گروپ ریڈ ہینڈز نامی ایک مشن پہ کام کر رہا ہے۔ وہ نارا ک لینڈ کے چوٹی کے لڑاکے ہیں۔ ان کی تعداد بیس ہے۔۔۔۔ لیکن وہ کل سے پہلے یہاں نہیں پہنچ سکتے۔ رہ گیا کوئی مقامی گروپ تو میرا خیال ہے۔ ایسی صورت حال میں کسی مقامی گروپ پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا "۔۔۔۔ مارشل نے جواب دیا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ تم ریڈ ہینڈز کو فوراً طلب کر لو۔ اور سنو۔ وہ راز حاصل ہوتے ہی میں اُسے فوراً سفارت خانے پہنچا دوں گا اور ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس اس راز کے لئے سفارت خانے پر براہِ راست ریڈ کر دے۔۔۔۔ ایسی صورت میں اس کی حفاظت تمہارے ذمہ ہوگی "
لانسر نے کہا۔

"جناب آپ بے فکر رہیں۔ اس کا انتظام کر لیا جائے گا۔ میں وہ راز اپنے ایک دوست ملک کے سفارت خانے میں پہنچا دوں گا جس ملک کا براہِ راست نارا ک لینڈ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔۔۔۔ وہاں سے ان کے سفارتی بیگ میں یہ نارا ک لینڈ بھجوا دیا جائے گا۔ ایسی صورت میں اگر سیکرٹ سروس والوں نے ہمارے سفارت خانے پر ریڈ کیا تو انہیں ملے گا بھی کچھ نہیں بلکہ سفارتی قوانین کے تحت انہیں لینے کے دینے بھی

پڑجائیں گے" ——— سیکنڈ سیکرٹری مارشل نے کہا۔

"گڈ آئیڈیا ——— ریڈ ہینڈز کل کس وقت تک پہنچ جائیں گے"

لانسر نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کل دوپہر تک پہنچ جائیں گے" ——— مارشل نے جواب دیا۔

"او۔کے ——— میں کل دوپہر تمہیں فون کر کے مزید ہدایات دوں گا۔ اگر ریڈ ہنٹری کی کال آئے تو انہیں تفصیل بتا دینا۔ گڈ بائی"

لانسر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"اب ہمیں کل تک انتظار کرنا پڑے گا" ——— ساتھ والی کرسی پر بیٹھی ہوئی فیلیا نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ لیکن میرا خیال ہے اس سے پہلے ہمیں اس جھیل کا چکر لگا لینا چاہیے تاکہ صحیح سچوئیشن ذہن میں ہو" ——— لانسر نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس وہاں فوری ایکشن کرے اور ہم کل تک انتظار ہی کرتے رہ جائیں اور وہ آج ہی راز لے اڑیں" فیلیا نے کہا۔

"میرے ذہن میں بھی یہ بات ہے۔ اس لئے تو میں وہاں چکر لگانا چاہتا ہوں۔ اگر ریڈ ہینڈز کے آنے سے قبل ہی سیکرٹ سروس راز لے اڑی۔ تو پھر میں اکیلا ہی ان سے ٹکرا جاؤں گا۔ یہ میرے ملک کی چیز ہے جسے ہر حالت میں میرے ملک واپس پہنچنا ہی ہے" ——— لانسر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور اس کے بعد وہ فیلیا کو ہمراہ لئے

رہائش گاہ سے باہر آ گیا۔ وہ دونوں اسی کرایہ کی کار میں تھے۔ لانسر نے شہر جا کر پہلے کچھ شاپنگ کی۔ اس نے ایک انتہائی طاقتور دوربین بھی خریدی۔ اور دوسرا ضروری سامان بھی ——— پھر اس نے محکمہ جنگلات کے دفتر میں جا کر اپنے آپ کو شکاری ظاہر کرتے ہوئے میزو جنگل کا تفصیلی نقشہ بھی حاصل کر لیا۔ اس کے بعد وہ کار دوڑاتا جنگل کی طرف بڑھ گیا۔ میزو جنگل دارالحکومت کے شمال میں بیس کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ ایک روڈ سائیڈ کیفے کے کیبن میں بیٹھ کر لانسر اور فیلیا نے کھانا کھایا ——— اور پھر لانسر نے میزو جنگل کے نقشے کا تفصیلی معائنہ شروع کر دیا۔ اس نے پنسل سے جھیل کے گرد سرخ دائرہ ڈال دیا۔ اس جھیل سے جنوب کی طرف کچھ فاصلے پر دو اونچی پہاڑیاں بھی تھیں۔ اور جھیل کے ارد گرد کافی رقبے تک جنگل صاف تھا یعنی درختوں کی کثرت نہ تھی۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں ان میں سے کسی ایک پہاڑی پر بیٹھ کر جھیل کی نگرانی کرنی چاہیے۔ اگر ریڈ ہینڈز کے آنے تک سیکرٹ سروس وہاں نہ پہنچی تو پھر میں ریڈ ہینڈز کو اس پہاڑی کے اطراف میں چھپا دوں گا۔ اور پھر جیسے ہی سیکرٹ سروس یہ راز حاصل کرے گی ہم اس پر ٹوٹ پڑیں گے ——— اور اگر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی سیکرٹ سروس وہاں پہنچ گئی تو پھر ہم ان کی نگرانی کریں گے اور اس کے بعد خود ہی ان سے ٹکرا جائیں گے" ——— لانسر نے کہا۔

"لیکن ہمارے پاس اسلحہ بھی تو نہیں" ——— فیلیا نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ ہمت اور جذبہ ہو تو اسلحہ بھی مہیا ہو جاتا ہے۔ آؤ"

لانسر نے نقشے کو تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور پھر

بل ادا کر کے وہ کیفے میں سے نکلے اور کار جنگل کی طرف دوڑنے لگی۔

پہاڑیوں کا سلسلہ لانسر کے ذہن میں تھا اس لئے وہ جنگل کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ پہاڑیوں کے عقبی طرف سے جنگل میں داخل ہوا ——— اور پھر وہ جنگل میں بڑے ماہرانہ انداز میں کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ جنگل خاصا گھنا تھا۔ اس لئے لانسر کو کار چلانے میں خاصی دشواری محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ بڑے ماہرانہ انداز میں کار دوڑاتا ہوا بہرحال آگے بڑھا جا رہا تھا ——— اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑیوں کے عقب میں پہنچ گیا۔ کار کو ایک گھنے جھنڈ میں روک کر وہ دونوں نیچے اترے۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ایک پہاڑی پر چڑھنے لگے ——— پہاڑی خاصی اونچی تھی۔ لیکن وہ دونوں رکے بغیر اوپر چڑھتے گئے۔ پہاڑی پر بھی درختوں کی کثرت تھی۔ لیکن یہ درخت اتنے گھنے نہ تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل اوپر چڑھنے کے بعد وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئے۔

"ارے وہ دیکھو" ——— فیلیا نے اوپر پہنچتے ہی چونک کر کہا۔ اور لانسر نے بھی جلدی سے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین آنکھوں سے لگا لی۔ وہ دونوں درختوں کی اوٹ میں کھڑے تھے۔

"اوہ ——— یہ لوگ تو فوری ایکشن میں آ گئے ہیں" ——— لانسر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس نے جھیل میں غوطہ خوروں کو داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ چھ سات مسلح افراد جھیل کے گرد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے ——— چار بھاری جیپیں بھی کھڑی نظر آ رہی تھیں۔ اور پھر طاقتور دوربین کی مدد سے لانسر نے عمران کو بھی چیک کر لیا اور ٹائیگر

کو بھی۔ کرنل رابرٹ کا بندر بھی عمران کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔

"یہ تو بہت سے افراد ہیں۔ ہم ان کا مقابلہ کیسے کریں گے"۔ فیلیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تم یہیں رکو میں نیچے جاتا ہوں۔ اگر میں نے وہ راز حاصل کر لیا تو تم واپس جا کر کار میں بیٹھ جانا میں کوشش کروں گا کہ کار تک پہنچ جاؤں لیکن اگر میں نہ پہنچ سکوں تو پھر تم اپنی کار لے کر سیدھی رہائش گاہ پہنچ جانا۔ میں ہر صورت وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اور پھر ہم وہاں سے جس طرح بھی ہو گا نکل جائیں گے" ——— لانسر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم یہ دوربین مجھے دے دو تاکہ میں پوری تسلی سے تمہیں چیک کرتی رہوں" ——— فیلیا نے کہا۔

"ہاں یہ لے لو۔ لیکن خیال رکھنا کہ اس کے عدسوں کی چمک جھیل کے گرد کھڑے لوگوں پر نہ پڑے ورنہ وہ چوکنے ہو جائیں گے" ——— لانسر نے کہا اور دوربین فیلیا کے حوالے کر کے وہ درختوں کی آڑ لے کر پہاڑی سے نیچے اترنے لگا۔

جھیل کے گرد پوری سیکرٹ سروس موجود تھی۔ عمران کیپٹن شمد کے ساتھ ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بندر سے مخرماری کر کے اشاراتی طور پر اتنا معلوم کر لیا تھا کہ اس نے جھیل کے کس حصے میں وہ ڈبہ چھپایا تھا ——— اور اب صفدر اور کیپٹن شکیل غوطہ خوری کا لباس پہنے جھیل کی تہہ میں اترے ہوئے تھے۔ سیکرٹ سروس کے باقی ممبران ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے وہ بڑے چوکنے انداز میں کسی قسم کی مداخلت سے نمٹنے کے لئے پوری طرح تیار تھے۔

تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل باہر آ گئے۔ وہ خالی ہاتھ تھے۔

"نہیں عمران صاحب ——— ہم نے بہت تلاش کی ہے۔ لیکن وہاں کچھ بھی نہیں ہے" ——— صفدر نے ماسک ہٹاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب مجھے خود جانا پڑے گا۔ کیوں کیپٹن صاحب۔ آپ میرا

ساتھ دیں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن بندر سے کہا۔ اور بندر نے مخصوص انداز میں چیخ چیخ کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر آؤ۔ شاید موتی ہمارے نصیب میں آ جائے" ——— عمران نے اٹھ کر ماسک چہرے پر چڑھاتے ہوئے کہا۔ غوطہ خوری کا لباس وہ پہلے ہی پہنے ہوئے تھا۔ ماسک چڑھانے کے بعد اس نے جھیل میں چھلانگ لگا دی۔ جب کہ کیپٹن بندر نے بھی اس کے پیچھے ہی جھیل میں چھلانگ لگائی ——— اور پھر وہ دونوں انتہائی تیز رفتاری سے جھیل کی تہہ میں اترتے چلے گئے۔ بندر کی تیزی اور پھرتی قابل دید تھی۔ وہ اس طرح غوطہ لگا کر نیچے جا رہا تھا جیسے وہ ماہر غوطہ خور ہو۔ حالانکہ عام بندر ایسا نہ کر سکتے تھے ——— لیکن کیپٹن بندر تو واقعی کسی بحری جہاز کا کپتان لگ رہا تھا۔ جھیل زیادہ گہری نہ تھی۔ اس لئے عمران اور کیپٹن بندر جلد ہی تہہ میں پھیلی ہوئی چٹانوں تک پہنچ گئے۔ بندر سیدھا اس چٹان کی طرف بڑھا جہاں اس نے وہ ڈبہ چھپایا تھا ——— یہ ایک کشادہ چٹان تھی۔ جس میں جگہ جگہ بڑے بڑے سوراخ تھے۔ کیپٹن بندر نے ایک بڑے سوراخ کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر خود تیزی سے واپس اوپر اٹھتا چلا گیا۔ شاید اس کا سانس اتنا ہی تھا ——— بہرحال عمران کا مقصد حل ہو چکا تھا۔ اس لئے عمران نے اس کے واپس جانے کی پرواہ نہ کی۔ اور اس بڑے سوراخ میں داخل ہو گیا۔ یہ سوراخ ایک سرنگ نما تھا۔ عمران اندر بڑھتا گیا۔ اس نے ماسک کے اوپر لگی ہوئی طاقتور ٹارچ روشن کر لی تھی ——— اس لئے غار کا اندرونی حصہ چمک رہا تھا۔ آگے

جا کر غار ختم ہو گئی۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا لیکن وہاں اُسے کسی ڈبے کے کوئی آثار نظر نہ آئے۔ چند لمحے چیکنگ کے بعد وہ جیسے ہی واپس مڑنے کے لئے گھوما اس کے پیر چٹان کی ایک دیوار سے ٹکرا گئے اور پھر ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی چٹان کا وہ حصہ یوں گرتا گیا جیسے کسی نے عارضی طور پر اُسے بنایا ہو ـــــ عمران چونک کر پلٹا۔ اب جہاں دیوار نظر آ رہی تھی وہاں ایک بڑا سا سوراخ بن گیا تھا۔ اور پتھر لڑھک کر ادھر ادھر پھیل گئے تھے۔ عمران تیزی سے اس سوراخ کے اندر داخل ہوا تو دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا ـــــ اس سوراخ کی دوسری طرف وہ ڈبہ چمکیلی زنجیر کے ساتھ ایک نوک دار پتھر کے ساتھ بندھا ہوا پڑا تھا۔ اور اُسی لمحے عمران کی سمجھ میں ساری بات آ گئی۔ کپتان بندو بھی اپنی بات میں سچا تھا ـــــ اس نے واقعی ڈبہ یہیں چھپایا تھا لیکن طبیعاتی عمل یا کسی ہلکے زلزلے کی وجہ سے پتھروں کی ایک عارضی سی دیوار وہاں بن گئی تھی۔ جس سے غار کا رقبہ کم ہو گیا تھا اس لئے موجودہ غار میں وہ ڈبہ نظر نہ آ رہا تھا ـــــ عمران تیزی سے ڈبے کی طرف بڑھا۔ اس نے زنجیر کو پتھر سے علیحدہ کیا۔ اور پھر زنجیر کا سرا ہاتھ سے پکڑے وہ ڈبہ کو گھسیٹتا ہوا غار کے دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری ساری عمر تہہ میں سے موتی ڈھونڈتے گزر گئی ہے۔ یہ ڈبہ تو پھر بہت بڑا ہے" ـــــ عمران نے ماسک اتارتے ہوئے کہا اور سیکرٹ سروس کے سب ساتھی ڈبے کے گرد اکٹھے ہو گئے۔

"اس ڈبے میں کیا ہے" ـــــ جولیا نے حیرت سے اس عجیب و غریب ٹائپ کے ڈبے کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو کسی مخصوص دھات کا بنا ہوا تھا۔ اس لئے اس میں سے روشنی کی لکیریں سی نکل رہی تھیں۔

"اس میں وہ تحفہ بند ہے جو تنویر نے اپنی دلہن کو پہلی رات پیش کرنا ہے۔ کیوں تنویر" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ پھر مذاق پر اتر آئے" ـــــ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو اگر تم اسے مذاق سمجھتے ہو تو میں خود پیش کر دوں گا کیوں جولیا کیا خیال ہے" ـــــ عمران نے غوطہ خوری کا لباس اتارتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے تو منہ بنا لیا جب کہ باقی ممبر ہنس پڑے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی غوطہ خوری کا لباس اتارنے میں مصروف تھے۔ کپتان بندو نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے ڈبہ اٹھایا اور اس

جیپوں کی طرف دوڑا چلا گیا۔

ادھر اس سے پہلے کہ کوئی بندر کی طرف دوڑتا۔ اچانک ایک درخت کے پیچھے سے ایک آدمی بجلی کی سی تیزی سے نکلا۔ دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اور بندر چیخ مار کر پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ پلک جھپکنے میں اس آدمی نے ڈبہ اٹھایا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے جنگل میں غائب ہو گیا۔

"لانسر۔ لانسر ۔۔۔ یہ لانسر ہے۔ دوڑو وہ ڈبہ لے گیا" ۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ سب بے تحاشا ان درختوں کی طرف دوڑ پڑے۔ عمران سب سے آگے تھا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے۔ کہ انہیں اپنے پیچھے جیپ سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ۔۔۔ وہ ڈاج دے گیا وہ جیپ لے گیا" ۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ سب تیزی سے واپس پلٹے۔

لانسر نے بڑی ذہانت سے کام لیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ وہ پیدل زیادہ دور نہ جا سکے گا کیونکہ ڈبہ کافی وزنی تھا۔ اور پھر اس کے پیچھے دوڑنے والے کئی تھے اور مسلح بھی ۔۔۔ وہ لازماً اُسے گھیر لیتے۔ اس لئے اس نے درختوں میں داخل ہوتے ہی آگے بڑھنے کی بجائے سائیڈ میں دوڑنا شروع کیا۔ اور پھر جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی درختوں میں داخل ہوئے وہ واپس پلٹ کر جیپوں کی طرف دوڑ پڑا تھا۔ اس طرح اس نے بڑی ذہانت سے انہیں ڈاج دے دیا تھا

جب عمران اور اس کے ساتھی جیپوں کے پاس پہنچے تو ایک جیپ کی جھلک انہیں درختوں کے درمیان نظر آئی۔ عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے باقی جیپوں میں سوار ہوئے اور دوسرے لمحے جیپیں انتہائی

تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں آگے جانے والی جیپ کے تعاقب میں لگ گئیں۔

عمران نے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔ اس کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ لانسر نے انہیں واقعی احمق بنا دیا تھا۔ اور وہ اکیلا ساری سیکرٹ سروس کو چکر دے کر ڈبہ لے اڑا تھا ۔۔۔ یہ نہ صرف عمران بلکہ پوری سیکرٹ سروس کے منہ پر زوردار تھپڑ تھا۔

درختوں کے درمیان بے تحاشا جیپیں دوڑاتے وہ آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ سب سے آگے عمران کی جیپ تھی۔ لیکن لانسر جس جیپ کو لے گیا تھا اس کا کہیں نشان تک نظر نہ آ رہا تھا ۔۔۔ یوں لگتا تھا جیسے اُسے زمین کھا گئی ہو یا آسمان نگل گیا ہو۔ اور عمران کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر لانسر جیپ لے کر کہاں غائب ہو گیا ہے۔ اتنی دیر میں وہ زیادہ دور بھی نہ جا سکتا تھا ۔۔۔ وہ سب بے تحاشا انداز میں درختوں کے درمیان جیپیں دوڑاتے بڑھے جا رہے تھے۔ گو گھنے جنگل میں اس طرح بے تحاشا جیپ دوڑانا کسی بھی وقت کسی جان لیوا حادثے کا سبب بن سکتا تھا لیکن ان کی ذہنی حالت ایسی تھی کہ انہیں سوائے لانسر کے اور کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔

اور پھر تھوڑی ہی دور آگے جانے کے بعد انہوں نے جیپ کو درختوں کے ایک جھنڈ میں کھڑے دیکھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی جیپیں اسے تینوں اطراف سے گھیر کر اس جیپ کے قریب پہنچ گئیں لیکن عمران کی توقع کے عین مطابق جیپ خالی تھی ۔۔۔ نہ اس میں ڈبہ تھا اور نہ لانسر۔

"میں آگے جا رہا ہوں۔ تم جنگل میں پھیل جاؤ۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں ڈاج دینے کے لئے پیدل ہی کسی طرف چھپ گیا ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور خود واپس اپنی جیپ پر بیٹھا اور اسے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔

لانسر پہاڑی سے اتر کر بڑے محتاط انداز میں جنگل سے گزرتا ہوا جھیل کے قریب پہنچ گیا۔ جھیل سے ذرا ہٹ کر وہ ایک جھنڈ سے تنے والے درخت کی اوٹ میں دبک گیا۔۔۔۔۔ اب جھیل میں ہونے والی تمام کارروائی وہ نزدیک سے دیکھ رہا تھا۔ اس وقت عمران اور بندہ جھیل میں غوطہ لگائے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد بندہ تو باہر آگیا البتہ عمران ابھی تک باہر نہ آیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا اس کے ہاتھ زنجیر کے ساتھ بندھا ہوا چار مربع فٹ کا ایک چمکیلا سا باکس بھی تھا۔ ڈبہ کو دیکھتے ہی عمران کے سب ساتھی نگرانی بھول کر ڈبے

کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ مذاق کرنے لگے۔ اور پھر عمران اور اس کے دو ساتھی غوطہ خوری کا لباس اتارنے میں مصروف ہو گئے۔۔۔۔۔ لانسر ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔ اس کے ملک کا قیمتی ترین راز اس ڈبے میں موجود تھا۔ لیکن وہ بے بس کھڑا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس صرف ایک ریوالور تھا۔ جب کہ عمران کے ساتھیوں کے پاس مشین گنیں تھیں۔ اور پھر ان کی تعداد بھی زیادہ تھی۔۔۔۔۔ اسی لمحے اس نے اس بندہ کو ڈبہ دونوں ہاتھوں میں اٹھائے جیپوں کی طرف دوڑتے دیکھا۔ لانسر کے لئے یہ ایک نادر موقع تھا۔ اس نے اپنی جان پر کھیل جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔۔ دوسرے لمحے وہ درخت کی اوٹ سے بجلی کی سی تیزی سے نکلا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دوڑتے ہوئے دبایا۔ اور ڈبہ اٹھا کر بھاگنے والا بندہ گولی کھا کر چیختا ہوا پیچھے کی طرف الٹا ہی تھا کہ لانسر نے جھپٹ کر ڈبہ اٹھایا۔ اور پھر پوری قوت سے دوڑتا ہوا جنگل میں داخل ہو گیا۔۔۔۔۔ سب کچھ تقریباً پلک جھپکنے میں ہی ہو گیا تھا اور شاید اس کی توقع عمران اور اس کے ساتھیوں میں کسی کو بھی نہ تھی اس لئے وہ حیرت سے بت بنے رہ گئے۔ لیکن لانسر جانتا تھا کہ وہ پیدل جنگل میں زیادہ دور نہ جا سکے گا۔۔۔۔۔ اس لئے بجائے آگے بھاگنے کے وہ ڈبہ اٹھائے بجلی کی سی تیزی سے ایک گھنے درخت پر چڑھ گیا۔ اسی لمحے اسے پیچھے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر عمران اور اس کے ساتھی اس درخت کے نیچے سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔۔۔۔۔ ان کے آگے بڑھتے ہی لانسر ایک بار پھر انتہائی تیزی سے نیچے اترا۔ اور اس نے اس طرف دوڑ لگا دی جس طرف

جیپیں کھڑی تھیں اور چند ہی لمحوں میں وہ ایک جیپ تک پہنچ گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے جیپ کا ڈھکنا اٹھایا اور اگنیشن کی تاروں کو جوڑ کر اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔ دوسرے لمحے جیپ سٹارٹ ہوئی۔ اور لانسر نے بے تحاشا انداز میں جیپ کو آگے بڑھا دیا —— وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جیپوں تک پہنچنے سے پہلے ہی کافی دور نکل جانا چاہتا تھا۔ ڈبہ اس نے ساتھ والی سیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ کچھ ہی دور جانے کے بعد اس نے اپنے پیچھے آنے والی جیپوں کی آوازیں سنیں۔ لیکن وہ دانت بھینچے انتہائی تیز رفتاری سے جیپ دوڑائے چلا جا رہا تھا۔

لیکن اب پیچھے آنے والی جیپوں کا شور لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتا جا رہا تھا۔ اسی لمحے لانسر نے ایک اور تجویز سوچی —— اس نے جیپ کو ایک درختوں کے جھنڈ میں روکا اور ڈبہ اٹھا کر جیپ سے نیچے چھلانگ لگائی۔ اور جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا وہ جنگل میں دور نکل گیا۔ اس نے ذرا سا چکر کاٹ کر واپس جھیل کی طرف دوڑنا شروع کر دیا تھا —— کیونکہ اس کے خیال کے مطابق وہ محفوظ ترین جگہ تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کبھی جھیل پر واپس جانے کا خیال نہ آ سکتا تھا۔ بے تحاشا انداز میں بھاگتا ہوا وہ جلد ہی جھیل تک پہنچ گیا —— ڈبہ کافی وزنی تھا۔ اور اسے اٹھا کر اس طرح بھاگنے کی بجائے اس نے ایک نئی ترکیب سوچی۔ اس نے بڑی پھرتی سے ڈبہ کی زنجیر ایک چٹان نما پتھر کے گرد لپیٹی۔ اور پھر ڈبہ اور چٹان نما پتھر کو جھیل میں ڈبو کر چھوڑ دیا —— ڈبہ ایک بار پھر چٹان نما پتھر کے ساتھ ہی جھیل کی تہہ میں اتر گیا۔ اب وہ خالی ہاتھ دوڑتا ہوا عقبی پہاڑی پر چڑھتا گیا۔ اسی لمحے اسے دور سے فیلیا ہاتھ ہلاتی نظر

آئی۔ وہ شاید اس کے انتظار میں ابھی تک وہاں موجود تھی۔ فیلیا کو دیکھتے ہی لانسر کی رفتار تیز ہو گئی —— اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی پر پہنچ گیا۔

"پہلے میں نے سوچا کہ چلی جاؤں۔ کیونکہ میں نے تمہیں جیپ لے جاتے دیکھا تھا۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ تم جیپ میں مسلسل فرار ہونے کی حماقت نہیں کرو گے۔ اس لئے میں یہاں رک گئی کہ تم شاید انہیں ڈاج دے کر واپس آ جاؤ —— اور ڈبہ تم نے واپس جھیل میں پھینک دیا"۔ فیلیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ ضروری تھا۔ آؤ جلدی کرو۔ وہ ابھی پورے جنگل کے گرد پھیل جائیں گے"۔ —— لانسر نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے پہاڑی کے عقب میں اترتے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اپنی کار تک پہنچ چکے تھے۔ لانسر نے اپنا کوٹ اتار کر پچھلی سیٹوں کے درمیان پھینک دیا اور خالی قمیض پہن کر وہ کار چلانے لگا —— کار دوڑتے دوڑتے وہ تھوڑی دیر بعد سڑک پر پہنچ گئے۔ سڑک پر ٹریفک موجود تھی۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے کار چلاتا شہر کی طرف بڑھتا گیا۔ جنگل کے سامنے کے رخ پہنچ کر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی جیپوں کو بھی چیک کرنے کی کوشش کی —— لیکن وہاں اسے کوئی جیپ نظر نہ آئی۔ تو اس نے مزید اطمینان کا سانس لیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

"اب وہ سر پٹختے مر جائیں گے لیکن انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا"۔ لانسر نے بڑے مطمئن انداز میں کہا اور کار سے نیچے اتر آیا۔

"لیکن وہ ڈبہ بھی تو جیل سے نکالنا پڑے گا۔۔۔۔ فیلیا نے پیچھے اترتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر نہ کرو۔ اب ہم جب بھی چاہیں گے اطمینان سے وہ ڈبہ نکال لیں گے۔ کل ریڈ بینڈز بھی پہنچ جائیں گے۔ پھر زیادہ آسانی ہو جائے گی"۔۔۔۔ لا نسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں بڑے مطمئن انداز میں چلتے ہوئے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکے تھے۔

گولی ڈبے کے کنارے سے ٹکرا کر کپتان بندہ کے کاندھے کے اوپر لگی تھی۔ اور وہ چیخ مار کر نیچے الٹ گیا تھا۔ ڈبہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا اور گولی کے دھچکے اور زخم نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔۔۔۔ لیکن جب اسے ہوش آیا اور اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ چیخ کی آواز نکلی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم سے جان قطعی طور پر نکل گئی ہو۔ کاندھے پر درد کی شدید ٹیسیں تھیں اور خون اب بھی مسلسل نکل رہا تھا۔۔۔۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوا۔ تو وہاں ایک آدمی بھی موجود نہ تھا۔ نہ ہی جیپیں تھیں اور نہ کوئی آدمی۔ کپتان بندہ لڑکھڑاتا ہوا اور لڑکھڑاتا ہوا جنگل کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی تیز نظریں ایک مخصوص بوٹی کی تلاش میں چاروں طرف گھوم رہی تھیں۔۔۔۔ جنگل کا باسی ہونے کی وجہ سے اسے ایسی بوٹیوں کے خواص کا علم تھا جو کہ فوری طور پر نہ صرف خون روک دیتی تھیں بلکہ درد کو بھی آرام آجاتا تھا چونکہ اس کا

کاندھا حرکت کر رہا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے گولی جسم کے اندر نہ تھی بلکہ گولی زخم دے کر دوسری طرف شاید نکل گئی تھی۔

اور چند لمحوں کی تلاش کے بعد کیپٹان بندر کو ایک درخت کی جڑ کے پاس وہ بوٹی نظر آگئی۔ اس نے جلدی سے بوٹی توڑی اور اس کی شاخ میں سے نکلنے والے سیاہی مائل دودھ کے قطرے زخم پر ٹپکائے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بری طرح چیخنا اور اچھلنا شروع کر دیا۔ کیونکہ اس کے قطرے جیسے ہی زخم پر پڑے۔ درد اپنی پوری شدت میں آگیا۔ لیکن چیخنے اور اچھلنے کے باوجود کیپٹان بندر قطرے ڈالتا رہا — پھر آہستہ آہستہ درد کی شدت میں کمی آتی گئی اور کیپٹان بندر نڈھال ہو کر وہیں لیٹ گیا۔ اُسے اب عمران پر بے حد غصہ آرہا تھا جو اُسے اس طرح زخمی حالت میں چھوڑ کر چلا گیا تھا — لیکن اُسی لمحے اُسے اپنی غلطی کا بھی احساس ہو گیا کہ اگر وہ جوش میں آکر ڈبہ اٹھا کر جیب کی طرف نہ دوڑتا تو اس آدمی کو جسے کیپٹان پہچان گیا تھا کہ وہ لانسر ہی تھا جس نے کرنل رابرٹ کو اغوا کیا تھا اُس سے ڈبہ چھیننے کی مہلت ہی نہ ملتی — اور ہو سکتا ہے لانسر کے پیچھے بھاگتے ہوئے انہیں اس کو اٹھانے یا اُسے دیکھنے کی مہلت ہی نہ ملی ہو۔ اور اب اُسے لانسر پر بے پناہ غصہ آنے لگا۔ درد اب ختم ہو چکا تھا اور خون بھی بہنا رک گیا تھا۔ اس لئے بندر اب تیزی سے بھاگتا ہوا جنگل سے باہر کی طرف بڑھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر پہنچ گیا۔ یہاں ایک چوک سا تھا۔ جہاں ٹریفک لائٹوں کی وجہ سے ٹریفک ایک لمحے کے لئے رکتی اور پھر آگے بڑھ جاتی۔

کیپٹان اب سوچ رہا تھا کہ وہ کسی ٹرک پر چڑھ کر شہر تک پہنچے۔ کیونکہ آتے ہوئے اس نے دیکھا تھا کہ شہر وہاں سے بہت دور تھا اور وہ پیدل چلتا ہوا وہاں تک نہ پہنچ سکتا تھا — پہلے بھی جب وہ جھیل میں ڈبہ چیک کرنے آیا تھا۔ تو اس طرح ٹرک پر چڑھ کر آیا اور گیا تھا۔ چنانچہ وہ اس جگہ آکر سائیڈ میں بیٹھ گیا جہاں شہر کی طرف جانے والی ٹریفک رکتی تھی — یہاں ایک موٹا سا درخت تھا۔ چونکہ ٹرک خاصا اونچا ہوتا تھا۔ اس لئے وہ درخت پر چڑھ کر اس کی سڑک کی طرف بڑھی ہوئی شاخ پر بیٹھ گیا۔ لیکن ٹرک اُسے دور دور تک نظر نہ آرہا تھا۔ البتہ کاریں اور بسیں آجا رہی تھیں۔

اور پھر جب ایک کار وہاں آکر رکی تو درخت کی شاخ پر بیٹھا ہوا کیپٹان بری طرح چونک پڑا۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر لانسر کو بیٹھے ہوئے دیکھا — ساتھ والی سیٹ پر ایک نوجوان عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ اور وہ دونوں بڑے مطمئن انداز میں میٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک لمحے کے لئے تو کیپٹان بندر کی آنکھوں میں لانسر کو دیکھ کر خون اتر آیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا — اور پھر اس نے کار کی چھت پر آہستہ سے چھلانگ لگا دی۔ چھت پر سامان رکھنے والا جنگلہ لگا ہوا تھا۔ کیپٹان بندر نے عقلمندی کی کہ بجائے براہ راست چھت پر کودنے کے وہ اس جنگلے پر کودا — اور اُسے پکڑ کر ایک لمحے کے لئے سائیڈ میں لٹک گیا پھر اچھل کر اطمینان سے چھت پر بیٹھ گیا۔ اس طرح اس کے کودنے کا دھماکہ اندر بیٹھے ہوئے لانسر کو محسوس نہ ہوا کار حرکت میں آچکی تھی — لیکن کیپٹان بندر بڑے اطمینان سے

اب چھت پر جنگلے کے ساتھ دبکا ہوا بیٹھا ساتھ سفر کر رہا تھا۔

کار شہر میں داخل ہوئی۔ اور پھر ایک کالونی میں داخل ہو کر ایک کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ اور لانسر نے نیچے اتر کر دروازے پر لگا ہوا تالا کھولنا شروع کیا ——— اسی لمحے کیپٹن بندر اچھل کر پچھلی طرف سے کار سے نیچے اتر کر تیزی سے دوڑتا ہوا سائیڈ گلی میں گھس گیا۔ سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا وہ اس کوٹھی کے عقبی طرف گیا اور پھر دیوار پر چڑھ کر اندر کود گیا۔ وہ دراصل اطمینان کر لینا چاہتا تھا کہ کیا واقعی لانسر وہاں رہائش پذیر ہے یا عارضی طور پر آیا ہے ——— تھوڑی دیر بعد جب اس نے لانسر اور اس کی ساتھی عورت کو اندرونی کمروں میں جاتے اور بیٹھتے دیکھ لیا تو وہ تیزی سے واپس مڑا اور پھر عقبی دیوار پھاند کر واپس گلی میں آ گیا۔ اب وہ جلد از جلد کرنل مابرٹ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ تاکہ انہیں جا کر لانسر کی رہائش گاہ کے متعلق بتا سکے ——— وہ سڑک پر سفر کرنے کی بجائے سائیڈ گلیوں میں سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ گلیوں سے گزرتے ہوئے لوگ اور بچے اسے حیرت سے دیکھتے۔ لیکن کیپٹن بندر کسی کی پرواہ کئے بغیر ہی بھاگا چلا جا رہا تھا۔

عمران کی جیپ دوڑتا ہوا سڑک تک پہنچ گیا لیکن لانسر کا کہیں وجود اسے نظر نہ آیا۔ اس کے دانت بھنچے ہوئے تھے۔ اور چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی ——— لانسر نے اسے ایسا ڈاج دیا تھا کہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر وہ ڈبے سمیت کہاں غائب ہو گیا۔ وہ چند لمحے سڑک پر رک کر ادھر ادھر دیکھتا رہا اور پھر جیپ موڑ کر واپس جنگل میں گھس گیا ——— تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی بھی جو ادھر ادھر جنگل میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس سے آ ملے۔ ان سب کے چہروں پر ناکامی کا لفظ لکھا صاف نظر آ رہا تھا۔

"ہم نے پورا جنگل چھان مارا ہے عمران صاحب۔ لیکن لانسر کہیں نظر نہیں آیا ہے ——— صفدر نے کہا۔

"وہ کسی درخت پر چڑھ کر چھپ گیا ہو گا۔ تم ایسا کرو جیپیں لے کر سڑک کے کنارے کنارے جنگل کی مخالف سائیڈ میں چھپ کر کھڑے

ہو جاؤ۔ جب وہ دیکھے گا کہ ہم چلے گئے ہیں تو وہ لانشا اپنی کمین گاہ سے نکل کر سڑک پر آ جائے گا۔ اب اس نے یہیں جنگل میں ہی تو نہیں رہنا"

عمران نے انہیں ہدایات دیں اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے جیپوں سمیت مختلف سمتوں میں بڑھ گئے۔ عمران نے بھی سڑک کے دوسرے کنارے پر ایک عمارت کی آڑ میں جیپ روکی ـــــ اور پھر اس کی نظریں جنگل پر جم گئیں۔ سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی۔ لیکن عمران کی نظریں ٹریفک کی بجائے جنگل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ لیکن انہیں وہاں رکے دو گھنٹے گزر گئے۔ اور کسی طرف سے بھی لانسر کے باہر نکلنے کی کوئی رپورٹ نہ ملی تو عمران اس نتیجے پر پہنچا کہ لانسر کسی نہ کسی طرح ڈبے سمیت نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے ـــــ چنانچہ اس نے جیپ میں نصب ٹرانسمیٹر کے ذریعے اپنے ساتھیوں کو کال کیا اور انہیں اپنی طرف بلا لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی جیپوں سمیت وہاں پہنچ گئے۔

"لانسر نکل گیا ہے۔ اور اب اُسے جنگل میں تلاش کرنا فضول ہے۔ تم سب ایسا کرو کہ ناراک لینڈز کے سفارت خانے کو گھیر لو۔ اگر لانسر سفارت خانے میں داخل ہو۔ تب فوری مجھے کال کر دینا ـــــ اس کے علاوہ سفارت خانے سے نکلنے والے ہر شخص کا باقاعدہ تعاقب اور نگرانی کی جائے ہو سکتا ہے کہ وہ خود سفارت خانے میں جانے کی بجائے کسی کو اپنے پاس بلا لے" ـــــ عمران نے انہیں ہدایات دیں۔

"ٹھیک ہے" ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر ـــــ تم میرے ساتھ آ جاؤ" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ اور ٹائیگر اس کی جیپ میں آ گیا۔ باقی جیپوں کے جانے کے بعد عمران

نے بھی اپنی جیپ آگے بڑھا دی۔

"تم نے ذونومنگٹ کے بارے میں رپورٹ نہیں دی" ـــــ عمران نے جیپ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وہ کلب سے غائب ہے جناب ـــــ میں نے ایک خاص آدمی کو ٹٹولا تھا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ خود مجھے اغوا کرانے کے چکر میں ہے۔ جس پر میں نے سوچا کہ اس طرح میں زیادہ آسانی سے اس کے پاس پہنچ سکتا ہوں چنانچہ میں واپس اپنے ہوٹل میں چلا گیا اور وہاں اس کے آدمیوں کا انتظار کرنے لگا ـــــ لیکن وہاں کوئی بھی نہ آیا۔ اسی دوران آپ کی کال آ گئی اور میں یہاں آ گیا" ـــــ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ـــــ تمہارے اغوا والے قصے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پوری طرح لانسر سے متعلق ہے۔ اور اب تو بہر حال لانسر کی تلاش بے حد ضروری ہو گئی ہے۔ چاہے اُسے پاتال سے ہی کیوں نہ ڈھونڈھنا پڑے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر اس کے کلب میں چلے چلتے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں میں وہیں جا رہا ہوں۔ اب اُسے سامنے آنا ہی پڑے گا" عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ عمران کا موڈ دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اب ذونومنگٹ کی خیر نہیں رہی۔

تھوڑی دیر بعد عمران کی جیپ گولڈن کلب کے سامنے جا کر رک گئی اور عمران اچھل کر نیچے اتر آیا۔ ٹائیگر بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس وقت کلب کے ہال میں خاصے افراد موجود تھے ـــــ عمران اور ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتے سیدھے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"جی فرمائیے" ــــــ کاؤنٹر پر موجود ایک دبلے پتلے نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"منگٹ دفتر میں ہے" ــــــ عمران نے سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ــــ جی ہاں موجود ہیں" ــــــ نوجوان نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

عمران کا لہجہ ہی ایسا تھا کہ بے اختیار اس کے منہ سے سچ نکل گیا۔ اور عمران کوئی جواب دیئے بغیر راہداری کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ منگٹ کے دفتر کے دروازے پر موجود تھا۔ دروازے پر ایک قوی ہیکل غنڈہ کھڑا تھا ــــــ عمران اور ٹائیگر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ چوکنا ہو گیا۔

"کیا بات ہے" ــــــ غنڈے نے سخت لہجے میں کہا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا ایک طرف راہداری میں جا گرا۔ عمران کا بھرپور تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ عمران نے زور سے دروازے کو لات ماری اور دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا اور عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا ــــــ ٹائیگر نے نہ صرف اس کی پیروی کی بلکہ اندر داخل ہو کر اس نے تیزی سے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔

دفتر خالی تھا۔ منگٹ وہاں موجود نہ تھا۔ لیکن اسی لمحے ملحقہ باتھ روم کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ وہ خاصے سڈول جسم کا مالک تھا ــــــ وہ شاید دروازہ کھلنے کا دھماکہ سن کر باہر نکلا تھا۔ لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ ٹائیگر چونکہ

اپنی اصل شکل میں تھا اس لئے وہ اسے پہچان نہ سکا تھا۔ کیونکہ ٹائیگر زیر زمین دنیا سے متعلق افراد کے سامنے مخصوص میک اپ میں ہی آتا تھا۔ دفتر کا دروازہ باہر سے اب دھڑ دھڑایا جا رہا تھا ــــــ شاید وہ غنڈہ جو عمران کا تھپڑ کھا کر گرا تھا۔ دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اس الو کے پٹھے کو جسے تم نے دربان بنا کر باہر کھڑا کیا ہوا ہے۔ خاموش کراؤ" ــــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ جاکی ہو گا" ــــــ منگٹ نے چونک کر کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چٹخنی کھولی تو جاکی دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہونے لگا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔

"جاؤ دفع ہو جاؤ ــــــ یہ اپنے آدمی ہیں" ــــــ منگٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر ــــ باس ــــ اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ میں" جاکی نے زہریلی نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دفع ہو جاؤ۔ ورنہ وہ گولی بھی مار سکتا تھا۔ جاؤ" ــــــ منگٹ نے اسے باہر کی طرف دھکیلتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور جاکی کندھے جھٹکتا ہوا باہر چلا گیا۔ منگٹ واپس مڑا۔

"بیٹھئے عمران صاحب ــــــ آپ مجھے اپنے آنے کی اطلاع کر دیتے تو میں دروازے سے ہی آپ کو خود لے آتا" ــــــ منگٹ نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔ وہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے اس کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"میرے پاس بیٹھنے کا وقت نہیں ہے۔ میں نے تمہیں آج تک اس لیے کچھ نہیں کہا تھا کہ تم ملکی سلامتی کے کسی چکر میں ملوث نہ ہوئے تھے لیکن اب تم ایک خطرناک کیس میں شامل ہو چکے ہو ــــ اور تم جانتے ہو کہ ایسے آدمیوں کی گردنیں توڑتے ہوئے مجھے ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی ہے ــــ" عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ملکی سلامتی کے مسئلے میں اور میں ــــ نہیں جناب عمران صاحب۔ میں تو کبھی ایسے چکر میں نہیں پڑا۔ بس یہ چھوٹے موٹے دھندے کر لیتا ہوں اور بس ــــ" منگٹ نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لانسر کہاں ہے۔ مجھے اس کا پتہ چاہیے۔ ابھی اور اسی وقت" عمران نے تلخ لہجے میں کہا اور لانسر کا نام سن کر منگٹ چونک پڑا۔

سے پرانے تعلقات تھے چنانچہ میں نے اُسے اپنی رہائش گاہ تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد لانسر نے مجھے بتایا کہ ایک شخص ٹائیگر کو جو ہوٹل مونگا میں رہتا ہے اور اس کا تعلق بھی زیرِ زمین دنیا سے ہے اغوا کر کے اس تک پہنچا دوں ــــ میں نے حامی بھر لی۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں ٹائیگر کے سلسلے میں کام کرتا مجھے اپنے ذاتی دھندے کے سلسلے میں فوری طور پر ایک جگہ جانا پڑ گیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر جب میں نے دوبارہ لانسر کو فون کیا تاکہ اس سے معلوم کر دوں کہ اب بھی اُسے ٹائیگر کی ضرورت ہے یا نہیں۔ تو رہائش گاہ سے کوئی جواب نہ ملا ــــ جس پر میں حیران ہو کر خود وہاں گیا تو پتہ چلا کہ وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ رہائش گاہ خالی پڑی تھی۔ حتیٰ کہ وہ کار بھی وہاں سے نہ لے گیا تھا۔ البتہ میں نے چیک کیا تو تھوڑا سا اسلحہ اور کرنسی غائب تھی ــــ اس کے بعد اب تک لانسر سے میرا

ہیں۔ سنو۔ اب اگر تمہیں لانسر کے سلسلے میں کوئی اطلاع ملے تو تم نے مجھے فلیٹ پر فون کر دینا ہے۔ میں وہاں موجود نہ ہوں تو میرے باورچی کو پیغام دے دینا ــــ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر بعد میں مجھے معلوم ہو گیا کہ تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے یا مجھ سے کچھ چھپایا ہے تو پھر...... ــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں نے یہاں رہنا ہے۔ آپ کو کم از کم مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو گی۔" ــــ منگٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او۔کے" ــــ عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ٹائیگر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا دفتر سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں جیپ تک پہنچ گئے۔

"لانسر بے حد عیار ثابت ہو رہا ہے۔ وہ کسی پر مکمل اعتماد نہیں کر رہا" عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ــــ ویسے اس نے جس طرح دلیرانہ انداز میں ڈبہ چھینا ہے اور پھر غائب ہو گیا ہے۔ میں اس کی صلاحیتوں کا قائل ہو گیا ہوں" ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران جیپ کو سٹارٹ کر کے آگے بڑھاتا۔ جیپ میں نصب ٹرانسمیٹر پر کال سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ جوزف کالنگ ماسٹر اوور" ــــ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔ اور جوزف کی آواز سن کر عمران کے

ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ اس کا خیال تھا کہ کال جولیا یا اس کے کسی ساتھی کی ہو گی۔ انہوں نے شاید لانسر کو سفارت خانے میں داخل ہوتے چیک کر لیا ہو گا۔ لیکن جوزف کی اس طرح کال کا کوئی تک نظر نہ آتا تھا۔

"یس عمران اٹنڈنگ اوور" ــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ماسٹر۔ آپ رانا ہاؤس پہنچ جائیں۔ وہ کپتان بہادر ابھی یہاں پہنچا ہے اور کرنل صاحب نے بتایا ہے کہ اس نے لانسر کی رہائش گاہ دیکھ لی ہے۔ وہ آپ کو فوراً وہاں لے جانا چاہتا ہے اوور" ــــ دوسری طرف سے جوزف نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کپتان بہادر ــــ اوہ اچھا ــــ میں آ رہا ہوں اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"لو بھئی جو کام ٹائیگر جیسا بہادر نہ کر سکا وہ ایک بہادر نے کر دکھایا" عمران نے مسکرا کر جیپ آگے بڑھاتے ہوئے ساتھ بیٹھے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹائیگر عمران کے اس خوب صورت طنز پر ہنس پڑا۔

"کپتان بہادر کے زندہ ہونے کا سن کر مجھے حیرت ہوئی ہے۔ جس انداز میں وہ گولی کھا کر گرا تھا۔ مجھے تو یقین تھا کہ وہ مر گیا ہو گا" ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ٹھہرو ــــ ہم خواہ مخواہ بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ کیوں نہ کپتان صاحب کو ہی یہیں بلوا لیں" ــــ عمران نے اچانک کسی خیال کے تحت کہا۔ اور پھر اس نے جیپ کو ایک سائیڈ پر روکا اور ٹرانسمیٹر پر رانا ہاؤس کی فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ عمران کالنگ جوزف اوور" ــــ عمران نے

ٹرانسمیٹر آن کر کے پکارنا شروع کر دیا۔

"یس ماسٹر ـــ جوزف اٹنڈنگ یو اوور" ـــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف ـــ کیپٹان بندر شدید زخمی تو نہیں اوور" ـــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ماسٹر ـــ گولی اس کے کندھے پر لگی تھی جسے اس نے مقامی بوٹی کا رس مل کر ٹھیک کر لیا۔ اس کے بعد وہ جنگل سے نکلا تو اس نے لانسر اور اس کی ساتھی عورت کو ایک کار میں جاتے ہوئے دیکھا۔ تو وہ اس کی کار کی چھت پر بیٹھ کر ان کی رہائش گاہ پہنچ گیا ـــ اور پھر وہاں سے سیدھا رانا ہاؤس آگیا۔ یہاں آکر اس نے کرنل رابرٹ کو مکمل رپورٹ دی۔ تو کرنل رابرٹ نے مجھے کہا کہ میں فوری طور پر آپ سے رابطہ قائم کروں ـــ چنانچہ میں نے ٹرانسمیٹر پہ کوشش کی اور اس طرح آپ سے بات ہو گئی اوور" ـــ جوزف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو۔ جوانا کو کرنل رابرٹ کی حفاظت کے لئے وہیں چھوڑ کر کیپٹان بندر کے ساتھ رانا ہاؤس سے نکل کر اس جگہ پہنچو جہاں کی نشاندہی کیپٹان بندر کرے ـــ وہاں پہنچ کر مجھے کال کرو۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ جلدی کرو اوور" ـــ عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر اوور" ـــ دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تو یہ بات ہے۔ اس لئے ہم ڈاج کھا گئے" ـــ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا عمران صاحب" ـــ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"لانسر اکیلا نہ تھا۔ اس کے ساتھ ایک عورت بھی تھی جو شاید کہیں کار لئے موجود تھی۔ اور لانسر اس کار کے ذریعے نکل گیا۔ ہم نے کار کی طرف تو توجہ ہی نہیں دی تھی۔ بہرحال کیپٹان بندر نے کام دکھا دیا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

لانسر اور فیلیا اپنی نئی رہائش گاہ کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے شراب سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ان کے چہروں پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"اب کرنل رابرٹ کو لے جانے کی تو ضرورت نہیں رہی"۔۔۔ فیلیا نے جام بھرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ اب کیا ضرورت ہے۔ جو کام اس سے لینا تھا وہ کام نہیں ہو گیا"۔۔۔ لانسر نے گھونٹ بھرتے ہوئے جواب دیا۔

"لانسر۔ ایک بات تو بتاؤ۔ اس چمکیلے ڈبے میں آخر ہے کیا" فیلیا نے پوچھا۔

"یہ ملکی راز ہے۔ اس لئے اس سلسلے میں کوئی سوال آئندہ نہ کرنا" لانسر نے یک لخت سرد لہجے میں کہا اور فیلیا منہ بنا کر خاموش ہو گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی۔ کال بیل کی تیز آواز سنائی دی۔

اور وہ دونوں بُری طرح چونک پڑے۔

"یہاں کون آسکتا ہے"۔۔۔ لانسر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو میں جا کر دیکھتی ہوں"۔۔۔ فیلیا نے کہا۔ اور لانسر نے سر ہلا دیا۔ اور فیلیا کمرے سے نکل کر تیزی سے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔ جبکہ لانسر نے جلدی سے ریوالور نکالا اور پھر وہ راہداری کے سامنے بنے ہوئے برآمدے کے ایک چوڑے ستون کے پیچھے چھپ گیا۔ یہاں سے پھاٹک صاف نظر آرہا تھا۔

فیلیا نے پھاٹک کے قریب پہنچ کر زور سے پوچھا "کون ہے"

"میڈم۔ ہمارا تعلق محکمہ ٹیلی گراف سے ہے۔ آپ کی چھت سے تاریں گزر رہی ہیں ان میں فالٹ ہو گیا ہے اُسے چیک کرنا ہے" باہر سے ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔ اور نہ صرف فیلیا بلکہ لانسر کے تنے ہوئے اعصاب بھی ڈھیلے پڑ گئے۔ فیلیا نے مڑ کر دیکھا تو لانسر نے اُسے پھاٹک کھولنے کا اشارہ کیا۔۔۔ لیکن احتیاط کے لحاظ سے وہ ستون کی آڑ میں ہی رہا۔ ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

فیلیا نے جیسے ہی پھاٹک کھولا۔ ایک حبشی نے اُسے زور سے دھکیلا اور فیلیا چیخ کر لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے ہٹی۔ لانسر نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور سیدھا کیا ہی تھا کہ اُسی لمحے چیخ چیخ کی تیز آواز ابھری اور دوسرے لمحے ریوالور اس کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا۔ لانسر بُری طرح اچھلا۔

"خبردار۔۔۔ اگر حرکت کی تو گولیوں سے اڑا دوں گا"۔۔۔ دوسرے لمحے برآمدے کی سائیڈ سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور

عمران سیریز
لانسر فائیو
مظہر کلیم ایم اے

لانسر ٹھٹھک کر رک گیا۔ عمران اچھل کر سائیڈ سے ہو کر برآمدے میں چڑھ آیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شین گن تھی جب کہ لانسر کا ریوالور بند ر اٹھائے برآمدے کے دوسرے کونے میں کھڑا مسرت آمیز لہجے میں مسلسل چیخ چیخ کئے جا رہا تھا۔ یہ وہی کیپتان بندر تھا۔ ادھر قوی ہیکل حبشی فیلیا کو بازو سے پکڑے بری طرح گھسیٹتا ہوا برآمدے میں لے آیا۔ یہ وہی حبشی تھا جسے لانسر نے روشندان سے گولی ماری تھی ـــــ لانسر کے ہونٹ بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر انہوں نے کس طرح اس کی یہ رہائش گاہ تلاش کر لی۔ حالانکہ اس رہائش گاہ کا پتہ اُسے اور فیلیا کے علاوہ اور کسی کو نہ تھا۔ اس حبشی کے ساتھ وہ ٹائیگر بھی تھا۔

"ان دونوں کو اندر کمرے میں لے چلو" ـــــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس نے فیلیا کو لانسر کی طرف دھکیل کر دوسرے ہاتھ میں موجود ریوالور سیدھا کر لیا تھا۔ ٹائیگر کے ہاتھ میں بھی ریوالور موجود تھا۔

"تم کیا چاہتے ہو" ـــــ لانسر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"میں تو بعد میں چاہوں گا۔ فی الحال تو یہ کیپتان صاحب کچھ چاہتے ہیں جسے تم نے گولی ماری تھی اس کے بعد جوزف چاہے گا۔ یہ بھی تمہاری گولی کا شکار بنا تھا۔ اگر دونوں سے بچ بچا گئے تو پھر ٹائیگر کے چاہنے کی باری آئے گی۔ میرا نمبر تو شاید ہی آئے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے تھے۔

"سنو علی عمران ـــــ میری مرضی کے خلاف تم مجھ سے کچھ نہیں حاصل کر سکتے۔ سمجھے۔ البتہ تم مجھ سے کچھ سودا بازی کرنا چاہو تو دوسری بات ہے" ـــــ لانسر نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"سودے بازی ـــــ وہ کیا ہوتی ہے۔ شطرنج کی بازی۔ تاش کی بازی تو سنی تھی۔ یہ سودے بازی کیا ہوتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور لانسر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اب اس نے قیامت تک نہ بولنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔

"کیپتان ـــــ تم اس عمارت کی تلاشی لو شاید کہیں تمہارے آقا کا پتہ چل جائے۔ ٹائیگر تم بھی کیپتان کے ساتھ جاؤ" ـــــ عمران نے جوزف اور ٹائیگر سے کہا۔

اور کیپتان بندر چیخ چیخ کرتا اچھل کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔

"تم دونوں اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اگر کیپتان بندر کامیاب لوٹا تو تمہارے سانس اسی طرح چلتے رہیں گے ورنہ ..... " ـــــ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہو" ـــــ لانسر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر ـــــ اس کی زبان ضرورت سے زیادہ چل رہی ہے" ایک طرف کھڑے جوزف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"زبان ہوتی ہی چلنے کے لئے ہے جوزف ـــــ مسئلہ تو جب بنتا ہے جب زبان چلنے سے رک جاتی ہے" ـــــ عمران نے مسکرا کر جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے"۔۔۔ لانسر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"تمہارا خیال تھا کہ تم ان محترمہ کے ساتھ کار میں بیٹھ کر اطمینان سے یہاں پہنچ جاؤ گے اور تمہیں چیک نہیں کیا جا سکے گا۔ یہ پاکیشیا ہے مسٹر لانسر ناراک لینڈ نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو تم نے ہمیں چیک کر لیا تھا۔ لیکن تمہاری جیپیں تو کہیں نظر نہیں آئی تھیں"۔۔۔ لانسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیپوں سے زیادہ تیز ہماری آنکھیں ہوتی ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کیپٹن شکیل اندر داخل ہوا۔ اور اس نے مخصوص انداز میں چیخ چیخ کرتے ہوئے انکار میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر بھی خالی ہاتھ اندر آیا تھا۔

"ہونہہ مسٹر لانسر۔ اب تم شرافت سے وہ ڈبہ ہمارے حوالے کر دو جو تم نے اس بندر کو گولی مار کر چھینا تھا"۔۔۔ عمران کا لہجہ یک لخت کرخت ہو گیا۔

"ڈبہ۔۔۔ میرے پاس کوئی ڈبہ نہیں ہے۔ وہ تو وہیں جنگل میں ہی گر گیا تھا"۔۔۔ لانسر نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی صورت میں بھی کچھ نہ بتانے کا فیصلہ کر چکا ہو۔

"جوزف۔۔۔ ان محترمہ کو اٹھا کر باہر لے جاؤ۔ ورنہ یہ خواہ مخواہ

صورت حال دیکھ کر بے ہوش ہو جائیں گی۔ خوب صورت عورت کا دل بڑا نازک ہوتا ہے"۔۔۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور جوزف نے آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھی ہوئی فیلیا کا بازو پکڑ کر اسے اٹھانا چاہا۔ فیلیا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر دوسرے لمحے اس نے حیرت انگیز مہارت کا ثبوت دیا۔۔۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے گھومی۔ اور جوزف کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اسی لمحے لانسر نے یک لخت اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور اس کے پیچھے کھڑا ہوا ٹائیگر یک لخت چیختا ہوا اس کے سر کے اوپر سے گزر کر سامنے کھڑے عمران سے پوری قوت سے آ ٹکرایا۔ لانسر نے ٹائیگر کو گردن سے پکڑ کر آگے کی طرف اچھال دیا تھا۔

اور پھر کمرے میں بیک وقت دو چیخیں بلند ہوئیں۔ ایک چیخ فیلیا کے حلق سے نکلی تھی۔ کیونکہ ریوالور نکلتے ہی جوزف کا الٹا ہاتھ پوری قوت سے فیلیا کی گردن پر پڑا تھا۔۔۔ اور وہ چیختی ہوئی کسی گیند کی طرح سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔ جب کہ دوسری چیخ لانسر کے حلق سے نکلی تھی۔ عمران نے ٹائیگر کو بالکل اسی طرح واپس اچھال دیا تھا جس طرح لانسر نے اسے اچھالا تھا۔۔۔ اور ٹائیگر پوری قوت سے نہ صرف لانسر سے جا ٹکرایا تھا۔ بلکہ اس نے اپنے سر کی بھرپور ٹکر بھی اس کے سینے پر مار دی تھی۔ اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے۔ اور نیچے گرتے ہی ٹائیگر کے جسم نے بازی گروں کے سے انداز میں الٹی قلابازی کھائی اور وہ لانسر کے پیچھے ایک بار پھر اسی طرح کھڑا تھا جیسے لانسر کے اچھالنے سے پہلے تھا۔

فیلیا دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری تو اٹھ ہی نہ سکی تھی۔ جوزف کا خوفناک لعنت ہک اس کے لئے کافی ثابت ہوا تھا۔ لانسر بھی نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھنے لگا۔ لیکن پھر جیسے بجلی کوندتی ہے۔ اس طرح کیپٹان بندر اپنی جگہ سے اچھلا ـــــ اور دوسرے لمحے لانسر کے حلق سے اتنی زوردار چیخ نکلی کہ کمرہ گونج اٹھا۔ کیپٹان بندر اس کے منہ پر پوری قوت سے پنجہ مارتے ہوئے دوسری طرف جا کھڑا ہوا تھا۔ لانسر نے بے اختیار دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے ـــــ اس کا پورا چہرہ خراشوں سے بھر گیا تھا۔ جن میں سے خون نکلنے لگا تھا۔ کیپٹان بندر نے اس کا چہرہ ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔

"میں نے کہا تھا کہ پہلے یہ لوگ جا رہیں گے۔ میرا تو نمبر ہی نہ آئے گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کچھ حاصل نہ کر سکو گے۔ کچھ حاصل نہ کر سکو گے۔ جو تمہارا جی چاہتا ہے کر لو۔ مار ڈالو۔ جی بھر کر تشدد کر لو۔ جو چاہے کر لو" لانسر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سب لوگ ہٹ جائیں۔ لانسر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ میں اس کی ٹائپ سمجھ گیا ہوں۔ یہ وہ بھوت نہیں جو مارے بھاگ جاتے" اچانک عمران نے چیخ کر کہا۔

اور کیپٹان بندر سمیت اس کے ساتھی جو لانسر کے گرد تقریباً گھیرا ڈالے کھڑے تھے یک لخت پیچھے ہٹتے گئے۔ اور لانسر انہیں اس طرح پیچھے ہٹتے دیکھ کر حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن ٹائیگر کی طرف اچھال دی۔

"یہ تمہاری خوش قسمتی ہے لانسر کہ میرا نمبر آ گیا ہے۔ میں ان سب میں ضرورت سے زیادہ رحم دل مشہور ہوں" ـــــ عمران نے لانسر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اور لانسر اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ادھڑا ہوا چہرہ خاصا بھیانک لگ رہا تھا۔ لیکن وہ اب پوری طرح لڑنے کے موڈ میں نظر آ رہا تھا۔

عمران اس کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ اس کی تیز نظریں لانسر کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ لانسر بھی ہونٹ بھینچے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا جسم تنا ہوا تھا۔ جیسے وہ عمران کی طرف سے ہونے والے متوقع حملے کے دفاع کے لئے پوری طرح تیار ہو ـــــ کمرے میں گہرا سکوت طاری ہو گیا تھا۔ ایسا گمبھیر سکوت کہ دل کی دھڑکنیں صاف سنائی دینے لگی تھیں۔ لانسر کے چہرے پر سرد مہری اور سپاٹ پن نمایاں تھا۔ نیلی آنکھوں میں پتھریلی چٹانوں جیسی سختی ابھر آئی تھی۔

"یار شادی کے لئے تمہیں یہی لڑکی پسند آئی تھی۔ جو ایک ہی کٹے میں میں ہو گئی" ـــــ اچانک عمران کی مسکراتی ہوئی آواز کمرے میں گونجی اور ماحول پر چھایا ہوا سکوت یک لخت نرمی میں بدل گیا۔ لانسر کے تنے ہوئے اعصاب لاشعوری طور پر ڈھیلے پڑ گئے۔ اور ٹائیگر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ آئی۔

"فیلیا میری بیوی نہیں ہے۔ صرف دوست اور دوستی بھی صرف

میل جول کی حد تک ۔ میں غلط تعلقات قائم کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہوں ۔۔۔ لانسر نے ڈھیلے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ پھر تو تم میری کیٹگری میں شامل ہو۔ ویری گڈ ۔ ملاؤ ہاتھ" عمران نے ہنستے ہوئے بے اختیار لانسر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور لانسر ایک لمحے کے لئے جھجکا۔ لیکن پھر اس نے ہاتھ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن ہاتھ ملتے ہی اس کا جسم ایک بار پھر تن گیا ۔۔۔ شاید اسے خیال آیا تھا کہ عمران اس طرح اس کے ساتھ۔ داؤ کھیلنا چاہتا ہے۔ لیکن عمران نے بڑے محبت آمیز انداز میں مصافحہ کر کے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

"سنو لانسر ۔۔۔ میری اور تمہاری براہِ راست کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہمارے ملکوں کے درمیان کوئی ٹکراؤ ہے۔ راز جو ڈبہ میں ہے وہ بہرحال پاکیشیا آنے سے پہلے تمہارے ملک کی ملکیت تھی ۔۔۔ لیکن تم نے کرنل رابرٹ کو اس طرح غیر قانونی طور پر اغوا کر کے زیادتی کی ہے۔ بہرحال چونکہ کرنل رابرٹ زندہ ہے اس لئے یہ زیادتی معاف کی جا سکتی ہے۔ لیکن اب یہ راز کرنل رابرٹ کی ملکیت ہے ۔۔۔ اگر کرنل رابرٹ کو تم راضی کر لو۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"کرنل رابرٹ غیر قانونی طور پر اس راز کو لے کر یہاں آیا ہے۔ اس لئے یہ راز قانونی طور پر ناراک لینڈ کی ہی ملکیت ہے۔ اور جہاں تک کرنل رابرٹ کو راضی کرنے کا مسئلہ ہے تو میں نے کرنل رابرٹ کو اغوا کرنے سے پہلے ہر لحاظ سے کوشش کی تھی کہ وہ میرے ساتھ خود ناراک لینڈ چلا جائے۔ ہم اسے ہر عہدہ۔ ہر سہولت اور ہر معاوضہ

دینے کے لئے تیار تھے۔ لیکن اس نے مجھے دھتکار کر نکال دیا۔ اس لئے اب اس سے بات کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اور جہاں تک راز کا تعلق ہے۔ اصل بات تمہیں بتا دوں کہ راز اب تک تمہارے ملک سے باہر نکل چکا ہوگا ۔۔۔ اور کسی بھی لمحے وہ ناراک لینڈ پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد تم مجھے قتل کر دو۔ گولی مار دو۔ جو چاہے کرو۔ راز تمہیں واپس حاصل نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ لانسر نے جواب دیتے ہوئے کہا

"تو جب راز ہی ملک سے باہر چلا گیا ہے تو پھر میں نے تمہیں مار کر تمہارا اچار تو نہیں ڈالنا۔ اس لئے بائی بائی ۔۔۔ اگر مجھ میں ہمت ہوئی تو میں راز ناراک لینڈ سے واپس لے آؤں گا۔ نہیں تو وہ تمہارا ہو ہی چکا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو واپس چلنے کا اشارہ کیا۔

"گڈ بائی لانسر ۔۔۔ اب اپنے راز کی پوری طرح حفاظت کرنا" عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔ ٹائیگر، جوزف اور کیپٹن شکیل بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل دیئے۔ جب کہ لانسر وہاں خاموش کھڑا ہونٹ کاٹتا رہا۔ اس کی سمجھ میں عمران کا یہ عجیب و غریب رویہ کھٹک رہا تھا ۔۔۔ کہ عمران اس طرح اس پر قابو پانے کے بعد اسے زندہ اور بغیر کچھ کہے چھوڑ کر چلا جائے گا۔ وہ قدم بڑھاتا ان کے پیچھے آیا اور پھر برآمدے میں رک کر انہیں دیکھنے لگا۔ جب وہ پھاٹک کھول کر باہر نکل گئے، تو اس نے ایک طویل سانس لیا اور مڑ کر واپس کمرے کی طرف آ گیا ۔۔۔ اس نے فیلیا کو ہوش میں لانے کی

کوششیں شروع کر دیں۔

"وہ ۔۔ وہ چلے گئے" ۔۔۔۔ فیلیا نے ہوش میں آتے ہی کراہ کر ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر جلدی سے اپنی گردن مسلنے لگی۔

"میں تمہیں اتنا کمزور تو نہ سمجھتا تھا کہ تم ایک ہی مکے سے بے ہوش ہو گئیں" ۔۔۔۔ لانسر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ مکہ تھا ۔۔۔ اس خوف ناک حبشی کے مکے سے مجھے یوں محسوس ہوا جیسے پورا پہاڑ میری گردن سے آ ٹکرایا ہو" ۔۔۔۔ فیلیا نے مسلسل اپنی گردن مسلتے ہوئے کہا۔

اور لانسر اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے رسیور اٹھایا لیکن پھر کچھ سوچ کر رسیور رکھ دیا۔ اور فیلیا کی طرف مڑا۔

"اب خطرہ ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے آؤ کسی کیفے میں چل کر کچھ پی لیں" ۔۔۔۔ لانسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوا کیا۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ" ۔۔۔۔ فیلیا نے کہا۔

"میں انہیں یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو گیا ہوں کہ راز پاکیشیا سے باہر جا چکا ہے۔ اب وہ ناراک لینڈ جا کر اُسے حاصل کرتے پھریں گے ۔۔۔ وہاں میں انہیں ایسی عبرت ناک سزا دوں گا کہ ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی" ۔۔۔۔ لانسر نے کہا۔ اور فیلیا نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھ کر کوٹھی سے نکلے اور تیزی سے شہر کی طرف بڑھنے لگے۔ لانسر نے ایک چوک پر مڑتے ہی

ایک سیاہ رنگ کی کار کو اپنے تعاقب میں آتے چیک کر لیا۔ اور اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"یہ واقعی احمقوں کے سردار ہیں" ۔۔۔۔ لانسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کون ۔۔ کسے کہہ رہے ہو" ۔۔۔۔ فیلیا نے چونک کر پوچھا۔

"یہی پاکیشیا سیکرٹ سروس والے ۔۔۔ احمق یہ سمجھ کر میری نگرانی کر رہے ہیں کہ میں سیدھا جا کر وہ راز حاصل کروں گا اور وہ مجھ سے اسے جھپٹ لیں گے۔ ہونہہ۔ انہوں نے ناراک لینڈ کے سپر ایجنٹ کو بالکل ہی اناڑی سمجھ لیا ہے" ۔۔۔۔ لانسر نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

چند لمحوں بعد اس نے کار ایک کیفے کے سامنے روکی اور دونوں نیچے اتر کر اندر داخل ہو گئے۔ خاصا جدید قسم کا کیفے تھا۔ ایک کونے میں موجود الگ تھلگ نشست سنبھالتے ہی لانسر نے کھانے پینے کے لئے کافی سامان کا آرڈر دے دیا۔

"لیکن اب تمہارا پروگرام کیا ہے" ۔۔۔۔ ویٹر کے جانے کے بعد فیلیا نے پوچھا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے بس ناراک لینڈ واپس چلیں گے" ۔۔۔۔ لانسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے اس نے ٹائیگر کی ایک جھلک ریستوران کے دروازے پر دیکھی۔ لیکن وہ اندر نہ آیا تھا۔ لانسر کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی ۔۔۔ ویٹر نے آرڈر کا سامان میز پر سرو کیا تو وہ دونوں اطمینان سے کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔

"ویٹر" ۔۔۔۔ لانسر نے یک لخت قریب سے گزرتے ہوئے ویٹر

سے کہا۔

"یس سر ـــــ" ویٹر نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹیلیفون میز تک آسکتا ہے" ـــــ افسر نے پوچھا۔

"یس سر ـــــ ضرور" ـــــ ویٹر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ٹیلی فون سیٹ اٹھائے واپس آیا۔ اس نے سیٹ میز پر رکھا اور اس کا پلگ میز کے ایک پائے میں لگے ہوئے ہولڈر میں لگا دیا اور خود واپس چلا گیا ـــــ افسر نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر کا جائزہ لیا۔ اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے جلدی سے ناماک لینڈ کے سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری مارش کے نمبر گھمائے۔

"یس ـــــ سیکنڈ سیکرٹری مارش سپیکنگ فرام ناماک لینڈ ایمبیسی" ـــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے مارش کی آواز سنائی دی۔

"میں افسر بول رہا ہوں۔ ریڈ ہینڈز کے بارے میں کیا اطلاع ہے" افسر نے پوچھا۔

"وہ آج ہی چند گھنٹوں بعد یہاں پہنچ رہے ہیں جناب" دوسری طرف سے مارش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو غور سے میری بات سنو ـــــ میں جھیل میں سے وہ راز جو ایک چپٹے ڈبے میں بند ہے ڈھونڈھ لینے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ بلکہ ڈھونڈنے کیا۔ میں نے اُسے اپنی جان پر کھیل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے چھین لیا ہے۔ اور اب وہ پاگلوں کی طرح سر ٹکراتے پھر رہے ہیں۔

میں نے اُسے دوبارہ جھیل میں پھینک دیا ہے۔ تم ایسا کرو ایک غوطہ خور کو اپنے ہمراہ لے جاؤ اور میزو جنگل کے وسط میں واقع جھیل سے وہ ڈبہ نکال کر اُسے فوری طور پر سفارت خانے کے بیگ کے ذریعے ناماک لینڈ روانہ کر دو ـــــ لیکن انتہائی محتاط طریقے سے۔ اب ریڈ ہینڈز کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کام میں نے خود مکمل کر لیا ہے" ـــــ افسر نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ ٹھیک ہے سر" ـــــ مارش کی خوشی سے چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چکر دے دیا ہے کہ راز پاکیشیا سے باہر چلا گیا ہے۔ لیکن جب تک میں یہاں موجود ہوں ہو سکتا ہے انہیں میری بات پر یقین نہ آئے ـــــ اس لئے تم فوراً اس راز کو حاصل کر کے کسی نہ کسی طرح بھجوا دو۔ اور سنو۔ جب یہ کام ہو جائے تو مجھے ون۔ ٹو زیرو۔ تھری۔ سکس۔ ٹو پر فون کر کے بتا دینا" ـــــ افسر نے اس سے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب میں نے نمبر نوٹ کر لئے ہیں۔ لیکن کیا آپ بھی جھیل پر آئیں گے" ـــــ مارش نے پوچھا۔

"احمق آدمی ـــــ اگر میں خود وہاں جا سکتا تو پھر تمہیں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس لئے تو تمہیں بھیج رہا ہوں۔ اور سنو۔ خیال رکھنا ہو سکتا ہے وہ لوگ جنگل میں اسے تلاش کر رہے ہوں۔ ہر طرف سے محتاط ہو کر یہ کام کرنا ـــــ ورنہ سارا کھیل بگڑ جائے گا" ـــــ افسر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ـــــ میں انتہائی محتاط رہوں گا اور یہ

مالز میں اپنے سفارت خانے کی بجائے دوست ملک کے سفارت خانے کے سپیشل بیگ میں آج ہی بجھوا دوں گا ۔۔۔۔ مارشل نے کہا۔

" او۔ کے ۔۔۔۔ میں تمہاری طرف سے خوشخبری کا منتظر رہوں گا۔ گڈ بائی " لانسر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے گڈ بائی کے الفاظ سنتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ لے جاؤ " ۔۔۔۔ لانسر نے ویٹر کو اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ویٹر نے پلگ نکال کر ٹیلی فون سیٹ اٹھایا اور واپس چلا گیا۔

" میں تمہاری چال سمجھ گئی ہوں۔ ظاہر ہے وہ زیادہ سے زیادہ تمہاری نگرانی کر سکتے ہیں۔ اس طرح تم علیحدہ رہ کر بھی کامیابی حاصل کر لو گے " فیلیا نے کہا۔

" عقل کا استعمال اسے ہی کہتے ہیں فیلیا اور سپر ایجنٹ جسم کے ساتھ ساتھ عقل کا استعمال بھی جانتا ہے " ۔۔۔۔ لانسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کولڈ کافی کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی اس کے چہرے پر فتح کی چمک نمایاں تھی۔

عمران نے ٹائیگر کو لانسر کی نگرانی پر چھوڑ کر خود جوزف اور کیپٹن بندہ سمیت واپس رانا ہاؤس آ گیا تھا۔ اس نے ٹائیگر کو کہہ دیا تھا کہ اسے زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ لانسر کو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ اس کی نگرانی ہو رہی ہے۔

" لیجیئے کرنل صاحب ۔۔۔۔ دانہ تو ڈال آیا ہوں۔ اب دیکھیئے پرندہ کب پھنستا ہے " ۔۔۔۔ عمران نے رانا ہاؤس پہنچتے ہی کرنل رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کیا مطلب ۔۔۔۔ میں سمجھا نہیں " ۔۔۔۔ کرنل نے چونک کر پوچھا۔

" میں ایک فون کر لوں۔ اس کے بعد آپ سے تفصیلی بات ہو گی " عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سائیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کیے۔

" ایکسٹو " ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک زیرو کی

آواز سنائی دی۔

"ممبرز کی طرف سے کوئی رپورٹ" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ عمران صاحب ——— وہ سب ناراک لینڈ کے سفارت خانے کی نگرانی کر رہے ہیں۔ وہاں سے نکلنے والے اور جانے والے ہر شخص کی۔ لیکن ابھی تک کوئی مشکوک آدمی یا بات سامنے نہیں آئی" ——— بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ افسر کو میں نے تلاش کر لیا ہے۔ لیکن وہ ڈبہ افسر کے پاس نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس نے اُسے کوٹھی میں چھپا رکھا ہے۔ اس نے تو مجھے یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ ڈبہ پاکیشیا سے باہر جا چکا ہے۔ لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ غلط کہہ رہا ہے ——— افسر یقیناً ناراک لینڈ کا کوئی سپیشل ایجنٹ ہے۔ اور ایسے لوگ خصوصی طور پر تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان پر کسی قسم کا تشدد بے کار ثابت ہوتا ہے۔ ان کے مقابلے میں اگر عقل استعمال کی جائے تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے ——— اس لئے میں اُسے چھوڑ کر واپس چلا آیا ہوں۔ البتہ میں نے ٹائیگر کو اس کی کھلی نگرانی پر لگا دیا ہے۔ اس نگرانی کی وجہ سے افسر یقیناً خود اس جگہ نہیں جائے گا جہاں اس نے یہ راز چھپا رکھا ہے ——— اب وہ اپنی جگہ کسی اور کو استعمال کرے گا۔ اور چونکہ کرنل رابرٹ کے اغوا کے سلسلے میں ناراک لینڈ کا سفارت خانہ پوری طرح ملوث تھا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ چھپی ہوئی جگہ سے اس ڈبے کو برآمد کرنے کے لئے سفارت خانہ کو ہی استعمال کرے گا اس لئے تم ایسا کرو کہ ممبرز کو پوری طرح چوکنا کر دو کہ سفارت خانے میں

سے جو بھی نکلے اس کی پوری اور مکمل نگرانی اس طرح کی جائے کہ اُسے آخر تک احساس نہ ہو سکے" ——— عمران نے بلیک زیرو کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں کہہ دیتا ہوں۔ وہ پہلے بھی نگرانی کر رہے ہیں اب مزید محتاط ہو جائیں گے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کوئی بھی مشکوک صورت حال سامنے آئے تو مجھے فوراً مانا ہاؤس میں کال کر دینا۔ اوکے" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ واپس مڑا۔ اور پھر کرنل رابرٹ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اور اس نے مختصر طور پر افسر سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں انہیں بتایا۔

"ہاں اس طرح وہ جال میں تو پھنس سکتا ہے لیکن وہ بے حد عیار اور چالاک آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بھی داؤ کھیل رہا ہو۔ اور ایک بار ایٹک دن ناراک لینڈ پہنچ گیا تو پھر اس کی واپسی ناممکن ہو گی" ——— کرنل رابرٹ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل رابرٹ ——— آپ کو یہ ساری باتیں بتلانے کا ایک مقصد ہے۔ آپ اگر پوری طرح تعاون کریں تو ہو سکتا ہے ہم خود ایٹک دن کو ڈھونڈھ نکالیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا خیال ہے کہ میں تم لوگوں سے تعاون نہیں کر رہا" ——— کرنل رابرٹ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ نے جولیا کا جھوٹا تو نہیں پی لیا" ——— عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"جولیا کا جھوٹا ——— کیا مطلب ——— کون جولیا اور کیسا جھوٹا"

کرنل رابرٹ حیران ہو گئے۔ کیونکہ وہ تو شاید جولیا کو جانتے ہی نہ تھے۔

"مس جولیانا فٹز واٹر ——— اس کی بھی یہی عادت ہے۔ بات بات پر غصہ کھا جاتی ہے۔ اس طرح کھاتی ہے جس طرح کوئی حلوہ کو نین سمجھ کر کھانا شروع کر دے۔ بہرحال میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ کیپٹان بندر کی بولی مکمل طور پر سمجھ لیتے ہیں ——— اور کیپٹان بندر سب سے آخر میں لانسر سے ٹکرایا اور ان کی رہائش گاہ تک پہنچا۔ رہائش گاہ میں وہ ڈبہ موجود نہیں ہے۔ ٹائیگر نے ان کی اکلوتی کار بھی چیک کر لی۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈبہ پہلے ہی کہیں چھپا دیا گیا تھا ——— اگر کیپٹان بندر پر جرح کی جائے تو شاید کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے پتہ چلے کہ ڈبہ انہوں نے کہاں چھپایا ہے" ——— عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور کرنل رابرٹ بے اختیار مسکرا دیئے۔

اور پھر انہوں نے کیپٹان بندر کو آواز دی تو کیپٹان بندر مخصوص انداز میں چیخ چیخ کرتا ہوا دوڑتا ہوا آیا اور اچھل کر کرسی کے بازو پر بیٹھ گیا۔

"ہاں اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ کیپٹان تمہاری بات سمجھ جائے گا۔ پھر جو جواب وہ دے گا وہ میں تمہیں بتا دوں گا" ——— کرنل رابرٹ نے کہا۔

"کیپٹان صاحب یہ بتائیں کہ جب آپ کو ہوش آیا تو آپ نے اپنے ارد گرد کسی انسان کو دیکھا یا کہیں دور سے اس کی جھلک پڑی ہو" عمران نے سوال کرتے ہوئے کہا۔ جواب میں کیپٹان بندر نے چیخ چیخ کا الارم بجانا شروع کر دیا۔

"یہ کہہ رہا ہے کہ مجھے اس قدر تکلیف تھی کہ مجھے واضح طور پر کچھ نظر

ہی نہ آ رہا تھا" ——— کرنل رابرٹ نے جواب دیا۔

عمران نے جیب سے ایک نقشہ نکال کر اُسے میز پر پھیلا دیا۔

"اب نقشہ دیکھ کر بتاؤ کہ لانسر کی کار تمہیں کہاں ملی تھی" ——— عمران نے کہا اور بندر پہلے تو غور سے نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ کرسی کے بازو سے اتر کر میز پر آیا اور اس نے اپنے پنجے کی ایک انگلی ایک جگہ رکھ دی۔

"تم یہاں تک کس راستے سے پہنچے تھے" ——— عمران نے پوچھا اور کیپٹان بندر نے انگلی کے اشارے سے جنگل کا اندرونی راستہ بتا دیا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا کرنل۔ یہاں لانسر کی خالی جیپ ملی ہے۔ اس کے بعد میں نے اور میرے ساتھیوں نے جنگل کا یہ سارا علاقہ چھان مارا۔ کیپٹان بتا رہا ہے کہ لانسر کی کار ادھر سے آ رہی تھی جو کہ جنگل کا عقبی حصہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ لانسر یہاں جیپ چھوڑ کر سائیڈ سے ہوتا ہوا واپس مڑا۔ اور پھر عقبی پہاڑیوں سے گزر کر وہ یہاں جنگل میں آیا ہو گا ——— یہاں شاید اس کی ساتھی عورت فیلیا کار لے کر موجود ہو گی۔ اور اس طرح وہ سڑک سے ہوتے ہوتے یہاں پہنچے یہاں سے کیپٹان ان کی کار پر سوار ہوا اور پھر ان کی رہائش گاہ تک پہنچا ——— اس کا مطلب ہے کہ لانسر نے وہ ڈبہ لامحالہ جنگل کے عقبی حصے میں کہیں چھپایا ہو گا" ——— عمران نے نقشے کی مدد سے کرنل رابرٹ کو بتاتے ہوئے کہا۔

"بالکل ——— تمہارا خیال درست ہے۔ ایسا ہی ہوا ہو گا"

کرنل رابرٹ نے جواب دیا۔

"اب اگر وقت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو کیپٹان کے ہوش میں آنے اور پھر زخم پر دس ملنے سے لے کر یہاں تک پہنچنے جہاں وہ کار پر چڑھا۔

لانسر کو اتنا وقت نہیں مل سکتا کہ وہ جنگل سے نکل کر پہلے کہیں اور جائے۔ اور پھر واپس آئے ویسے بھی یہ سڑک جنگل کے عقب کی طرف سے ہوتی ہوئی جب آگے جاتی ہے تو چالیس کلو میٹر تک کوئی قصبہ درمیان میں نہیں آتا ہے ــــ عمران نے کہا۔

"ویری گڈ۔ ویری گڈ عمران صاحب ــــ آپ واقعی ذہین ہیں" کرنل مابرٹ نے بڑے تحسین آمیز تعریف بھرے انداز میں کہا۔

عمران نے کوئی جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ اچانک سائیڈ روم میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران جواب ملتوی کرتا ہوا اٹھا اور تیزی سے سائیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"یس۔ عزت مآب راناتہور علی صندوقی سپیکنگ" ــــ عمران نے خالص جاگیر دارانہ انداز میں کہا۔

"عمران صاحب میں طاہر بول رہا ہوں۔ ابھی ابھی صفدر کی کال آئی ہے۔ سفارت خانے کا ایک عہدے دار اپنی کار میں سفارت خانے سے نکل کر میزو جنگل کی طرف جا رہا ہے ــــ وہ اپنی حرکات و سکنات سے بے حد چوکنا محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے ہی وہ جنگل کی طرف جانے والی سڑک پر مڑا ہے صفدر نے مجھے کال کر دیا ہے" ــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ گڈ ــــ اس کا مطلب ہے بلی تھیلے سے نکل آئی ہے۔ صفدر کو کہو کہ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ انتہائی محتاط انداز میں نگرانی کی جائے ہو سکتا ہے وہاں ان کے اور ساتھی بھی ہوں" ــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کم آن کیپٹن ــــ ایک بار پھر جنگل کی سیر کرا لاؤں" ــــ عمران نے سائیڈ روم سے نکلتے ہی تیز لہجے میں کیپٹن شکیل سے کہا۔ اور کیپٹن شکیل چیخ چیخ کرتا ہوا عمران کی طرف دوڑا۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے میزو جنگل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ جنگل کے قریب پہنچ کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی۔ اور پھر واچ ٹرانسمیٹر پر صفدر کی فریکونسی سیٹ کر کے ونڈ بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو عمران کالنگ صفدر اوور" ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس صفدر سپیکنگ اوور" ــــ چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

"کیا پوزیشن ہے اوور" ــــ عمران نے پوچھا۔

"میں اس وقت جھیل کے قریبی جنگل میں ہوں۔ نار اک لینڈ سے آنے والا جو شاید سفارت خانے کا کوئی عہدے دار ہے جھیل کی سائیڈ میں کار روک کر پہاڑی چڑھ رہا ہے اوور" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم وہیں رکو۔ کار چھوڑ کر وہ نہ جائے گا۔ بہر حال اس نے واپس آنا ہے۔ اور کوئی آدمی تو موجود نہیں ہے اوور" ــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے اوور" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"او۔ کے میں بھی آ رہا ہوں کیپٹن شکیل کے ساتھ۔ اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور ونڈ بٹن کو دوبارہ دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے بعد

اس نے دوبارہ فریکونسی تبدیل کی اور پھر اس نے ٹائیگر کو کال کرنا شروع کر دیا۔

"یس ٹائیگر اٹنڈنگ اوور" ـــــــ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"لانسر کے متعلق کیا رپورٹ ہے اوور" ـــــــ عمران نے پوچھا۔

"وہ آپ کے جانے کے بعد لڑکی کے ساتھ ایک کیفے میں گیا وہاں وہ تقریباً ایک گھنٹہ بیٹھے رہے۔ لانسر نے میز پر ہی ٹیلی فون منگوا کر کسی کو کال کیا اور اس کے بعد وہ مزید کچھ دیر بیٹھ کر واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گئے ہیں اور ابھی تک وہیں موجود ہیں اوور" ـــــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹیلیفون کال کے متعلق کچھ پتہ چلا اوور" ـــــــ عمران نے پوچھا۔

"کیفے کی اندرونی ایکس چینج سے صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ اس نے نارداک لینڈ کے سفارت خانے میں کسی سے بات کی ہے۔ اس سے زیادہ پتہ نہیں چل سکا اوور" ـــــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــــ تم وہیں رہو۔ اور خیال رکھنا وہ تمہیں ڈاج دے کر نکل نہ جائے اوور اینڈ آل" ـــــــ عمران نے کہا اور پھر کال ختم کر کے اس نے کار دوبارہ سٹارٹ کی اور جنگل کے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ کافی دور جا کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔ اور پھر نیچے اتر آیا۔ کیپٹان بندر بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا ـــــــ جنگل میں سے گزر کر وہ جھیل کی طرف بڑھتے گئے۔ عمران نے ایک بار پھر صفدر کو کال کر کے اس سے لوکیشن پوچھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ صفدر کے پاس پہنچ گیا۔

صفدر جھیل کے قریب ہی ایک درخت کی آڑ میں تھا۔ کار جھیل کے قریب ہی موجود تھی۔ عمران درختوں کی آڑ لیتا ہوا صفدر کے پاس پہنچ گیا۔

"وہ ابھی تک واپس نہیں لوٹا۔ اوپر پہاڑی پر جا کر غائب ہو گیا ہے۔ اگر میں یہاں سے نکلوں تو پھر کھلی جگہ کی وجہ سے سامنے آ جاؤں گا" صفدر نے عمران کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم یہیں رکو۔ میں پہاڑی کی دوسری طرف جاتا ہوں۔ احتیاط سے نگرانی کرنا" ـــــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کیپٹان بندر نے چیخ چیخ کرنی شروع کر دی۔ عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ کیپٹان بندر اُسے اشارے سے یہیں رکنے اور خود اوپر پہاڑی کی طرف جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"نہیں کیپٹان۔ میں خود تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں اصل چکر کی سمجھ نہ آئے" ـــــــ عمران نے اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا۔ اور پھر درختوں کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ چکر کاٹ کر پہاڑی کے عقبی حصے کی طرف جا رہا تھا۔ کیپٹان بندر پہلے ہی آگے بھاگتا ہوا درختوں میں غائب ہو چکا تھا۔

ابھی عمران تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس نے رک کر جلدی سے ونڈ بٹن کھینچ لیا۔

"ہیلو ـــــــ صفدر کالنگ اوور" ـــــــ صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس ـــــــ عمران سپیکنگ ـــــــ کیا بات ہے اوور"

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ـــــ وہ پہاڑی سے اتر کر جھیل کی طرف واپس آرہا ہے اوور" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ اس کے پاس کیا چیز ہے اوور" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"گلے میں ایک دوربین لٹکی ہوئی ہے اور ہاتھ میں ایک کیمرہ ہے اور کوئی چیز نہیں ہے اوور" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں واپس آرہا ہوں اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا۔ اور ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑا۔ وہ جب صفدر کے پاس پہنچا تو اس نے ایک غیر ملکی کو گلے میں دوربین لٹکائے اور ہاتھ میں کیمرہ اٹھائے جھیل کی سائیڈ سے ہو کر کار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

"تم یہیں رکو۔ میں ذرا اس سے دو باتیں کر لوں۔ معاملہ کچھ مشکوک ہی لگتا ہے" ـــــ عمران نے صفدر سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ درختوں کی اوٹ سے نکل کر بڑے اطمینان سے قدم اٹھاتا غیر ملکی کی طرف بڑھنے لگا۔

غیر ملکی کی نظریں جیسے ہی عمران پر پڑیں وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔ وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ جب کہ عمران اسی طرح اطمینان سے قدم بڑھاتا اس کی طرف بڑھتا گیا۔

"آپ شاید اس جنگل میں پہلی بار آئے ہیں" ـــــ عمران نے قریب جا کر بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"جی ہاں ـــــ مگر آپ کون ہیں" ـــــ غیر ملکی نے انتہائی سنجیدہ لیکن قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ اپنے بچپن میں کہانیاں تو ضرور پڑھتے رہے ہوں گے۔ جنگل کی کہانیاں۔ ٹارزن کی کہانیاں" ـــــ عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹارزن کی کہانیاں ـــــ کیا مطلب" ـــــ غیر ملکی اور زیادہ حیران ہو گیا۔

"میرا نام ٹارزن ہے۔ اور میں گزشتہ سال ہی افریقہ کے جنگلوں سے ہجرت کر کے یہاں آیا ہوں۔ افریقہ کے جنگل بھی کوئی جنگل ہیں۔ وہاں اتنے حشرات الارض ہیں کہ جسم پر کپڑا پہننا بھی مصیبت بن گیا تھا۔ اور میں صرف ایک لنگوٹی باندھتے باندھتے تنگ آگیا ـــــ چنانچہ میں یہاں ہجرت کر آیا۔ اور اب دیکھئے میں نے کیسا اچھا لباس پہن رکھا ہے" ـــــ عمران کا لہجہ اس طرح سنجیدہ تھا جیسے واقعی وہ افریقہ کے جنگلوں کا ٹارزن ہو۔ لیکن غیر ملکی کی آنکھوں میں اب خوف کے تاثرات نمایاں ہونے لگے تھے۔ شاید اسے یہ خیال آگیا تھا کہ اس کا واسطہ کسی ٹھنڈے مزاج پاگل سے پڑ گیا ہے ـــــ ایسا پاگل جو بظاہر نارمل لگتا ہے لیکن پھر اچانک وہ جھپٹتا ہے اور بعض اوقات اس کا حملہ جان لیوا بھی ثابت ہوتا ہے۔

"اچھا ٹھیک ہے ـــــ آپ سے مل کر خوشی ہوئی" ـــــ غیر ملکی نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں تصویریں کھینچنے آئے تھے۔ لیکن آپ نے میری تصویر

"تو نہیں بنائی۔ ذرا کیمرہ کھولیے۔ میں بھی دیکھوں کہ آپ کے پاس کیسا کیمرہ ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ساری فلم ختم ہو گئی ہے۔ میں پھر آؤں گا تو آپ کی تصویر ضرور بناؤں گا" ۔۔۔ غیر ملکی نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا کیونکہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا کیمرہ جھپٹ لیا تھا۔

"ارے ارے۔۔۔ اس میں فلم خراب ہو جائے گی" ۔۔۔ غیر ملکی نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا اور تصویریں کھینچ لینا۔ ارے آپ تو گھبرا گئے۔ لیجیے۔ پکڑیے اپنا کیمرہ" ۔۔۔ عمران نے مسکرا کر اسے کیمرہ واپس کرتے ہوئے کہا۔ اور غیر ملکی نے دانت بھینچتے ہوئے کیمرہ واپس لے لیا۔ اور پھر وہ کار کی طرف پلٹنے لگا۔

"سنیے ۔۔۔ کیا آپ بھی کام کے سلسلے یہاں آئے تھے" وہ مڑا ہی تھا کہ عمران نے اس کے ساتھ ہی قدم ملاتے ہوئے کہا۔

"آپ خواہ مخواہ میرے سر پر چڑھے آ رہے ہیں۔ میرا آپ سے کیا تعلق ہے۔ جائیے اپنا کام کیجیے" ۔۔۔ اس بار غیر ملکی نے جھلا کر کہا۔

"میرا کام تو آپ کے کام کے بعد شروع ہوتا ہے۔ مجھے افسر نے کہا ہے کہ آپ جب اپنا کام مکمل کر لیں تو میں انہیں اطلاع کر دوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور افسر کا نام سنتے ہی غیر ملکی بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہم سمجھے نہیں ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ آپ افسر کے آدمی ہیں۔ لیکن وہ تو ۔۔۔۔۔۔" ۔۔۔ غیر ملکی بولتے بولتے رک گیا۔

"ناٹی سیٹھ کا ایجنٹ ہے۔ جب کہ میں مقامی آدمی لگتا ہوں۔ یہی بات کرنا چاہتے ہیں نا آپ ۔۔۔ تو جناب یہ آپ اور ما یا دو بولی جا سکتی ہے۔ اب دیکھیے آپ سفارت خانے کے اعلیٰ عہدے دار ہونے کے باوجود کیمرہ کی خاطر یہاں جنگل میں تشریف لائے ہیں تو کیا میں افسر کی خاطر یہاں نہیں آ سکتا" ۔۔۔ عمران نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ لیکن اگر افسر آپ کو یہاں بھیج سکتا تھا تو پھر مجھے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی" ۔۔۔ غیر ملکی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے آپ مجھ سے زیادہ ذمہ دار آدمی ہوں۔ اور یہ کام تو ظاہر ہے انتہائی ذمہ داری کا ہے۔ میں نے تو صرف اطلاع ہی دینی ہے اور بس" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر آپ کا آنا اور اب یہ کیمرہ چھیننا بے معنی کیا ہے" غیر ملکی الجھے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

"اچھا تو افسر نے آپ کو یہ کوڈ نہیں بتایا۔ جناب من ہمارے مخصوص کوڈ میں ساتھی کو کہتے ہیں۔ اور کیمرہ چھیننا اور تصویر بنانے کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ میں آپ کا ساتھی ہوں۔ ظاہر ہے کوئی غیر متعلق آدمی تو ایسا نہیں کر سکتا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور غیر ملکی کی آنکھوں میں چمک سی تسلی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ عمران دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ غیر ملکی کہیں کوڈ کا مطلب پوچھنے کے لیے منہ نہ کھول

سے بچے ۔ اس لئے سیدھا سادا دھان فوری قسم کا آدمی ہوگا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کہہ دیں کہ کام نہیں ہوا۔ مجھے کسی آدمی کی جھلک دکھائی دی تھی۔ اس لئے میں یہاں پر آگیا تھا تاکہ اسے اسی طرح چیک کروں۔ وہ آدمی تو مجھے نظر نہیں آیا لیکن مجھے وہم ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی آدمی یہاں بہرحال موجود ہے" ۔۔۔ غیر ملکی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو میں آپ کو آدمی کی بجائے بن مانس نظر آ رہا ہوں۔ جناب آپ نے میری جھلک دیکھی ہوگی۔ میں آپ کے سامنے نہ آتا۔ کیونکہ میرا کام صرف اطلاع دینا تھا لیکن آپ جس طرح مشکوک نظر آ رہے تھے۔ اس سے میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے آپ نے میری جھلک نہ دیکھ لی ہو ۔ اور اس طرح آپ بغیر رپورٹ کئے چلے جائیں۔ ویسے آپ جانتے ہیں کہ معاملات کتنے سنجیدہ ہیں۔ میں نے تو لانسر سے کہا تھا کہ مجھے بتادو کہ کام کیا ہے۔ میں کر لوں گا لیکن وہ سمجھنے لگا کہ یہ بہت اونچا کام ہے۔ اس لئے ذمہ داری کا اس پر میں خاموش ہو گیا" ۔۔۔ عمران نے اسے پوری طرح چکر دیتے ہوئے کہا۔

غیر ملکی چند لمحے سوچتا رہا، پھر کندھے جھٹک کر ہوا کار کی طرف بڑھ گیا عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ اب اپنے آپ کو واقعی احمق سمجھ رہا تھا۔ کہ اس کے خیال کے مطابق وہ غیر ملکی کو چکر دینے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ لیکن غیر ملکی جس اطمینان سے کار کی طرف بڑھ رہا تھا ۔۔۔ غیر ملکی نے بڑے اطمینان سے کار کا دروازہ کھولا۔ ہاتھ میں پکڑا ہوا کیمرہ پچھلی سیٹ پر پھینکا پھر آگے ہی بیٹھ گیا اور وہ بیٹھ گیا۔ مگر اس نے پچھلی سیٹ

پر پھینکی اس کے بعد دروازہ دوبارہ بند کر دیا اور ڈگی کی طرف بڑھ جانے ... پھر اس نے ڈگی کھولی تو عمران نے ایک طویل سانس لی۔ غیر ملکی ڈگی میں سے خوطہ خوری کا سامان نکال رہا تھا ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب وہ ساری بات سمجھ گیا تھا کہ لانسر والا پیکٹ ہوتے ڈبے میں جھیل میں پھینک دیا تھا۔ واقعی یہ سب سے محفوظ جگہ تھی۔ لیکن وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑا رہا ۔۔۔ غیر ملکی نے خوطہ خوری کا لباس پہنا اور پھر جھیل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھیل میں غوطہ لگا دیا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اسے لانسر کا خیال آ رہا تھا۔ اگر لانسر یہ سین دیکھ لیتا تو یقینا اپنا سر پیٹ لیتا۔ کہ جس سے چھپانے کے لئے اس نے یہ سارا کھیل کھیلا تھا۔ اسی کے سامنے یہ سارا کھیل کھیلا جا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد غیر ملکی باہر نکلا تو اس کے ہاتھ میں واقعی ڈبہ موجود تھا میں جو کیمیا ڈبہ۔ اس نے ڈبہ جھیل کے کنارے پر رکھا اور دوبارہ خوطہ خوری کا لباس اتارنے لگا۔

اسی لمحے چٹان بند ہونے کی تیز چیخ کی آواز ابھری۔ غیر ملکی نے چونک کر ادھر دیکھا۔ جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ وہ بے اختیار تیزی سے بند ہوا جھیل کے کنارے کی طرف بڑھنے لگا ۔۔۔ لیکن اسی لمحے عمران نے تیزی سے جھپٹ کر کنارے پر رکھا ہوا ڈبہ اٹھا لیا اور کپتان بندہ اچھل کر اس سے ڈبہ لینے کی کوشش کرنے لگا۔

"ہٹ جا کپتان ۔۔۔ بہت پٹ گیا ہے تو۔ تمہاری حماقت کی وجہ سے کھیل بگڑ گیا تھا" ۔۔۔ عمران نے بندہ کو بری طرح ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی کہ بندہ یک لخت خاموش ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔

"نکلیں گے کس طرح صاحب" ۔۔۔ غیر ملکی نے حیران ہو کر پوچھا۔ وہ دراصل اس آواز سے حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔

"میں نے پہلے بتایا ہے کہ یہ انعام کا وزن ہے اور میرا ساتھی ہینمو ہے۔ کہانیوں میں آپ اس کے کارنامے بھی پڑھ چکے ہوں گے۔ ویسے تو یہ پانی سے نہیں ابھرتا لیکن آج یہ بڑے موڈ میں ہے۔ لہٰذا اس نے یہ سوچا کہ آپ کی خوشنودی کی خاطر بھی چیک کر لی جائے اور یہ بھی انعام نکال لیا جائے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اوپر کی طرف اٹھا کر مخصوص انداز میں ہلایا تو دوسرے لمحے صفدر مخصوص اشارہ پا کر درخت کی آڑ سے باہر نکل آیا۔ اس کے ہاتھوں میں مشین گن موجود تھی ۔۔۔ غیر ملکی صفدر کو دیکھ کر اس بری طرح اچھلا کہ بری طرح لڑکھڑا گیا۔ اور چونکہ وہ کنارے پر کھڑا تھا اس لئے توازن برقرار نہ رکھ سکا اور چیخ مار کر پشت کے بل جھیل میں جا گرا۔ خوش قسمتی سے غالباً اس نے تیرنا سیکھا ہوا تھا ۔۔۔ لیکن ماسک اور آکسیجن سلنڈر اور ربڑ والے لباس کے ساتھ ہی اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے یہی وجہ تھی کہ وزن کی وجہ سے وہ جھیل کی تہہ میں بیٹھتا گیا۔

"اب یہ ختم ہو جائے گا۔ صفدر تم یہیں رہو اور کیپٹن شکیل کو لے کر واپس ... اس کے پیچھے میں آ رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر تیزی سے ہوا میں اچھل کر اس نے انتہائی برق رفتاری سے جھیل میں غوطہ لگا دیا۔ وہ سانس روکے تیر کی طرح جھیل کی تہہ میں اترتا چلا گیا۔ غیر ملکی پانی کی تہہ میں بری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا لیکن آکسیجن سلنڈر نے اسے اوپر اٹھنے سے مجبور کر دیا تھا۔

عمران نے جلدی سے اس کے بال پکڑے اور تیزی سے اوپر سطح کی طرف اٹھاتا گیا۔

جب اس نے غیر ملکی کو باہر کھینچ کر لٹایا تو غیر ملکی حلق میں پانی چلے جانے کی وجہ سے تقریباً بے ہوش ہو رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اسے الٹا کیا اور پھر اس کی کمر پر مخصوص انداز میں دباؤ ڈالا کہ اس کے پیٹ میں پہنچا ہوا پانی باہر نکلنے لگا ۔۔۔ اور جب غیر ملکی نے تیز تیز سانس لینے شروع کئے تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب یہ سارے کے سارے کھلونے ہو گئے۔ اس سے تو افریقہ کا جنگل ہی اچھا تھا جہاں حرکت تو کم از کم ہوتی تھی" ۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل مسکرا رہے تھے۔ عمران بڑبڑاتا ہوا تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ غیر ملکی میں ابھی اٹھنے کی سکت نہیں تھی۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اب اس کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں۔ اس لئے وہ اطمینان سے آگے بڑھ گیا۔

صفدر اپنی کار میں بیٹھا جنگل سے نکل کر خاصی تیز رفتاری سے شہر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ڈبہ اس نے ساتھ والی سیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ جب کہ کپتان بندر بھی سیٹ کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا ــــــ وہ بار بار چیخ چیخ کر صفدر سے کوئی بات کرتا۔ لیکن صفدر صرف سر ہلا کر رہ جاتا۔ اس بندر سے اس کا تعارف ایسی تفصیل سے نہ ہوا تھا۔ اس نے اسے عمران کے ساتھ پہلے ایئرپورٹ پر دیکھا تھا۔ جب وہ کرنل رابرٹ کا تابوت لینے وہاں گیا تھا۔ یا پھر آج دیکھا تھا ــــــ اور رانا ہاؤس ڈبہ اور بندر کو لے جانے سے اتنا وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ بندر یقیناً کرنل رابرٹ کا پالتو بندر ہو گا۔ کیونکہ اتنا وہ

چیکنگ ہو رہی تھی۔ دو کاروں کے بعد ہی صفدر کا نمبر آ گیا۔ اور پولیس نے اس کی کار کو گھیر لیا۔ صفدر نے بڑے مطمئن انداز میں کاغذات ڈیش بورڈ سے نکال کر چیکنگ آفیسر کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ آفیسر نے جلدی سے سیٹ پر رکھا ہوا ڈبہ اٹھا لیا۔

"اس میں کیا ہے ــــــ" آفیسر نے انتہائی مشکوک لہجے میں کہا۔ اور وہ ڈبے کو کھڑکی سے باہر نکال کر الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

اسی لمحے کپتان بندر زور دار آواز میں چیخ چیخ کرتا ہوا اس پر جھپٹ پڑا۔ اور پولیس آفیسر کے حلق سے چیخ سی نکلی اور وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ ڈبہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے سڑک پر گرا ہی تھا کہ کپتان بندر اس پر جھپٹا۔ اور دوسرے لمحے وہ اسے اٹھا کر بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں کھڑی ایک کار کے نیچے گھس گیا۔

"پکڑو پکڑو جانے نہ پائے ــــــ" پولیس آفیسر نے چیخ کر ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ اور چیکنگ کرنے والے باقی سپاہی کپتان بندر کی طرف دوڑ پڑے۔ کیونکہ وہ یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ کپتان بندر ان کے سامنے ڈبہ اٹھا کر کار کے نیچے گھسا تھا۔

"خبردار ــــــ نیچے اتر آؤ" ــــــ اس پولیس آفیسر نے ریوالور کی نال صفدر

نے اس کا ہاتھ جیب کی طرف جاتے دیکھ کر بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے اس کی بوکھلاہٹ اور انداز دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔ پولیس آفیسر کی بوکھلاہٹ بتا رہی تھی کہ وہ کسی بھی لمحے گولی چلا سکتا ہے۔ ادھر چار سپاہی بوکھلائے ہوئے انداز میں سڑک کی سائیڈ میں موجود جھاڑیوں میں دوڑتے پھر رہے تھے۔ پیچھے ٹریفک کی قطار لگنی شروع ہو گئی تھی۔

"ہتھکڑیاں ڈال دو۔ اسے ہتھکڑیاں ڈال دو۔ یہ سمگلر ہے۔ منشیات کا سمگلر۔۔۔" پولیس آفیسر نے اور بھی بُری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔ لیکن ہتھکڑیاں کون ڈالتا۔ ہتھکڑیاں ڈالنے والے تو بندر کے پیچھے بھاگے پھر رہے تھے۔

اب معاملہ صفدر کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ گھمایا اور پولیس آفیسر کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر ایک دھماکے سے سڑک کی سائیڈ میں جھاڑیوں میں جا گرا۔۔۔ اسی لمحے صفدر کا ریوالور باہر آ گیا۔ پولیس آفیسر حیرت اور خوف سے بت بنا رہ گیا۔

"سنو۔۔۔ زیادہ شور مچانے کی ضرورت نہیں۔ میرا تعلق سپیشل انٹیلی جنس سے ہے۔ یہ ہے میرا کارڈ۔۔۔" صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جیب سے ایک کارڈ نکال کر پولیس آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ ایسے خصوصی کارڈ عمران نے ایمرجنسی کے لئے ہر ممبر کو بنوا کر دے رکھے تھے۔ پولیس آفیسر نے غور سے کارڈ کو دیکھا تو دوسرے لمحے خود بخود اس کی ٹانگیں جڑیں اور ہاتھ میکانکی انداز میں پیشانی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ اس نے کھٹاک سے سیلوٹ مارا تھا۔ ظاہر ہے صفدر کا کارڈ سپیشل انٹیلی جنس

کے چیف بیورو کا تھا۔ پولیس آفیسر کو قانون کے مطابق سیلوٹ مارنا ہی پڑتا تھا۔

ارد گرد اکٹھے ہونے والے لوگ حیرت سے پولیس آفیسر کو دیکھنے لگے جو چند لمحے پہلے اس پر ریوالور نکالے کھڑا تھا اور چیخ چیخ کر ہتھکڑیاں پہنانے کا حکم دے رہا تھا۔ اور چند لمحوں بعد ہی پولیس آفیسر سیلوٹ مار رہا تھا۔

"سس۔۔۔ سس۔۔۔ ساری سر۔۔۔ ساری سر" پولیس آفیسر نے بوکھلاہٹ بھرے انداز میں کہا۔ اور صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کارڈ اور ریوالور واپس جیب میں ڈال لئے۔

"تم یہ ٹریفک چیک کرو۔ میں اس بندر اور ڈبے کو دیکھتا ہوں" صفدر نے کہا اور تیزی سے سڑک کی سائیڈ کی طرف بڑھا۔ مگر اسی لمحے سپاہی شکست خوردہ انداز میں واپس آتے دکھائی دیئے۔

"وہ سر۔ وہ سر نکل گیا۔۔۔ بڑا عیار بندر تھا سر۔۔۔" ایک سپاہی نے پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر یک لخت سختی ابھر آئی تھی۔ اس نے شاید پہلا ڈرامہ نہ دیکھا تھا اور وہ ابھی تک صفدر کو مجرم سمجھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔۔۔ میں صاحب کے ساتھ مل کر اُسے ڈھونڈھتا ہوں۔ تم باقی کاریں چیک کرو۔۔۔" پولیس آفیسر نے جو شاید اپنا ریوالور اٹھانے کے لئے صفدر کے پیچھے سائیڈ کی طرف آ رہا تھا تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور سپاہی سر ہلاتے ہوئے جلدی سے کاروں

کی طرف بڑھ گئے۔

"جناب۔ میں ڈبے میں گیا تھا" ——— پولیس آفیسر نے ایک طرف پڑا ہوا پیکٹ اور ان لفافوں کو دیکھتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

"تم اپنا کام کرو۔ پہلے ہی تم نے تماشا بنا رکھا ہے۔ اب اگر وہ باہر نکل گیا تو شاید تم اور تمہارے ساتھ سارے عملے کو جیل میں جانا پڑے گا" ——— صفدر نے تیکھے لہجے میں کہا۔ اور پولیس آفیسر تیزی سے واپس سڑک کی طرف مڑ گیا۔

صفدر سڑک سے نیچے اتر کر آگے بڑھا اور زور زور سے کیپٹن اور کو آوازیں دینے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ بہرحال سپاہیوں کے خوف سے کہیں چھپ گیا تھا اب باہر آ جائے گا ——— لیکن اس کی پکار کا کہیں سے کوئی جواب نہ آیا۔

"صفدر صاحب ——— یہ کیا ہو رہا ہے" ——— چند لمحوں بعد صفدر کے کانوں میں عمران کی آواز سنائی دی۔ تو وہ چونک کر مڑا۔

عمران کار سے نکل کر اس کی طرف آ رہا تھا۔ اور صفدر نے سارے واقعات عمران کو بتا دیئے۔

"اوہ ——— تو بہت برا ہوا" ——— عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر تنویر کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ لیکن جنگل کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

"میرا خیال ہے وہ اس ڈبے کو لے کر دانا ہاؤس پہنچ جائے گا۔ ٹھیک ہے تم اپنے ٹیم بلاؤ میں دانا ہاؤس جا رہا ہوں" ——— عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ پولیس آفیسر اور سپاہی

اس وقت ان بلیک کیٹ ... انہوں نے شاید دبار کے نیچے چیک ہی بند کر دی تھی۔ اب ٹریفک سڑک پر رواں دواں تھی۔ عمران شاید صفدر کی کار دیکھ کر رک گیا تھا ——— تھوڑی دیر بعد عمران دانا ہاؤس پہنچ گیا۔ لیکن وہاں پہنچ کر جب اسے معلوم ہوا کہ کیپٹن تنویر ڈبہ لے کر نہیں پہنچا تو حقیقت میں اس کے ہوش اڑ گئے۔ ظاہر ہے یہ معمولی ڈبہ نہ تھا۔ دنیا کا سب سے قیمتی مال تھا۔

"وہ آ جائے گا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ وہ بے حد ذمہ دار ہے" ——— کرنل ہارٹ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ساؤنڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر اس نے ٹیلی فون اٹھا کر سب سے پہلے بلیک زیرو کو ہدایات دیں کہ وہ تمام ممبروں کو ڈبے اور تنویر کی تلاش کے لئے بھیج دے ——— اس نے اسے بتا دیا کہ صفدر انہیں وہ جگہ بتا دے گا جہاں سے تنویر ڈبہ لے کر غائب ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کے بالخصوص نمبر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ایکسٹو کی طرف سے کوئی جواب نہ مل رہا تھا۔ عمران کے چہرے کے عضلات کھنچ گئے۔ ایکسٹو کی طرف سے جواب نہ آنے کی کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی ——— اس نے فون پر جنرل اللہ جانا کو دانا ہاؤس کی خصوصی حفاظت کے احکامات دیئے اور پھر کار سٹارٹ کر کے دانا ہاؤس سے نکلا اور خاصی تیز رفتاری سے لانسر کی رہائش گاہ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ اب اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ خواہ مخواہ بھروسے کے چکر میں پڑ گیا کہ جیل سے باہر جانے کے چکر میں الجھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ لانسر کی رہائش گاہ پر پہنچا تو پھاٹک کو کھلا دیکھ

کیپٹن بہادر سنگھ کی شست پولیس آفیسر پر تھی اور پھر جیسے ہی ڈبہ اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر سڑک پر گرا۔ کیپٹن بہادر نے انتہائی پھرتی سے اسے جھپٹا اور سائیڈ میں کھڑی کار کے نیچے گھس گیا۔ اس کے ہاتھ میں ڈبے کی زنجیر تھی ۔۔۔ نیچے گھستے ہی وہ بجلی کی تیزی سے جسم کے نچلے حصے کے بل کھسکتا ہوا اس کار کے نیچے سے ہو کر سائیڈ میں کھڑی ایک جیپ کے نیچے گھس گیا اور دوسرے لمحے اس نے ڈبہ اٹھا کر اس جیپ کے نیچے ایک خالی جگہ میں پھنسا دیا اور خود بھی اچھل کر ایک سائیڈ پر ہٹ گیا۔ اور کھڑا ہو گیا ۔۔۔ اسے باہر نکلتے وقت دوڑ کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن وہ بڑے اطمینان سے جیپ کے نیچے دبکا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ حرکت میں آئی اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گئی ۔۔۔ کیپٹن بہادر بڑی مہارت سے نہ صرف اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا بلکہ اس نے ڈبے کو بھی اپنی طرف

کر لیا کہ جونہی مزید پہنچ گئے۔ معلوم ہوا یہ کار بہادر نے ہی ٹکرا کر سامنے والی مشکوک ہے۔ وہ کار سیدھی آ رہی تھی کہ ٹکرا گئی کو فٹ پاتھ پر چڑھ گئی تھی۔ اور پھر کٹ بیان کار کی سائیڈ میں چھپا ہوا بہادر نظر آ گیا ۔۔۔ وہ کار سے اترا وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ خنجر کی پشت میں گولی لگی ہوئی تھی۔ اور وہ اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ عمران نے جلدی سے جھک کر اس کی نبض چیک کی۔ بہادر زندہ تو تھا لیکن اس کی حالت انتہائی خطرناک تھی ۔۔۔ عمران نے جھک کر اسے اٹھایا اور کار کی پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے ہسپتال کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ اب عمران کے چہرے پر پتھروں جیسی سنجیدگی طاری تھی۔ بہادر کی حالت بتا رہی تھی کہ صورت حال اس کی توقع سے کہیں زیادہ خراب ہو چکی ہے۔

چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ قریب سے ساتھ [illegible] اس نے کیپ ٹیپ کے
ساتھ اسی طرح لپیٹ کر اسے اس طرح چھپا رکھا تھا کہ جیسے وہی کوئی [illegible]
دے رہا ہو ۔۔۔ اب اگر جھٹکے کی وجہ سے وہ [illegible] جگہ سے نکل بھی
جاتا تو وہ [illegible] کرنے کے اس پاکٹ کے ساتھ نکلا ہوا [illegible] اس
طرح [illegible] کو اب وہ بڑا اہم [illegible] رہا تھا۔ اور وہ ایک پاسپورٹ کے
ساتھ چند دن [illegible] سے شہر کی طرف
روانہ ہوا تھا ۔۔۔ اس کا پروگرام یہ تھا کہ جب شہر پہنچ کر لیں
گے تو وہ [illegible] کہاں [illegible] جائے گا اور سیدھا کرنل [illegible]
کے پاس پہنچ جائے گا۔ اس طرح اس کے خیال کے مطابق وہ کرنل [illegible]
کے سامنے سرخرو ہو جائے گا۔

[illegible] کا ایک
[illegible] تھا کہ ایک
[illegible] سے ایک [illegible] جا
ٹکرایا ۔۔۔ [illegible] اور شدید ہونے کی وجہ سے اس کا ذہن ماؤف سا
ہو گیا۔ اس لیے اس کے [illegible] اور وہ [illegible]
[illegible] اس طرح [illegible] تھا کہ جیب کا [illegible]
کے جسم سے [illegible] ۔۔۔ لیکن شاید اس کے [illegible]
[illegible] ضرب کی وجہ سے اس کا جسم خود بخود [illegible]
[illegible] ۔ اور جیب کا [illegible] اس کے جسم کے ساتھ [illegible] گیا۔
[illegible] اس کے جسم کو ایک [illegible] دار ضرب لگی اور اس کے
[illegible] آواز نکلی اور [illegible] دوسرے [illegible]

طرح فضا میں تیرتا جا رہا ہو۔ پیچھے آنے والی ایک کار کے پہیے نے اسے
دوسری طرف سے ٹکر ماری تھی۔ اور اسی زوردار ضرب نے اسے
ہاتھ میں اچھال دیا تھا ۔۔ وہ اچھل کر سڑک کی سائیڈ میں موجود نشیب
میں گر گیا ۔۔۔ یہاں نشیب خاصا تھا۔ اس سے اس کا جسم لڑھکتا ہوا نیچے
گیا۔ اب اس کا ذہن تاریک ہو چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کا ذہن بیدار ہوا تو اس کے حلق سے بے اختیار
کراہ نما چیخ کی آواز نکلی اور اس نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش
کی۔ وہ جسم میں درد کی شدید لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ۔۔۔ یہاں تک
وہ کھا جیسے اس کے جسم کی ہر ہڈی ٹوٹ چکی ہو۔ اس کے جسم کا ایک
حصہ [illegible] شاید اس [illegible] اگر وہ ایک
[illegible] دوسری طرف [illegible] آگے بڑھ جاتا ۔۔۔ بہرحال
چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا۔
[illegible] اور [illegible] کا خیال [illegible]
[illegible] ذہن [illegible] آیا ۔۔۔ تو اس [illegible]
[illegible] تھا اور وہ جیب [illegible] تھا۔ اس کے ذہن [illegible]
[illegible] وہ اب [illegible] کر سکتا تھا سوائے اس کے
کہ [illegible] کے پاس پہنچ جائے ۔۔۔ [illegible] آگے بڑھا۔ وہ
سڑک پر آ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا شاید وہ [illegible] تھا۔ لیکن
[illegible] تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سڑک کے کنارے ایک
درخت پر [illegible] اور پھر اپنی [illegible] ترکیب کے مطابق وہ ایک [illegible]
کی [illegible] ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد جب اس [illegible] میں

واضح ہو گئی کیپٹن بشیر [illegible] دیکھ کر [illegible] اور [illegible] تھیں اور
کمرے کی طرف سے ہوا آخر کار وہ [illegible] کامیاب ہو گیا۔ اس کی
حالت واقعی بے حد خستہ اور خراب تھی۔ تھوڑی دیر بعد کرنل رابرٹ
کے پاس موجود تھے — کرنل رابرٹ شاید اسی کی وجہ سے پریشانی کے
عالم میں اپنے کمرے [illegible] سمجھتے۔

"وہ کیپٹن [illegible] اس حالت میں — کیا ہوا ہے" — کرنل رابرٹ
[illegible] ہی چونک کر [illegible] اور پھر انہوں نے [illegible] کر اسے اٹھایا کیپٹن
بشیر اس وقت نیم مردہ سا ہو رہا تھا۔ اس نے اپنی مخصوص بولی میں آہستہ آہستہ
سارے واقعات بتا دیئے۔

"اوہ — اس کا مطلب ہے ایک اور ہاتھ سے نکل گیا بجائے وہ
[illegible] کسی کی ہو گئی" — کرنل رابرٹ نے [illegible] دکھ بھرے لہجے میں
کہا۔ اور پھر وہ اسے لے کر فوراً میڈیکل روم پہنچے۔ انہوں نے اس کے
[illegible] جس کی مدد سے اس کے جسم کی
[illegible] کر دی۔

"کیا کرنل —" جوزف نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں — تم ایسا کرو [illegible] سے رابطہ قائم کر کے میری بات کراؤ [illegible] اہم
ترین مسئلہ ہے اب —" کرنل رابرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ٹرانسمیٹر کال کرتا ہوں —" جوزف نے کہا اور تیز
تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ کرنل رابرٹ نے [illegible] سے [illegible]
[illegible] کر [illegible] کے لئے دیا اور خود وہاں بیٹھ کر [illegible]
[illegible] ان کے چہرے پر گہری مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

لیکن یہ حالات ایسے تھے کہ اب ایک دن کی [illegible] آخر
[illegible] ہو چکی تھی۔

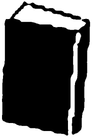

ٹام [illegible] جیب [illegible] جیب [illegible] اس
وقت جو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک لمبا تڑنگا اور [illegible] بھاری جسم کا
آدمی [illegible] کے ساتھ تھا جب کہ باقی افراد [illegible] پر بیٹھے ہوئے تھے — یہ سب
نارا لینڈ کے [illegible] سیکرٹ [illegible] سے متعلق تھے۔ [illegible] اصل
[illegible] ملک کا [illegible] تھا [illegible]
[illegible] نارا لینڈ کے سفارت [illegible] سیکنڈ سیکرٹری [illegible]
[illegible] کر کے [illegible] کہا تھا — نارا لینڈ
نے [illegible] بیٹھے ہوئے [illegible] سفارت خانوں میں سیکنڈ سیکرٹری ہی
متعین [illegible] وہ اس قسم کی سرگرمیوں کی [illegible]
خبر رکھتے تھے بلکہ انہیں بوقت ضرورت کنٹرول بھی کرتے تھے۔ اس

سے ہیڈ کوارٹر کی [illegible] موجودگی کو پاکستان میں حفاظت ملنے کے
سبب سیکرٹری داخلہ کو بھی علم تھا یہی وجہ تھی کہ انہوں نے انہیں فوری
امداد کے لئے فوری طور پر کال کر لیا تھا۔
چونکہ فورسز ان دنوں پاکستان کی سرحد کے پاس ہی رہتی تھیں، اس بات
پر ہیڈ کوارٹر کے چیف شکل نے [illegible] اجازت پانے کے بعد [illegible]
پہنچنے کا فیصلہ کیا ان کے کام [illegible] زیادہ [illegible] کیونکہ انہیں
[illegible] تھا اس لئے [illegible] جیپ کے ذریعے [illegible]
آسانی سے سرحد پار کر کے پاکستان میں داخل ہوئے۔ [illegible]
ہوئے وہ جب [illegible] میں پہنچے تو وہاں شہر میں [illegible] سے پہلے
انہیں [illegible] کے لئے [illegible] ان کے سامنے [illegible] اور
[illegible] کی [illegible] آئی۔ [illegible] کر دی گئی تھی اس لئے وہ
بھی جیپ میں کر شہر میں داخل ہو گئے تھے۔
جیپ [illegible] تھا۔ وہ [illegible] مجھے [illegible] کے [illegible] آیا تھا۔
[illegible] جیپ گیا تھا ۔۔۔ جیپ کی پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے
ایک نوجوان نے کہا۔
یہ [illegible] ایسے [illegible] سے [illegible] ہوئے
[illegible] کیا [illegible] دیکھتے کہ
[illegible] غائب ہو گیا ۔۔۔ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے بھاری
جسم کے [illegible] نے [illegible] جواب دیا۔ یہ [illegible]
چیف تھا اور باقی تین اس کے ساتھی تھے۔ [illegible] کے ممبر۔ [illegible]
[illegible] گروپ تھا۔ [illegible] گروپ [illegible]

میں ماہر شکل نے [illegible] سیکرٹری داخلہ سے طویل گفتگو کے بعد
[illegible] حالات کو سامنے رکھتے ہوئے [illegible] جیپ کے ذریعے
پاکستان آنے کا پروگرام بنایا تھا کیونکہ اس جیپ کے نچلے حصے میں
ایسے خفیہ خانے بنے ہوئے تھے جن میں [illegible] آسانی سے چھپایا
جا سکتا تھا اور [illegible] چیکنگ [illegible] نہ کر سکتی تھی۔
[illegible] رہائش کا [illegible] انتظام کر
رکھا تھا، چنانچہ شہر میں داخل ہوتے ہی وہ اس رہائش گاہ تک پہنچ گئے۔
[illegible] جیپ سے نکال کر کمرے میں رکھ دو [illegible]
کی ضرورت [illegible] سے رابطہ قائم کرتا ہوں ۔۔۔ شکل نے
[illegible] جیپ سے اتر کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھتے
ہوئے کہا۔
اس نے جیب سے ڈائری نکالی کیونکہ اس میں [illegible] کا ٹیلی فون نمبر
لکھا ہوا تھا [illegible] نمبر ڈائل کرنے لگا۔ لیکن چند
لمحوں بعد [illegible] رسیور واپس رکھ دیا کیونکہ [illegible] موجود
نہ تھا ۔۔۔ وہ [illegible] کہیں گیا ہوا تھا اور کہاں گیا تھا
اس کے متعلق [illegible] کسی کو [illegible]۔
"فریڈی ۔۔۔ شہر [illegible] سے [illegible] آؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ
جلد از جلد یہاں کا [illegible] کر کے واپس جاؤں۔ وہاں بڑا اہم کام ادھورا
پڑا ہے" ۔۔۔ شکل نے [illegible] کمرے میں داخل ہوتے ہوئے
فریڈی سے کہا۔ اور فریڈی [illegible] واپس چلا گیا۔
چند لمحوں بعد [illegible] کے دوڑنے کی آواز سنائی دی تو شکل اچھل کر کھڑا

ہو گیا۔ اس کے اعصاب تن گئے تھے۔ مگر وہ مڑے تو فریکی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"باس — یہ ڈبہ۔ یہی ڈبہ تھا نا؟" — فریکی نے پرجوش لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں وہی چھوٹا ڈبہ تھا جسے ہوسٹن آفیسر نے بند کر کے رکھ گیا تھا۔

"یہ ڈبہ کہاں سے آ گیا؟" — شکی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ باقی ممبر بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہ سب حیرت سے اس چھوٹے ڈبے کو دیکھ رہے تھے۔

"باس — ٹرانسمیٹر کے لیے میں نے جیپ کا سب سے نچلا حصہ ٹٹولا تو مجھے اس ڈبے کی زنجیر نظر آئی۔ یہ ڈیفرینشل پائپ کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ اور ڈبہ لٹک رہا تھا۔ میں اسے کھول کر لے آیا ہوں" — فریکی نے کہا۔

"اوہ — اس کا مطلب ہے انہوں نے یہ ڈبہ جیپ لیتے وقت ہی جیپ کے نیچے باندھ دیا تھا۔ لیکن وہ بند کیسے ہو گیا۔ اور کہیں وہ ہمارا تعاقب نہ کر رہے ہوں۔ جلدی کرو باہر جا کر نگرانی کرو۔ اور یہ کوئی خطرناک مسئلہ بن گیا" — شکی نے ڈبے کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور فریکی کے علاوہ اس کے ساتھی تیزی سے باہر کی طرف لپک گئے۔

"حیرت انگیز ہے۔ ہر طرف سے بند ہے اور نجانے کس دھات کا بنا ہوا ہے" — شکی نے ڈبے کو غور سے دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس — یہ ٹرانسمیٹر" — فریکی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر

شکی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ شاباش — ایسا کرو کہ اس ڈبے کو کہیں چھپا دو۔ ان کے بارے میں ہم بعد میں سوچیں گے" — شکی نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر ڈبہ فریکی کی طرف بڑھا کر خود ٹرانسمیٹر اس سے لے لیا اور اسے میز پر رکھ کر اس کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو — جی ایف آر ایچ کالنگ۔ اوور" — شکی نے اوور کہتے ہی مخصوص فریکوئنسی سیٹ کر کے اسے کال کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک تو رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ لیکن پھر جب وہ مایوس ہو کر ٹرانسمیٹر بند ہی کرنے والا تھا کہ ریسیور کا مخصوص بلب جل اٹھا۔ اور دوسری طرف سے آواز ابھری۔

"یس — جی ایف آر ایچ اٹنڈنگ — تم کہاں سے بول رہے ہو۔ اوور" بولنے والے کی آواز میں کمزوری واضح تھی۔

"سر — میں پاکیشیا سے ہی بول رہا ہوں۔ ہم ابھی ابھی یہاں پہنچے ہیں۔ آپ کو فون پر کال کیا۔ لیکن پتہ چلا کہ آپ کسی مشن کے لیے کہیں گئے ہوئے ہیں۔ اوور" — شکی نے کہا۔

"ہاں میں اسی مشن کے سلسلے میں گیا تھا۔ شروع میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن پھر عین موقع پر وہ ڈبہ ہاتھ سے نکل گیا۔ میں ساتھیوں سمیت دشمنوں کی باتوں میں آ گیا۔ اوور" — دوسری طرف سے کمزور سے لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ — کون سا باس — آپ کس ڈبے کی بات کر رہے ہیں۔ اوور" — شکی نے چونک کر حیرت انگیز لہجے میں کہا۔ پھر اسے ڈبے کا خیال آ گیا۔ جو پراسرار طور پر ان کے پاس خود بخود پہنچ گیا تھا۔

"ٹھیک یہی وجاہت کا بنا ہوا ڈبہ ہے ۔ دونوں نہ اصولی شخص تھا ۔ ۔ ۔ ۔"
دوسری طرف سے ڈارش نے کہا ۔ اور پھر اس نے ونسری کو اس سے
کو جنگل میں اس آدمی کی ملاقات اور تفریح بتائی۔ اور ڈیسمنڈ نے ساری
بات بتادی ۔۔۔ اور یہ بھی بتا دیا ۔ اگر وہ شخص اسے جھیل سے نکال کر نہ لاتا تو
وہ بھی بڑھیا کی طرح جھیل کی سطح پر تیرتا ہوا ملتا ۔ ڈارش نے بتایا کہ جب ساحل کے
بارے میں وہ کافی دیر تک جھیل کے کنارے پھرا تو اس کے جسم میں شدید
تھکاوٹ پیدا ہو گئی تھی ۔۔۔ اور اب بھی وہ بڑی مشکل سے اپنی کار تک
پہنچ کر جنگل سے نکل کر شہر کی طرف آیا تھا کہ راستے میں موجود ایک ہسپتال سے
پٹی اور مرہم لگوا کر کلب پہنچا ہے۔ میں اسے کئی منٹ تک دیکھتے رہے ۔

"اور سر وہیں پر چھوڑ ۔۔۔ مسٹر ڈارش جب ہوٹل پہنچ گیا تب اس وقت ہوٹل پاس ڈیڑھ سو ۔۔۔" شکی نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم ہوٹل پاس ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ تم ہوٹل پاس کیسے پہنچ گیا ہو اور ۔۔۔" دوسری طرف سے ڈارش کی آواز یک لخت تیز ہو گئی شاید ڈیسمنڈ کی اس طرح پر اسرار آمد کا سنتے ہی اس کی ذہنی حالت بدل ہو گئی تھی۔

اور جواب میں شکی نے ہیلی کاپٹر سے کر ڈیسمنڈ کی پراسرار گمشدگی کی ساری روئیداد سنا دی۔

"اوہ ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ حیرت انگیز اتفاق ہے ۔ انتہائی حیرت انگیز اتفاق ہی ہو گیا ۔ ٹھیک ہے میں خود بھی تمہارے پاس آ رہا ہوں اور ڈیسمنڈ و سر کو بھی کال کر دیتا ہوں۔ آپ بھی تم ہوٹل پاس پہنچنے کی کوشش کرنا

ہوں تاکہ وہاں پہنچ کر وہ خود تحقیقات کر سکے کہ حقیقت کیا ہے ایسا نہ ہو کہ یہ کوئی اور فریب ہو ۔ جبکہ وہاں پہنچ کر تحقیقات کا مکمل تیار کر لیا جائے گا۔ اس کو تو تم بلانے بھیج رہے ۔" مسٹر ڈیسمنڈ وسری نے کہا اور ۔۔۔ ڈارش نے حسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں سر ۔ اور ۔۔۔" شکی نے جواب دیا۔

"اور کچھ اور دیر تک ان ۔۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

شکی نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ شاید اس کی زندگی کا اتنا بڑا کارنامہ تھا کہ ... اس کا بیجنا دل تھا ۔ شکی نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر بتایا تو ان سے کسی نگرانی یا تعاقب کی بات نہیں سب سب کا جواب یہ تھا کہ کوئی مشکوک آدمی اندر موجود نہیں ہے تو پھر شکی کو بھی پہلی بار ساری حقیقت انہیں بتائی تو وہ بھی اس حیرت انگیز اتفاق پر حیران رہ گئے۔

تھوڑی دیر بعد ڈارش کلب پہنچ گئی۔ شکی نے مصافحہ کرنے کے بعد اس نے سب سے پہلے ڈیسمنڈ کا حال پوچھا۔

"بالکل ٹھیک ہے ۔۔۔ آئیے ۔۔۔ ویسے یہ حیرت انگیز اتفاق میرے خیال میں تو بار بار ہو رہا ہے ۔۔۔" ڈارش نے حسین انداز حسرت سے بھرپور لہجے میں کہا اور شکی نے بھی سر ہلا دیا۔

"لیکن مسٹر ڈیسمنڈ ہے کیا کوئی نشانات وغیرہ ہیں" شکی نے پوچھا۔

"نہیں ــــ خفیات کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تم جانتے ہو کہ سپر ایجنٹ معمولی چیزوں کے لئے کسی دوسرے ملک میں نہیں بھیجے جاتے۔ اس میں تاراک لینڈ کا کوئی بہت اہم راز بند ہے۔ بہر حال مجھے اس کی تفصیلات کا علم نہیں اور نہ ہی مجھے جاننے کی ضرورت ہے" ــــ مارش نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تسکی بھی خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد لانسر اور فیلیا بھی وہاں پہنچ گئے۔ لانسر نے نمیدوں کے سے انداز میں سب سے پہلے ڈبے کا معائنہ کیا۔ اور پھر اس کے چہرے پر بھی مسرت کے رنگ بکھر گئے۔ جب اُسے ڈبے کی جھیل سے برآمدگی سے لے کر یہاں تک پہنچنے کی تفصیلات کا علم ہوا تو وہ بھی بے حد حیران ہوا۔ کیونکہ مارش نے اُسے ٹیلی فون کال پر مختصر انداز میں بتایا تھا۔ تفصیل کا اُسے علم یہاں آکر ہوا تھا۔

"ــــ آپ نے اس نگرانی کرنے والے کا کیا کیا۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ کی نگرانی ہو رہی ہے" ــــ مارش نے اچانک ایک خیال آتے ہی چونک کر پوچھا۔

"اس کی لاش رہائش گاہ پر پڑی ہے۔ تمہاری کال ملنے کے بعد تھوڑا سا ڈرامہ کھیلا گیا۔ اور وہ نگرانی کرنے والا احمق اس ڈرامے میں پھنس کر کوٹھی کے اندر پہنچ گیا۔ جہاں میں نے اس کی پشت میں گولی مار کر اُسے ختم کر دیا" ــــ لانسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

"اب سر اس ڈبے کا کیا کرنا ہے۔ میں اسے لے جاؤں"

مارش نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــ اب صورت حال بدل چکی ہے۔ وہ ٹارزن جو عمران ہی تھا۔ وہ تمہیں یقیناً پہچان گیا ہو گا۔ اور اس ڈبے کی گمشدگی کے ساتھ ہی انہوں نے سفارت خانے کی نگرانی شروع کر دی ہے۔ اس لئے اب اسے اس ملک سے نکالنے کے لئے کوئی اور تجویز سوچنا پڑے گی" ــــ لانسر نے کہا۔

"جناب ہم لوگ ابھی تک کسی کے سامنے نہیں آئے۔ اگر آپ کہیں تو یہ ڈبہ ہم چھپا کر کافرستان لے جائیں اور وہاں کے سفارت خانے کے ذریعے اسے تاراک لینڈ بھجوا دیا جائے" ــــ تسکی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ ــــ یہ بالکل ٹھیک رہے گا۔ تمہاری طرف تو کسی کا خیال بھی نہ جائے گا۔ ویری گڈ۔ یہ تجویز بالکل درست رہے گی۔ نگرانی کرنے والے کے قتل کا عمران کو پتہ چل جائے گا۔ اس لئے وہ یقیناً اب مجھے بھی ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا ــــ اس لئے میں اب یہیں چھپا رہوں گا۔ جب کچھ دنوں تک معاملات سرد پڑ جائیں گے تو نئے میک اپ اور کاغذات کی مدد سے میں اور فیلیا بھی نکل جائیں گے" ــــ لانسر نے تجویز پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ریڈ ہینڈز آج ہی پاکیشیا میں داخل ہوئے ہیں اگر یہ فوری طور پر واپس گئے تو ہو سکتا ہے کسٹم حکام مشکوک ہو جائیں" ــــ فیلیا نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن یہ ایک دو روز یہاں گزار کر بھی واپس جا سکتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کے متعلق کسی کو علم نہیں"

افسر نے کہا۔

"اور پھر یہ طے ہو گیا کہ افسر اور نیلیا بھی یہیں رہیں گے اور دو، وڈ اور ویڈ بینڈ گروپ ڈبے سمیت واپس کافرستان چلا جائے گا۔ جب ڈبہ کافرستان کے سفارت خانے کے ذریعے ناراک لینڈ پہنچ جائے گا تو ڈیش ونسر کو اطلاع دے گا اور پھر افسر اور نیلیا بھی ٹھیک اب میں خاموشی سے نکل جائیں گے ——— چنانچہ ڈبہ پہنچنے کے بعد مارشل نے واپس سفارت خانے جانے کی اجازت مانگی۔

"نہیں تھا ورنہ کسی صورت میں اس جگہ کی نشاندہی نہ ہو۔"

افسر نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب ——— آپ بے فکر رہیں۔ ویسے بھی ان کے نظریے کے مطابق ڈبہ وہ پہلے یہ سے چیک کرنے جا چکے تھے۔ اس لیے اب ان کے تصور میں بھی نہ ہوگا کہ ڈبے کے متعلق مجھے علم ہے۔ وہ یقیناً اب شہر میں ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے۔ بہرحال پھر بھی میں محتاط رہوں گا۔" مارشل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر افسر اور ڈیشی سے مصافحہ کر کے وہ باہر کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"جیپ کا تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ جیپ تھی وہ کار بھی ہو سکتی ہے۔"

"اور ان لے کر تم یہیں بند رہے تو طلب ہو کر باوردی جوزف کی کال ملتے ہی ہسپتال سے سیدھا ادھر واپس آگیا تھا۔ یہاں کرنل رابرٹ سنگھ نے مجھے تفصیل بتا دی۔"

اور کیپٹن ہنستے ہوئے توجیہ کرتے ہوئے کرنل رابرٹ کو کوئی جواب دیا۔

"وہ جیپ ہی تھی۔ دراصل میرے پاس ایک بڑی فرم بار جیپ تھی۔ جسے میں اکثر شکار کے لیے استعمال کیا کرتا تھا۔ اور کیپٹن اس کے ایک ایک پرزے سے اچھی طرح واقف تھا ——— اس نے کہا ہے کہ اس کا پچھلا حصہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا کہ ہمارے پاس سپورٹس کی جیپ کا تھا۔"

کرنل رابرٹ نے تو تابانی کے فراکتر انجام دیتے ہوئے کہا۔

"فرم بار ——— اوہ واقعی جیپ میں۔ ہاں پہنچی تو ایک فرم بار جیپ

جس کا مطلب یہ تھا کہ اس پر سنہری پٹیاں تھیں یعنی وہ ملٹری پولیس کی گاڑیوں کے ساتھ ہی دوڑ رہی تھی ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اب یہ بات بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ وہ واقعی فرم پارٹی کا" کرنل ہائیٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب میں اسے ڈھونڈ لوں گا" ـــــ عمران نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ـــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ تمہارے کسی دوست کے بارے میں کوئی رپورٹ" عمران نے پوچھا۔

"ممبرز نے ساری جگہوں کو چیک کیا ہے۔ لیکن ڈیوڈ کا کہیں پتہ نہیں چلا وہ ابھی تلاش کر رہے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"بہرحال اب یہ طے ہو گیا ہے کہ یہ ایک دن کے بعد ایک ... نے ایک جیپ میں ... کے ساتھ روانہ ہو گیا تھا۔ وہ خود ہی دوڑ رہا تھا ... کہ ... اسٹیشن ... لیکن وہ ... کرنل ہارٹ کے ذریعے اس سے بات ہوئی ہے تو پتہ چلا کہ وہ جیپ فرم پارٹی کی اور جیپ میں سرحد کے پاس ... تھا تو میں نے ... نے اس کی فرم پارٹی کی جیپ کو جاتے دیکھا تھا۔ اس کا

مطلب یہ تھا کہ اس پر سنہری پٹیاں تھیں۔ وہ یہاں تک میرا خیال درست ہو گیا ہے۔ اس پر کافرستان کی نمبر پلیٹ موجود تھی۔ تم ایسا کرو کہ ممبرز کو فوری طور پر اس جیپ کی تلاش میں لگا دو۔ میں بھی سرحد تک جا رہا ہوں۔ اگر اس کا پتہ چل جائے تو مجھے فوراً ٹرانسمیٹر پر کال کریں" ـــــ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اگر اس پر کافرستان کی نمبر پلیٹ تھی تو اس کا مطلب ہے کہ وہ گاڑی اس پار کی سرحد کی طرف سے آئی تھی۔ وہاں سے بھی اس کا پتہ چلایا جا سکتا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"میرے ذہن میں بھی یہ بات ہے۔ میں پہلے وہاں فون کر کے پتہ کروں گا۔ لیکن وہاں سے ان کی منزل کا ہی پتہ چل سکتا ہے کہ وہ دارالحکومت تک پہنچے گی یا آگے بڑھ جائے گی۔ باقی تفصیلات کا تو پتہ نہیں چل سکتا ـــــ تم ممبرز کو کہو کہ وہ فوراً اسے تلاش کریں۔ اور صفدر سے کہو کہ وہ شہر سے باہر جانے والی سڑکوں پر بھی اسے چیک کرے۔ شاید وہ دارالحکومت سے نکل کر کسی اور شہر جا رہی ہو" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ پھر اس نے انکوائری کا نمبر ملایا اور انکوائری آپریٹر سے اس نے کرم پور سرحد کے چیک پوسٹ آفیسر کا نمبر معلوم کر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس کرم پور بارڈر چیک پوسٹ" ـــــ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بیورو بول رہا ہوں، چیف آفیسر سے بات

"کیا بات ہے۔۔۔" عمران کا لہجہ یک لخت تشویش ناک ہو گیا۔

"یس سر۔۔۔ یس سر، ہولڈ آن کیجئے سر۔۔۔" دوسری طرف سے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ریسیور میں ایک آواز ابھری۔

"یس سر۔۔۔ میں اے۔ آر۔ صدیقی بول رہا ہوں۔ چیف آفیسر حکم فرمائیے۔۔۔" لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"مسٹر صدیقی۔۔۔ آج کس وقت کافرستان سے ٹرم پار جیپ پاکیشیا میں داخل ہوئی ہے۔ مجھے اس کے متعلق معلومات چاہئیں۔" عمران نے اسی طرح سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹرم پار جیپ۔۔۔ ایک منٹ سر میں چیک کرتا ہوں سر۔" دوسری طرف سے چیف آفیسر نے کہا۔ اور ریسیور میں چند لمحے خاموشی طاری رہی۔

"یس سر۔۔۔ چار گھنٹے پہلے ٹرم پار جیپ نے بارڈر کراس کیا ہے جناب۔ ریکارڈ میں موجود ہے سر۔۔۔" صدیقی کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"کتنے آدمی تھے اس میں۔۔۔" عمران نے پوچھا۔

"ایک ڈرائیور اور پانچ آدمی تھے۔ ان کے پاس ٹرانزٹ ویزا تھا جب کہ وہ سب ناٹاک لینڈ کے باشندے تھے جناب۔ ٹرانزٹ ویزا تھا ان کے پاس۔۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور ناٹاک لینڈ کا نام سن کر عمران کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"ٹرانزٹ ویزا تھا تو ان کی آئندہ منزل کی تفصیلات بھی درج ہوں گی

آپ کے پاس۔۔۔" عمران نے ایک بار پھر تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔۔۔ انہوں نے چند روز دارالحکومت میں رہنے کے بعد واپس کافرستان جانا ہے کیونکہ ان کا ٹرم پار جیپ کا فرستان میں ہے۔" صدیقی نے جواب دیا۔

"دارالحکومت میں کس جگہ ٹھہرنا ہے انہیں۔۔۔" عمران نے پوچھا۔

"اس کا سر کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ سیاح لوگ ہیں۔ ظاہر ہے کسی ہوٹل میں ہی ٹھہرے ہوں گے۔ سر کوئی جرم ہے۔ ہم نے تو ٹرم پار جیپ کو اچھی طرح چیک کیا تھا سر۔۔۔" صدیقی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ فی الحال کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ اوکے۔۔۔" عمران نے کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔ گو کہ واقعی [illegible] ناٹاک لینڈ کے [illegible] تھا لیکن [illegible] اس لیے خیال جھٹک دیا کیونکہ [illegible] الکاریز [illegible] کوئی تعلق اس کیس سے نہ تھا۔ یہ اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔

وہ ٹیلی فون [illegible] کار کی طرف بڑھ گیا۔ اب یہ ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں دارالحکومت کے ہوٹلوں میں چیک کرے، لیکن [illegible] ایک بات [illegible] تھی وہ [illegible] کا ایک فرار۔۔۔ آخر وہ کہاں گئے ہوں گے۔ ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ سفارت خانے والوں نے انہیں کال کر کے صورت حال بتائی ہو۔ تو وہ [illegible] لیکن وہ کہاں تلاش کر سکتے ہیں۔ کہاں جا سکتے ہیں یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

ابھی وہ اسی ذہنی ادھیڑ بن میں مصروف تھا کہ کار کے ڈیش بورڈ

ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سنائی دی، عمران نے کار کی رفتار آہستہ کر کے اسے سائیڈ پر کرتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— تنویر کالنگ عمران۔ اوور" ——— بٹن دبتے ہی تنویر کی آواز سنائی دی۔

"یس عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور" ——— عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب ——— گہری نیلی جیپ آسٹر کالونی میں دیکھی گئی ہے۔ اس میں ڈرائیور سمیت چھ غیر ملکی سوار تھے۔ انہوں نے ایک دکان سے سگریٹ خریدے ہیں۔ میں وہاں سے سگریٹ خریدنے کے لئے رکا تو بس اتفاقاً پوچھ لیا۔ اوور" ——— تنویر نے کہا۔

"آسٹر کالونی کے کس چوک سے انہوں نے سگریٹ خریدے ہیں۔ اوور" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"پہلے چوک سے۔ اوور" ——— تنویر نے جواب دیا۔

"او کے ——— تم وہیں رکو۔ میں آرہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ——— عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے کار آگے بڑھا دی۔ اب وہ خاصی تیز رفتاری سے آسٹر کالونی کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ آسٹر کالونی شمال میں ایک جدید ترین کالونی تھی۔ اور اس کالونی میں خاصی بڑی اور مہنگی کوٹھیاں تھیں ——— اس کا مطلب تھا کہ وہ شہر کراس کر کے وہاں پہنچے ہوں گے۔ اور اس بات سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کسی ہوٹل کی بجائے کسی رہائش گاہ کی طرف گئے ہوں گے۔ کیونکہ تمام قابل ذکر ہوٹل دوسری طرف پڑتے ہیں ——— تھوڑی دیر بعد وہ آسٹر کالونی کے پہلے چوک میں پہنچ گیا۔ تنویر وہاں اپنی کار سمیت موجود تھا۔ تنویر کے بتانے پر وہ سیدھا

سگریٹ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

"جناب وہ گہری نیلی جیپ کا رخ کس طرف تھا۔ اس میں چھ غیر ملکی تھے۔ اور ہم انہیں تلاش کر رہے ہیں" ——— عمران نے ادھیڑ عمر آدمی سے بڑے مؤدبانہ انداز میں پوچھا۔

"آپ کے دوست نے بھی پوچھا ہے۔ وہ بارہ نمبر سٹریٹ کی طرف مڑ گئے تھے۔ میں نے جیپ کو اس طرف مڑتے دیکھا تھا۔ اس کے بعد وہ کہاں گئے ہیں یہ نہیں بتا سکتا" ——— ادھیڑ عمر آدمی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"بارہ نمبر سٹریٹ ——— اور وہ تو آگے جا کر بند ہو جاتی ہے" عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی وہ تو بند ہو جاتی ہے لیکن سائیڈوں سے تو راستے نکلتے ہیں" ادھیڑ عمر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"آؤ تنویر۔ بارہ نمبر سٹریٹ کو چیک کر لیں" ——— عمران نے کہا اور پھر کار کی طرف بڑھ گیا۔

اور پھر دونوں کاریں دوڑتی ہوئی بارہ نمبر سٹریٹ میں داخل ہو گئیں۔ یہ سٹریٹ خاصی لمبی اور بڑی سائیڈ روڈ تھی۔ درمیانی حصے میں دکانیں تھیں جب کہ باقی تمام کوٹھیاں تھیں۔ جن میں سے کچھ زیر تعمیر تھیں ——— عمران نے ایک بک سٹال کے سامنے کار روک دی اور پھر نیچے اتر کر وہ دکان کی طرف بڑھا۔ بک سٹال پر ایک نوعمر لڑکا موجود تھا۔ جس کے ہاتھ میں ایک رسالہ تھا۔

"بیٹے ——— کوئی گہری نیلی جیپ دیکھی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فرم پارسے ہی ٹال دیکھی ۔ پہلے تو میں نے اس کی تصویر رسالوں میں دیکھی تھی ۔ لیکن آج تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے ۔ بہت خوبصورت جیب ہے ۔" ادیب نے تو اسکی تعریف دل کی گہرائی سے کی ہے ۔۔۔ نوجوان نے اپنی عمر کے مطابق تیز اور پرجوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"اچھا ۔۔۔ وہ نیلے رنگ اور سنہری پٹیوں والی وہ میرے دوست کی ہے ۔ مجھے بتایا تھا کہ یہیں کہیں اس کی رہائش گاہ ہے ۔ مجھے نمبر بھول گیا ہے ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ہاں بالکل یہی ۔۔۔ بالکل ۔۔۔ وہ سامنے چیتھم کے بونگ والی کوٹھی ہے جس میں وہ کھڑی ہے ۔ بس میری اچانک نظر پڑ گئی ۔ تو میں اُسے دیکھنے آیا ۔۔۔ لڑکے نے کہا ۔

"شکریہ ۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑا ۔ وہ جیب کو ڈھونڈ لینے میں کامیاب ہو گیا تھا ۔ اور پھر وہ تنویر سمیت جیپ میں بیٹھا ہوا اس کوٹھی کی طرف بڑھ گیا ۔ چونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ قطعی غیر متعلق ہیں اس لئے انہیں اس میں کسی قسم بازی کی ضرورت نہیں اور ہو سکتا ہے وہ تو اس جیب کی موجودگی سے بھی بے خبر ہوں گے ۔

کوٹھی کا پھاٹک بند تھا ۔ عمران نے کال بیل پر انگلی رکھ دی ۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک غیر ملکی نوجوان باہر نکل آیا ۔ وہ شکل سے ہی ... تھا کہ اس کا تعلق ناماک لینڈ سے ہے ۔

"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ فرم پار جیب برائے فروخت ہے ۔ ہم اس کا سودا کرنے آئے ہیں ۔۔۔ عمران نے نوجوان کو گھورتے ہوئے مسکراتے

ہوئے کہا ۔

"برائے فروخت ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ آپ کو غلط بتایا گیا ہے ۔۔۔ نوجوان نے بڑے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"معاف کیجئے فرینکی ۔۔۔ اچانک اندر سے کسی کی بھاری سی آواز سنائی دی ۔

"چلو برائے فروخت نہیں ہے تو نہ سہی ہم اسے دیکھ تو سکتے ہیں ۔ دراصل مجھے فرم پار جیب سے عشق ہے ۔ لیکن ہمارے ملک میں ان کی درآمد ممنوع ہے اس لئے ..... ۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا

اس کے ساتھ ہی ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی باہر آگیا ۔ فرینکی نے اُسے جب عمران کا مقصد بتایا تو وہ غور سے عمران کو دیکھنے لگا ۔

"آپ کو کیسے علم ہوا کہ یہاں فرم پار جیب موجود ہے ۔" بھاری جسم والے کا لہجہ فرینکی سے بھی زیادہ کرخت تھا ۔

اور عمران ان کے انداز دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ سیدھے سادے سیاح نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق یقیناً کسی تنظیم سے ہے ۔

"محترم دو ہفتے پہلے آپ نے ... جیب کی تفصیلات ... کے مطابق درج کرائی تھیں ... فریدی تھا ۔ چنانچہ ہمارے محکمے کو اطلاع دی گئی ۔۔۔ میرا تعلق کسٹم سے ہے اس بات سے ہمیں یہ شبہ پیدا ہوا کہ آپ اسے یہاں بیچنے کے لئے لائے ہیں ۔۔۔ عمران کا لہجہ یک لخت سنجیدہ ہو گیا ۔

"اوہ — لیکن آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ ہم یہاں ہیں" — بھاری جسم والے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"معمولی باتیں ہیں۔ لیکن کیا آپ ہمیں اندر آنے کے لئے نہیں کہیں گے۔ آپ معزز سیاح تھے۔ اور اب مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ اسے نہیں جانتے۔ اس لئے میں صرف اس کی تفصیلات نوٹ کر کے واپس چلا جاؤں گا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تشریف لے آئیے" — بھاری جسم والے نے کہا اور اس نے فریڈی کو پھاٹک کھولنے کے لئے کہا۔ فریڈی نے کھڑکی سے واپس جا کر پھاٹک کھول دیا۔ اور عمران اور تنویر اندر داخل ہو گئے۔ تنویر کا ہاتھ جیب میں ہی تھا۔ بھاری جسم والا انہیں ساتھ لئے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔

"تشریف رکھئے اور پہلے اپنا شناختی کارڈ دکھایئے۔ تب آپ سے مزید بات ہو سکے گی" — بھاری جسم والے نے سخت لہجے میں کہا۔

"خبردار — اگر ہاتھ جیب کی طرف بڑھایا تو" — اسی لمحے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

اور بھاری جسم والے کے ساتھ ساتھ عمران اور تنویر بھی چونک پڑے۔ عمران یہ آواز اچھی طرح پہچانتا تھا اور دوسرے لمحے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی — کیونکہ کمرے میں نسر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور پھر دوسرے دروازوں سے چار مسلح افراد مشین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔

"کیا مطلب مسٹر نسر" — بھاری جسم والے نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ علی عمران ہے مسٹر نسر۔ جس کا ذکر میں نے پہلے کیا تھا۔ یہ بس ٹریس کر کے یہاں پہنچ گیا ہے" — نسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا" — بھاری جسم والے نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ میں ٹھیک اور سیدھا ڈبہ تمہارے پاس پہنچ گیا ہوں" — عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہاں — وہ ہماری چیز تھی۔ اس لئے قدرت نے ایک اتفاق کے ذریعے ہم تک پہنچا دی۔ لیکن مجھے حیرت ہے کہ تم اسے کس طرح ٹریس کرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے ہو" — نسر نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"میری ناک بہت تیز ہے مسٹر نسر۔ میں نے اس کی خوشبو میلوں دور سے سونگھ لی۔ تم نے میرے آدمی کو گولی مار کر میرے دل میں اپنے لئے نرم گوشہ ختم کر دیا ہے — اور اب تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ وہ ڈبہ میرے حوالے کر دو۔ اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو" — عمران کے لہجے میں بڑا اطمینان تھا۔

"اب تمہاری واپسی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی ہے مسٹر علی عمران۔ مجھے اعتراف ہے کہ تم میں غیر معمولی صلاحیتیں موجود ہیں۔ لیکن مجھے تم نہیں جانتے — میں ناراک لینڈ کا ٹاپ ایجنٹ رول انسر ہوں۔ میں نے آج تک زندگی میں کبھی کسی شخص کا کام نہیں دیکھا۔ یہی وجہ ہے کہ میرا اصل خود ڈبہ میرے پاس پہنچ گیا ہے" — انسر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے تو مجھے کہا تھا کہ وہ ملک سے باہر جا چکا ہے۔ اور تمہیں شاید یاد ہوگا کہ میں نے تمہیں یہی جواب دیا تھا کہ مجھے تمہیں بہت ہوئی تو میں اسے واپس وصول کر لوں گا۔ اور ایک اور شخص اپنی ہی دولت نکال لینا ہے۔ تم دونوں یہاں آ گئے ہو۔ تمہاری کوٹھی اس وقت مکمل گھیرے میں ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہاری شکل دیکھتے ہی آدمی کو چیکنگ کے لئے باہر بھیج دیا ہے۔ ابھی ختم ہو جائے گا۔ اور سنو۔ معمولی سی غلط حرکت بھی تمہاری زندگی کے خاتمے کا سبب بن جائے گی۔ ان سب کے نشانے بے خطا ہیں" ——— انسپکٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔

"باہر کوئی آدمی نہیں ہے۔ یہ دونوں دو کاروں میں یہاں پہنچے ہیں اور بس" ——— آنے والے نے انسپکٹر کو بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میرے خیال میں اب زیادہ دیر کی ضرورت نہیں ہے" انسپکٹر نے ٹسکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ——— ایک ملک کا سپر ایجنٹ انسپکٹر ٹائیگر۔ حالانکہ تمہیں ازراہ ہمدردی مشین گنیں ہٹا لینی چاہئیں" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ——— زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔ مسٹر ٹسکی ان دونوں کو تہہ خانے میں لے چلیے۔ وہاں ان کے جسم کی پوری طرح تلاشی لی جائے

گا۔ نہیں۔ فائرنگ کی آواز ہمیں کسی مشکل میں بھی ڈال سکتی ہے" ——— انسپکٹر نے ٹسکی سے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— چلو اٹھو تم دونوں۔ اور سنو کسی قسم کی غلط حرکت مت کرنا ورنہ تم جیسوں کو قتل کرتے ہوئے مجھے ذرا سی بھی خوشی ہو گی" ——— ٹسکی نے غراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری پوری زندگی گزر گئی ہے مسٹر ٹسکی اور جب پوری زندگی گزر جائے تو پھر آگے موت ہی ہوتی ہے" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ تنویر بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ کیونکہ عمران کا تجزیہ بتا رہا تھا کہ وہ اب حملے کے لئے تیار ہو چکا ہے۔

"چلو اس دروازے کی طرف" ——— ٹسکی نے سائیڈ دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس طرف جو مشین گن بردار کھڑے ہوئے تھے۔ عمران سر جھکائے ہوئے تنویر کو آہستہ سے کہنی مارتا ہوا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے چاروں مسلح افراد ایک طرف ہٹ گئے ——— عمران اور تنویر جیسے ہی ان کے قریب پہنچے۔ ان دونوں کے جسم ایک بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ لوگ سنبھلتے۔ وہ دونوں اچھل کر دروازے کی دوسری طرف جا گرے۔ ان دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک مشین گن جھپٹ لی گئی تھی۔

"فائر ——— " انسپکٹر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی خود بھی فائر کھول دیا۔ لیکن کمرہ میں ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازوں کے ساتھ ہی انسانی

"پیچھے تو نہیں ہٹو گے" عمران اور تنویر دروازے کے سامنے ہی کھڑے تھے
لیکن پھر انہوں نے ان کی آہٹیں سنیں۔ دوسرے ہی لمحے آدمیوں کی چیخیں جو نائٹ کلب کی آواز
تھے ہی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے تھے ۔۔۔ اسی طرح لانسر
کے فائر کی زد میں آ کر وہ چاروں ہی دروازے میں ڈھیر ہو گئے۔
عمران اور تنویر نیچے جھکے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہو گئے۔
اور اسی لمحے عمران نے سائیڈ میں مشین گن کی نال دیکھ کر فائر
کھول دیا اور کمرے میں ایک انسانی چیخ ابھری۔
"تنویر دوڑو وہ پچھلے دروازے سے نکل رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے
چیخ کر کہا اور تنویر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔
اسی لمحے عمران کو سائیڈ میں کھٹکا سا سنائی دیا تو وہ اچھل کر فرش پر گرا۔
اور گولیوں کی بوچھاڑ اس کے سر کے اوپر سے ہوتی ہوئی گزر گئی۔ عمران نیچے گرتے
ہی پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح تڑپا اور ایک بار پھر اس کی مشین گن نے
شعلے اگل دیئے ۔۔۔ دوسرے لمحے سائیڈ کے ایک ستون کے قریب
چیخ سنائی دی اور پھر ایک عورت کٹے ہوئے شہتیر کی طرح لڑکھڑاتی ہوئی نیچے
گری اور اس کے ہاتھ سے مشین گن چھوٹ گئی۔ یہ نینا تھی۔ اسی لمحے دوسری سمت
سے مشین گن چلنے اور ایک انسانی چیخ ابھرنے کی آواز سنائی دی تو عمران مشین گن
اٹھائے ادھر دوڑ پڑا۔
"عمران صاحب ۔۔۔ وہ لانسر اس کمرے میں ہے" ۔ اسی لمحے
تنویر نے چیخ کر کہا اور عمران سر کے بل اچھل کر سائیڈ میں ہو گیا۔ تاکہ اندر سے
ہونے والی فائرنگ سے بچ سکے۔ ایک آدمی دروازے کی سائیڈ میں پڑا ہوا تھا۔ اس
کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔

"ہتھیار باہر پھینک دو لانسر ۔ ورنہ میں پورے کمرے کو اڑا دوں گا"
عمران نے چیخ کر کہا اور اسی لمحے مشین گن اچھل کر باہر آ گری۔
"ہاتھ اٹھا کر اب باہر آ جاؤ" ۔۔۔ عمران نے پیر کی ٹھوکر مار کر مشین گن
کو ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے لانسر دونوں ہاتھ سر
سے اوپر اٹھائے باہر نکل آیا۔ بے بسی، مایوسی اور غصے کی وجہ سے اس کا
چہرہ سیاہ پڑا ہوا تھا اور آنکھوں سے وحشت جھلک رہی تھی۔
"میں نے نینا کی چیخ سنی تھی۔ کیا تم نے اسے مار دیا ہے" ۔۔۔ لانسر
نے کرخت لہجے میں کہا۔
"نہیں وہ صرف زخمی ہے۔ ایکسا دیپ کا ڈبہ کہاں ہے" ۔۔۔ عمران
نے کرخت لہجے میں پوچھا۔
"مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ پہلے مجھے نینا کے پاس لے چلو" ۔۔۔ لانسر
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"سنو لانسر ۔ وہ وقت اور تھا جب میں نرم مزاجی سے چلا گیا تھا ۔
مجھے فوراً ڈبے کے متعلق بتا دو ورنہ میں تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دوں
گا" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
"کوشش کر دیکھو۔ میں صرف اس لئے باہر آ گیا ہوں تاکہ نینا کا پتہ
کر سکوں۔ ورنہ تم جیسے قیامت تک سر پٹختے رہتے تو لانسر کا بال بھی نہیں اکھاڑ
سکتے تھے" ۔۔۔ لانسر کے لہجے میں بھی غراہٹ تھی۔
"یہ مشین گن سنبھالو تنویر۔ میں ذرا اس کی ہڈیوں کا سرمہ بنا دوں" ۔
عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن تنویر کی طرف اچھالتے ہوئے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے لانسر پر یک لخت چھلانگ لگا دی۔ لیکن لانسر

بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹا اور ساتھ ہی اس کی لات حرکت میں آئی لیکن شاید اسے عمران کی مدافعت کا علم ہی نہ تھا۔ عمران نے لات میں ہی اپنے جسم کو ملایا۔ اور پھر دلسر کے قریب پہنچ کر دو اپنی ٹانگ بڑھا دی کہ کر اس کے سر کے اوپر سے گذر کر دوسری طرف جا گرا ۔۔۔ لیکن ابھی وہ ان انتہائی پھرتی سے اس نے دونوں ٹانگیں دلسر کی کمر کے گرد ڈال دی تھیں۔ بس اتنا سمجھ اور غیر متوقع جھٹکے کی وجہ سے دلسر اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا۔ اور اس لمحے عمران نے ایک اور حیرت انگیز داؤ لگایا۔ اس نے دونوں ہاتھ زمین پر جمے ہوئے تھے ۔۔۔ پھر پشت جسم کے جھٹکے کے بل جو زور اور اس کے ساتھ ہی اس کا پورا جسم یکلخت اوپر اٹھتا چلا گیا اور پھر یکلخت جھٹکے کے ساتھ اس کی ٹانگوں میں پھنسا ہوا دلسر کا بھاری جسم فضا میں اڑتا ہوا سائیڈ کی طرف چلا گیا ۔۔۔ اور پھر پہلے سے عمران اور تنویر کی بدقسمتی کا آغاز ہو گیا۔ دلسر نے اپنے اٹھتے ہوئے جسم کو زور سے یکلخت پلٹا اور پھر دوہری قوت سے اسی سائیڈ میں کھڑے تنویر کے ہاتھ پکڑ لیا۔ تنویر اور دلسر دونوں ایک زوردار دھماکے سے نیچے گرے ہی تھے کہ یکلخت دلسر کے جسم نے جھٹکا کھایا ۔۔۔ وہ تنویر کا بھاری جسم دلسر کی طرح اڑتا ہوا اور کر کمرے کے بھرتے عمران سے جا ٹکرایا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر جیسے ہی نیچے گرے دلسر نے جھپٹ کر اپنا سائیڈ پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی ۔۔۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین گن کی نال ان کی طرف سیدھی کرتا عمران یکلخت اپنی جگہ سے اچھلا اور پوری قوت سے دلسر سے آ ٹکرایا۔ دلسر دھکا کھا کر پہلی بار الٹ گیا اس نے عمران کو جھٹکنے کی کوشش کی ۔۔۔ لیکن عمران اس سے پہلے ہی یکلخت تڑپ کر

ہوئی بوری کی طرح فرش پر بیٹھا اور اس کے ساتھ ہی دلسر کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔ اس کی دونوں ٹانگیں عمران کی گرفت میں تھیں اور اس کی گردن دیوار کی تیزی کے ساتھ پھنسی ہوئی تھی ۔۔۔ عمران کے ایک ہی جھٹکے کی وجہ سے اس کا جسم یکلخت کمان کی طرح مڑا اور پھر کراہ کے ساتھ ہی دلسر کے حلق سے چیخ نکلی۔ اس نے تڑپ کر سائیڈ میں اپنے جسم کو گرانا چاہا کہ اس خوفناک داؤ کے اثر سے بچ سکے ۔۔۔ لیکن عمران کی گرفت سے نکلنا اس کے بس کا روگ نہ تھا۔ نتیجہ یہ کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور اس کا جسم مردہ چھپکلی کی طرح یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔
ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنتے ہی عمران نے جھٹکے سے اس کا جسم چھوڑ دیا اور اچھل کر پیچھے ہٹ گیا ۔۔۔ اب دلسر فرش پر چت پڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ مچھلی کی ٹانگوں کی طرح فرش پر پھیلے اور سمٹ رہے تھے لیکن باقی جسم بالکل بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔
"بس۔ اسی برتے پر سپر ایجنٹ بنے پھرتے تھے بچانے کو ان کی ہمت ہیں جو یہاں اس آدمی کو جو مارشل آرٹ کے چار داؤ سیکھ لیتے سپر ایجنٹ بنا دیتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے حقارت بھرے انداز میں کہا۔
"بہرحال۔ تم میرے ہاتھوں میں آ پھنسے تو ۔۔۔" دلسر کی کھنچی کھنچی آواز سنائی دی۔
"تو پھر میں بھی تمہیں عمران کی بجائے سپر ایجنٹ ہی کہتا ہوں" تنویر پوری کوشش کر کے ہوش میں آ رہا تھا اور پیچھے ہٹ کر دوبارہ تلاش کر رہا ۔۔۔ عمران نے تنویر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ جو بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر دیوار کے ساتھ کھڑا تھا۔ تنویر کو مارشل آرٹ کا ماسٹر سمجھا جاتا تھا۔ لیکن جب بھی وہ عمران

سر نڑے ہوئے دیکھتا تو اس کو خود بخود یہ احساس ہو جاتا کہ وہ عمران کے مقابلے میں طفلِ مکتب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ یہی وجہ تھی کہ ایسے موقعوں پر لاشعوری طور پر اس کے چہرے پر مرعوبیت سی چھا جاتی۔

تنویر عمران کا حکم سنتے ہی تیزی سے مڑا اور ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ بیہوشی چونکہ خاموشی کی دی اور اب تقاضا بھی اس لئے شاید مشینوں کی آوازیں کسی نے نہ سنی تھیں کیونکہ اب تک پولیس کے سائرنوں کی آوازیں سنائی نہ دی تھیں ۔۔۔ ڈاکٹر کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں اور چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ چکا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

عمران بہت ہی گہرے انداز میں کمرہ اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا لیکن کوٹھی پر تمام خاموشی طاری تھی۔

"یہ ڈبہ ہے" ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد تنویر نے چمکیلا ڈبہ اٹھا کے کمرے سے نکل کر پوچھا۔

"ہاں یہی ہے۔ سارے فساد کی جڑ" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر ایک جھٹکے سے ڈبہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"اب اس کا کیا کرنا ہے" ۔۔۔ تنویر نے بے ہوش پڑے ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اسے بے ہوش ہو کر ہی جان بچانی ہے۔ اگر ہم میں سے کسی نے بے ہوش آدمی پر ہاتھ اٹھایا تو پھر جولیا نے ہم دونوں کی چھٹی کرا دینی ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

عمران ڈبہ اٹھائے تیزی سے مڑ کر بیرونی طرف بنی ہوئی کشتی کی روشنی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ڈبہ ایک طرف رکھا اور پھر اس نے جھک کر کشتی کی روشنی

تلاشی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد وہ اس کی اندرونی جیب سے بٹوہ برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

"۔۔۔ ریڈ ہینڈڈ۔ اچھا تو یہ سرخ ہاتھ تھے۔ جولیا سوپر فیاض کے بیٹے پر ایک دم تھوڑا ٹھٹھک گیا۔ ویسے دیکھا جائے تو ان میں سے کسی کے ہاتھ پر مہندی بھی لگی ہوئی ہے یا یہ سب ہم دولہوں کی طرح کنوارے ہی ریڈ ہینڈڈ بنے بیٹھے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ۔۔۔ تنویر نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"یعنی یہ ریڈ ہینڈڈ ہیں۔ اور ہمارے ہاں تو شادی کے وقت ہی ہاتھ سرخ ہوتے ہیں۔ آگے پیچھے تو بس رنگے ہاتھوں پکڑے جانے والا محاورہ ہی کام آتا ہے ۔۔۔ اور اب یہ ضروری نہیں کہ رنگے ہاتھوں کا مطلب سرخ رنگ ہی ہو۔ نیلے، پیلے، براؤن، سیاہ سارے ہی رنگ ہو سکتے ہیں۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران بھی مسکراتا ہوا بڑے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں [illegible] نظر آیا تھا۔ وہ اب سوپر فیاض کے سر سہرا باندھنا چاہتا تھا۔

"عمران صاحب۔ یہ خطرناک آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھیک ہو کر سوپر فیاض کے ہاتھوں سے نکل جائے" ۔۔۔ تنویر نے ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سوپر فیاض کے ہاتھوں سے بس خصلے ہی نکل جاتے ہیں مجرم نہیں نکل سکتے۔ سارے شہر کے مجرم اس کے سوپر ہاتھوں میں بیڑیاں پہنے رہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی آج تک نکل سکا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کندھے اچکا کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران

کو اس کی مرضی کے بغیر چلانا اس کے بس میں نہ تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس معاملے میں ایکسٹو بھی بے بس ہو جاتا ہے ——— اس لئے اس نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی۔

ختم شُد

عمران سیریز
لاسٹ فائیو
مظہر کلیم ایم اے